مُعینُ الایضاح

لِحلّ اسئلة

نورُ الایضاح

مؤلف

راشد الہ آبادی

باھتمام ـــــ سعود علی

اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی، انڈیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ وَجَدَ الْحِكْمَةَ اَخَذَهَا حَيْثُ شَاءَ

معین الایضاح

لحلّ أسئلة

نور الایضاح

مؤلف

راشد الہ آبادی

باہتمام ـــــــ سعود علی

ناشر

اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی انڈیا

Mob.: 09358001571

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

انتساب

خاکسار اپنے اس قیمتی رسالے کو مشفق والدین کی طرف منسوب کرنے کو خوش قسمتی سمجھتا ہے، جن کی شفقت ومحنت اور دعاؤں کے طفیل میں اس لائق ہوا کی قلم کو جنبش دے؛

نیز اپنے ان مشفق ومکرم ساتھیوں کی جانب منسوب کرنے کو باعثِ فوز و سعادت سمجھتا ہے جنھوں نے وقتاً فوقتاً اس رسالے کو ترتیب دینے کے دوران مدد فرمائی ہے؛

نیز ان اساتذہ کرام کی طرف منسوب کرنے کو باعثِ ترقی سمجھتا ہے، جن کے زیر سایہ رہ کر کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا؛

نیز مادرعلی از ہر ہند ''دارالعلوم دیوبند'' کی طرف منسوب کرنے کو باعثِ خوش بختی سمجھتا ہے، جس کی آغوشِ تربیت کا یہ ثمرہ ہے۔

راشد الٰہ آبادی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عرضِ مرتّب

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ:

ربِّ کائنات کا عظیم شکر واحسان ہے کہ اس نے احقر کو زیرِ نظر کتاب لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

یہ کتاب ”معین الایضاح لحل اسئلۃ نور الایضاح“ جو قارئین کے سامنے پیش ہے ایک حقیری کوشش کا مجموعہ ہے، درسِ نظامی کی شہرہ آفاق کتاب ”نور الایضاح“ جو اپنی جامعیت کی وجہ سے طلبہ کو مشکل معلوم ہوتی ہے، اور پڑھنے والوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ کئی بار پڑھنے اور یاد کرنے کے بعد بھی بات ذہن میں محفوظ نہیں رہتی، اس کا تقاضا تھا کہ اس مشکل کتاب کا سوال اور جواب کی شکل میں کوئی خلاصہ ہونا چاہیے، جس کو مختصر سے وقت میں پڑھنے سے کتاب کا ماحصل کسی حد تک ذہن میں جاگزیں ہو جائے، چنانچہ احقر نے یہ کتاب مرتب کی ہے اور ممکن حد تک اُن مشکلات کو حل کرنے اور مختصر انداز میں مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اخیر میں کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے قارئین سے درخواست ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کو ہدفِ لعن وطعن نہ بنائیں بلکہ احقر کو مطلع فرمائیں، تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیری محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

راشد الہ آبادی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حل امتحان نمبر (۱)، نور الایضاح: ص (۶)

(**فصل**) وَالْمَاءُ الْقَلِيْلُ إِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُوْنُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ وَيُسَمّٰى سُوْرًا الْأَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ وَهُوَ مَاشَرِبَ مِنْهُ آدَمِيٌّ أَوْفَرَسٌ أَوْ مَايُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَالثَّانِيْ نَجِسٌ لَايَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُهٗ وَهُوَ مَاشَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ أَوِالْخِنْزِيْرُ أَوْشَيْءٌ مِنْ سِبَاعِ الْبَهَائِمِ كَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اس طرح مطلب بیان کریں کہ ہر ہر جزء واضح ہو جائے۔

(ج) کتے کے بارے میں امام مالکؒ کے کتنے قوال ہیں؟

جواب

(الف) ترجمہ:

فصل: جھوٹا پانی۔ ماءِ قلیل سے جب کسی جاندار نے پی لیا ہو تو اس پانی کی چار قسمیں ہوں گی (۱) پاک ہو، پاک کرنے والا ہو اور وہ ایسا پانی ہے جسے کسی انسان نے پی لیا ہو یا گھوڑے نے پی لیا ہو یا اس جانور نے پی لیا ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہے (۲) دوسری قسم وہ ہے کہ ایسا پانی ہو جو ناپاک ہو کہ اس کا استعمال جائز نہ ہو اور وہ ایسا پانی ہے کہ جس کو کتے یا خنزیر یا درندوں نے پی لیا ہو جیسے: چیتا، بھیڑیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) تشریح:

اب تک مصنفؒ پانی کے اقسام بیان کر رہے تھے، اب یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ پانی پاک تھا؛ مگر وہ کون کون جانور ہیں کہ اگر وہ اس سے پانی پی لیں تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ مصنفؒ نے قلیل کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر پانی زیادہ ہو تو اس صورت میں ناپاک ہونے کا کیا سوال؛ اس لیے کہ کسی کے پینے سے اوصاف میں کیا تبدیلی ہوگی۔ آدمی کو مطلق ذکر اس وجہ سے کیا کہ انسان خواہ وہ مسلم ہو یا کافر جنبی ہو یا طاہر، عورت حیض کی حالت میں ہو یا حالتِ طہر میں، آدمی بڑا ہو یا چھوٹا ہر ایک کا جھوٹا پاک ہے۔ ہاں! اگر کوئی انسان ایسی چیز کا استعمال کرتا ہے جو مسلمانوں کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے تو اس کا جھوٹا اس وقت ناپاک ہوگا جبکہ اس شئی ممنوعہ کے بعد فوراً پانی پیا ہو۔ (مراقی الفلاح)

ظاہر روایت میں گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے اِس کے بارے میں چار اقوال منقول ہیں: (۱) گھوڑے کے جھوٹے کے علاوہ سے وضو کرنا بہتر اور مناسب ہے (۲) اس کا جھوٹا استعمال کرنا مکروہ ہے؛ اس لیے کہ اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے (۳) حمار کی طرح مشکوک ہے (۴) پاک ہے، اس کا گوشت حلال ہے، اس کا جھوٹا بھی پاک ہے، اس لیے کہ لعاب خون سے بنتا ہے اور گوشت بھی خون سے بنتا ہے اور پانی پینے کے وقت پانی میں لعاب ہی ملتا ہے؛ اس لیے جب اس کا گوشت پاک ہے تو لعاب بھی پاک ہوگا۔ کتے اور خنزیر کا جھوٹا ناپاک ہے۔

(ج) کتے کے بارے میں امام مالکؒ کے کتنے قول ہیں؟

کتے کے جھوٹے کے بارے میں امام مالکؒ کے چار اقوال ہیں: (۱) مطلقاً پاک ہے (۲) مطلقاً نجس ہے (۳) جس کتے کا پالنا جائز ہے اس کا جھوٹا بھی پاک ہے اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جس کا پالنا ناجائز ہے، اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہے (۴) کلبِ حضر کا جھوٹا نجس اور کلبِ بدوی کا طاہر۔ (معارف مدنیہ)

لحل امتحان نمبر (۲)، نور الایضاح: ص (۷)

وَلَا یَفْسُدُ الْمَاءُ بِخُرْءِ حَمَامٍ وَعُصْفُوْرٍ وَلَا بِمَوْتِ مَالَا دَمَ لَهٗ فِيْهِ كَسَمَكٍ وَضِفْدَعٍ وَحَيَوَانِ الْمَاءِ وَبَقٍّ وَذُبَابٍ وَزَنْبُوْرٍ وَعَقْرَبٍ وَلَا بِوُقُوْعِ آدَمِيٍّ وَلَا بِوُقُوْعِ مَالَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ إِذَا خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى بَدَنِهٖ نَجَاسَةٌ وَلَا بِوُقُوْعِ بَغْلٍ وَحِمَارٍ وَسِبَاعِ طَيْرٍ وَوَحْشٍ فِي الصَّحِيْحِ وَإِنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ إِلَى الْمَاءِ أَخَذَ حُكْمَهٗ وَوُجُوْدُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيْهَا يُنَجِّسُهَا مِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا إِنْ لَمْ يُعْلَمْ وَقْتُ وُقُوْعِهٖ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور پانی خراب نہیں ہوتا کبوتر اور گوریا کے بیٹ سے اور نہ ایسے جانور کے مرجانے کی وجہ سے کہ جس میں دمِ مسفوح نہ ہو جیسے مچھلی، مینڈک اور پانی کے جانور پسو، مکھی، بھڑ، بچھو اور نہ آدمی کے گرنے کی وجہ سے اور نہ مالا یؤکل لحمہ کے گرنے کی وجہ سے اس صورت میں جبکہ زندہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نکل گئے ہوں اور ساتھ ہی ان کے بدن پر کوئی نجاست ظاہری نہ ہو اور اسی طرح خچر، گدھا، شکاری پرندوں اور وحشی جانوروں کے گر جانے کی وجہ سے صحیح قول کے بموجب اور اگر گرنے والے جانور کا لعاب پانی میں پہونچ گیا ہے تو اب اس کے لعاب کا حکم ہوگا۔ کسی مردار حیوان کا کنویں میں پایا جانا اس کو تین دن اور تین رات سے ناپاک قرار دیتا ہے، اگر گرنے کا وقت معلوم نہ ہو اگر وہ پھٹ پھول گیا ہو ورنہ ایک دن سے کنویں کی ناپاکی کا حکم ہوگا۔

(ب) مطلب:

کبوتر کے بیٹ کر دینے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، اِس پر امت کا اجماع ہے؛ اس لیے کہ کبوتر مسجدوں میں رہتا ہے اور وہاں پر بیٹ کرتا ہے؛ لیکن اس کو کوئی ناپاک قرار نہیں دیتا۔ ایک حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بغرض ہجرت مکہ سے تشریف لے جا رہے تھے اس وقت غار پر کبوتر نے اپنا ٹھکانا بنا رکھا تھا جس سے کفار کو یہ دھوکہ ہوا کہ اگر یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو کبوتر کیوں ہوتا؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اب اس کا ٹھکانا مسجد کو بنا دیا اور اب مسجدوں میں کبوتر خوب رہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف اس طرح ہے: "أنّها أوكرت علىٰ باب الغار حتّٰى سلمّت فجازاها الله المسجد مأواها"۔ نیز صحابہ کرامؓ میں عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک دفعہ اپنی اُنگلی سے اس بیٹ کو صاف کیا۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے کنکری سے ایک پرندے کی بیٹ کو صاف کیا اور بلا دھوئے ہوئے ویسے ہی نماز ادا کی۔ (مراقی الفلاح)

اِس فصل میں ایک بات اور ذکر کی وہ یہ کہ جس جانور میں بہتا ہوا خون نہ ہو خواہ وہ بحری ہو یا برّی اس کے مر جانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ ولم يكن علىٰ بدنه

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نجاسة کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو اس صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا۔ في الصحيح کہہ کر اس طرف اشارہ کردیا کہ اس میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ خچر، گدھے وغیرہ کے گرنے سے پانی نکالا جائے گا؛ مگر قول صحیح یہی ہے کہ ناپاک نہیں ہوتا۔

ووجود حيوان ميت فيها إلخ: حیوان کی قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر غیر حیوان گر گیا تو اس صورت میں اسی وقت سے ناپاک ہوگا جب سے وہ پایا گیا ہے۔ حیوان سے مراد وہ ہے جس کے اندر خون ہو، یہ اس صورت میں ہے جب کہ گرنے کا وقت نامعلوم ہو کہ کب گرا ہے، اب جبکہ وہ کنویں کے اندر ملا تو دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو صرف مرا ہوا ملا ہوگا، یا اس کے ساتھ ہی ساتھ پھول اور پھٹ بھی گیا ہوگا، اس صورت میں کیا کیا جائے؟ تو اس کے بارے میں امام اعظمؒ کا قول یہ ہے کہ اگر معلوم نہ ہو اور صرف مرا ہوا ملا ہے تو اس صورت میں ایک دن اور ایک رات کی نماز قضا کرلی جائے گی اور اس سے جو کپڑے وغیرہ پاک کیے گئے ہیں سب دوبارہ پاک کیے جائیں گے؛ لیکن اگر کسی نے وضو علی الوضو کیا تھا یا کپڑا پاک تھا اور اسے یوں ہی دھولیا تھا تو اس صورت میں اعادہ کی ضرورت نہیں؛ لیکن آئندہ کے لیے یہ کپڑے ضرور پاک کرلے۔ (مراقی)

لیکن اگر پھول اور پھٹ گیا ہو تو اس صورت میں تین دن اور تین رات کی نمازیں لوٹائے گا؛ اس لیے کہ پھولنا اور پھٹنا تقریباً اتنے ہی دیر میں ہوتا ہے؛ لیکن صاحبینؒ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں کہ اس وقت سے لوٹائے گا جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ کب گرا ہے۔

فيها: یہ قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر باہر مار کر کنویں میں ڈال دیا گیا تو اس صورت میں بھی وہی حکم ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حل امتحان نمبر (۳)، نور الایضاح: ص (۹)

فَصْلٌ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ: يَلْزَمُ الرَّجُلَ الْاِسْتِبْرَاءُ حَتّٰى يَزُوْلَ اَثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهُ عَلٰى حَسْبِ عَادَتِهِ إِمَّا بِالْمَشْيِ أَوِ التَّنَحْنُحِ وَالْاِضْطِجَاعِ أَوْغَيْرِهِ وَلَايَجُوْزُ لَهُ الشُّرُوْعُ فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ الْبَوْلِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

پاکی حاصل کرنے کا طریقہ: آدمی پر صفائی یہاں تک ضروری ہے کہ پیشاب کا اثر زائل ہوجائے اور اس کا دل مطمئن ہوجائے اس کی عادت کے مطابق خواہ یہ مطمئن ہونا چلنے کی وجہ سے ہو یا کھنکھارنے کی صورت میں ہو یا لیٹ کر اطمینان حاصل ہو، بلا اس کے وضو کرنا جائز نہیں تا آنکہ پیشاب کے قطروں کے ختم ہوجانے کا یقین کامل ہوجائے۔

(ب) مطلب:

یہاں پر مصنفؒ نے تین الفاظ کو استعمال کیا ہے: ایک استنجاء دوسرا استبراء تیسرا استنقاء اب ہر ایک کی تعریف معلوم کرلینی ضروری ہے۔

استنجاء: اسے کہتے ہیں کہ جس میں نجاست کو پتھر اور پانی سے ختم کیا گیا ہو۔

استبراء: اس کو کہتے ہیں کہ آدمی چل کر یا کسی اور طرح سے قطرات کو زائل کرے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور اس کو اِس بات کا یقین ہو جائے کہ اب قطرات ختم ہو گئے ہیں۔

استنقاء: اِس صورت کو کہا جاتا ہے کہ آدمی استنجا کرتے وقت پتھر سے اپنے عضو مخصوص کو ملے یا ہاتھ سے دبا کر اسے نچوڑے، تاکہ ظن غالب حاصل ہو جائے کہ اب قطرات ختم ہو گئے۔ اخذت من حاشیۃ شیخ الادبؒ۔ یہاں پر مصنفؒ نے لفظ الرجل کو ذکر کیا ہے؛ اس لیے کہ عورت کو ان صورتوں کی ضرورت نہیں، وہ اس سے بری اور ان کی عادت نہیں ہے؛ نیز ان کو قطرات بھی نہیں آتے۔

علٰی حسب عادتہ: کی قید بڑھا کر اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان وجھوں کو جنھیں ہم نے بیان کیا ہے ضروری نہیں کہ اس کے بعد زائل ہو جائے؛ بلکہ اگر کسی کی عادت اس کے علاوہ ہے تو اس صورت میں بھی اس سے پاکی ہو جائے گی؛ نیز یہ باتیں حدیث میں مذکور بھی نہیں کہ ان ہی پر عمل کیا جائے؛ بلکہ یہ تجربہ کی باتیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ کسی کا تجربہ اس کے برعکس ہو۔ واللہ اعلم

البول: کی قید اتفاقی ہے یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کا اثر باقی رہ جائے جب تک دل کو یقین کامل نہ ہو جائے، اس وقت تک وضو جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ اگر تری بھی باقی رہ گئی تو اس سے بھی وضو درست نہیں ہوتا اور وضو کا مقصد طہارت ظاہری ہے، تاکہ اس کے بعد طہارت باطنی حاصل ہو اور قطرات کی صورت میں یا شک کی صورت میں طہارت ظاہری بھی حاصل نہیں ہوتا تو طہارت باطنی تو بعد کی چیز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اور ایک یہ بھی ہے کہ وضو اس شخص کے لیے ہے جو حدثِ اکبر سے پاک ہو؛ اس لیے کہ وضو کے ذریعہ سے حدثِ اصغر سے پاکی حاصل کی جاتی ہے اور پیشاب کے قطرات کی صورت میں حدثِ اصغر ہے تو اصغر کہاں سے حاصل ہو جائے گی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۴)، نور الایضاح: ص (۱۰)

وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ أَحَبُّ وَالْأَفْضَلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ فَيَمْسَحُ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوزُ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ أَوِ الْحَجَرِ وَالسُّنَّةُ إِنْقَاءُ الْمَحَلِّ وَالْعَدَدُ فِي الْأَحْجَارِ مَنْدُوبٌ لَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ نَدْبًا إِنْ حَصَلَ التَّنْظِيفُ بِمَادُونِهَا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) والعدد في الأحجار کا مطلب واضح کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

پانی سے دھونا بہتر ہے، پانی اور پتھر کا جمع کرنا افضل ہے پہلے پونچھ لے پھر دھولے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک ہی کر لے، سنت تو یہ ہے کہ مقامِ نجاست کو صاف کرے۔ اور پتھروں میں تعداد مستحب ہے نہ کہ سنت مؤکدہ۔ استحباب پر عمل کرتے ہوئے تین پتھروں کو استعمال کر لے اگر چہ اس سے کم میں نجاست ختم ہو جائے۔

(ب) مطلب:

اب یہاں سے ان صورتوں کو بیان کر رہے ہیں کہ اگر ان دونوں کو یکجا کر دیا گیا تو کیا اس سے کوئی حرج ہوگا یا بہتر ہوگا اور کس طرح جمع کیا جائے استعمال میں کون مقدم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور کون مؤخر ہو اس کا طریقہ بتایا کہ پہلے پتھر کو استعمال کرے پھر پانی کو جس طرح ماءِ مشکوک میں کہا گیا تھا۔

(ج) والعدد في الأحجار کا مطلب:

یہاں سے یہ بتایا جا رہا ہے کہ پتھروں کے استعمال میں عدد واجب نہیں ہے جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تین پتھروں کا استعمال کرنا واجب ہے اس سے کم میں پاکی حاصل نہیں ہو سکتی؛ لیکن امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ تثلیث واجب نہیں ہے، اصل مقصود طہارت ہے اگر وہ اس سے کم میں حاصل ہو جائے تب بھی صحیح ہے؛ لیکن مستحب یہ ہے کہ تین ڈھیلے کو استعمال کرے۔

محل امتحان نمبر (۵)، نور الایضاح: ص (۱۱)

وَيُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ أَوْبَهِيمَةٍ وَآجُرٍّ وَخَزَفٍ وَفَحْمٍ وَزُجَاجٍ وَجَصٍّ وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ كَخِرْقَةِ دِيبَاجٍ وَقُطْنٍ وَبِالْيَدِ الْيُمْنٰى إِلَّا مِنْ عُذْرٍ أَوْيَدْخُلُ الْخَلَاءَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَيَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قَبْلَ دُخُولِهِ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَسَارِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھئے۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور ہڈی اور آدمی یا چوپائے کے کھانے، پکی اینٹ، ٹھیکرے، کوئلے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کاغذ، کوئلہ اور قابلِ قدر اشیاء سے استنجاء مکروہ ہے جیسے ریشم کے ٹکڑے اور روئی کے کپڑے سے اور دائیں ہاتھ سے مگر عذر کی بناء پر اور بائیں پیر کو بیت الخلاء میں پہلے داخل کرے اور داخل ہونے سے پہلے شیطانِ رجیم سے پناہ طلب کرلے اور اپنے بائیں پیر پر ٹیک لگا کر بیٹھے اور بلاضرورت کسی سے گفتگو نہ کرے۔

(ب) مطلب:

اب یہاں سے مصنفؒ ان چیزوں کو بیان کر رہے ہیں جن سے استنجاء کرنا مکروہ ہے بعظم اس لیے کہ حدیث میں بھی ہے: "عن عبداللہ بن مسعودٍ أن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم نهٰی أن یستطیب أحدکم بعظم أو روث". (نسائی شریف) اِس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ جنات کی غذا ہے اور ظاہر بات ہے کہ کسی کے غذا سے استنجاء کرنا کیسے صحیح ہوگا۔ اور اس حدیث کے پیشِ نظر یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ مکروہِ تحریمی ہے۔

طعام: یہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت کبریٰ ہے اس لیے اس سے استنجاء کرنا اہانت اور اضاعت نعمۃ اللہ ہے۔

بالید الیمنیٰ إلخ: اس لیے کہ حدیث پاک میں ہے کہ: "قال النبي ﷺ إذا بال أحدکم فلا یأخذ ذکرہ بیمینه" (نسائی) اس لیے اسے مکروہ قرار دیا گیا، نیز انسان اسی ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے اور پھر اسی ہاتھ سے اگر گندی چیزوں کو چھوئے تو اس کی طبیعت بھی گوارہ نہیں کرتی؛ لیکن اگر کوئی عذر ہو تو کر سکتا ہے اس وقت کراہیت باقی نہیں رہے گی جیسے بائیں ہاتھ میں پھوڑا نکلا ہوا ہے اب اگر دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے تو پھر اس کو حرج لاحق ہو جائے گا۔

ویدخل الخلاء: اب جبکہ یہ بات واضح ہوگئی کہ کن کن چیزوں سے استنجاء کر سکتا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے تو اب یہ بتلا دینا ضروری تھا کہ اس جگہ کس طرح سے جایا جائے اور اس جگہ کس طرح داخل ہوا جائے۔ بائیں پیر سے داخل ہونے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے؛ نیز اس میں جانے سے پہلے دعاء پڑھ لیجائے؛ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا؛ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: "أن النبي ﷺ كان إذا دخل الخلاء قال اللهم إني أعوذبک من الخبث والخبائث". (ترمذی) یہ دعا دخول سے قبل پڑھی جائے گی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر دخول کے وقت نہ پڑھا ہو تو جلوس کے بعد پڑھ سکتا ہے۔ اس جگہ تعوذ کی وجہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان مقاماتِ نجاست میں شیطان موجود ہوتے ہیں؛ اس لیے وہاں جانے سے قبل پناہ طلب کرلی جائے کہ وہ کوئی نقصان نہ پہونچا سکے۔ دوسرے یہ کہ انسانی طبائع میں انفعالی مادّہ بہت زیادہ ہے، اہلِ شر کی تھوڑی سی مصاحبت بھی شر پیدا کرتی ہے، شیاطین سے ایسے مواقع میں متأثر ہونے کا اندیشہ ہے؛ اس لیے آپ نے دعا بتلائی تاکہ ان کے اثرات سے محفوظ ہوسکیں۔ (معارفِ مدنیہ)

محل امتحان نمبر (۶)، نور الایضاح: ص (۱۳)

وَشَرْطُ وُجُوبِهِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْإِسْلَامُ وَقُدْرَةٌ عَلٰى اِسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِي وَوَجُوْدُ الْحَدَثِ وَعَدَمُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَضِيقُ الْوَقْتِ وَشُرُوْطُ صِحَّتِهِ ثَلَاثَةٌ عُمُوْمُ الْبَشَرَةِ بِالْمَاءِ الطَّهُوْرِ وَانْقِطَاعُ مَايُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَحَدَثٍ وَزَوَالُ مَايَمْنَعُ وَصُوْلَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) وجوبہ میں "ہ" ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

اور اس کے واجب ہونے کی شرط عاقل، بالغ اور مسلمان ہونا ہے، اور قدرت کا رکھنا ہے اس قدر پانی کے استعمال پر جو کافی ہو اور حدث کا پایا جانا اور حیض و نفاس اور وقت کے تنگی کا نہ ہونا۔ اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں تین ہیں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں ان پر پاک پانی کا پہنچ جانا، اور حیض اور نفاس اور حدث کا ختم ہو جانا اور اس کے منافی ہے اور اس چیز کا علیحدہ ہو جانا جو پانی کے پہونچنے کے منافی ہے جیسے موم اور چربی۔

(ب) مطلب:

اب مصنفؒ یہاں سے یہ بتلانا چاہ رہے ہیں کہ یہ تمام چیزیں کب ہوں گی چاروں اعضاء کا دھونا کب واجب ہوگا، وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں وضو واجب نہیں ہوتا، یہاں پر ایک سوال اُٹھتا ہے کہ وضو کو مقدم کیوں کیا، غسل کو پہلے بیان کیوں نہیں کیا؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ایک جزء ہے اور جزء کل سے مقدم ہوا کرتا ہے، لہٰذا یہاں جزء کو مقدم کر دیا کل پر اور یہ کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ وضوء کی حاجت زیادہ ہوتی ہے بمقابلہ غسل کے اس لیے جس کی ضرورت زیادہ تھی اسے مقدم کر دیا۔ (ماخوذ از حاشیہ شیخ الادبؒ)

عاقل: اس کی قید لگا کر ان لوگوں کو خارج کر دیا جو دیوانے اور پاگل ہیں؛ اس لیے کہ وضوء کیا جاتا ہے نماز کے لیے اور نماز دیوانے پر واجب نہیں، اسی طرح دیوانے، پاگل پر وضو بھی واجب نہیں ہوگی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بالغ: اس قید کے ذکر کر دینے کے بعد وہ لوگ نکل گئے جو ابھی تک بالغ نہیں ہوئے؛ اس لیے کہ ان پر نماز بھی واجب نہیں۔

الإسلام: اس قید سے وہ تمام لوگ نکل گئے جو عاقل بھی ہیں بالغ بھی ہیں؛ لیکن مسلمان نہیں؛ اس لیے کہ جہاں فرضیتِ وضوء کی آیت ہے وہاں ارشادِ باری ہے: ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ جس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ مسلمان ہی کے لیے ہے؛ اس لیے کہ وضوء ظاہری طہارت ہے اور ظاہری طہارت بدونِ باطنی طہارت کے کہاں حاصل ہوگی، جب مسلمان لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے تو اس وقت اسے باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے اور کافر کو ابھی یہ حاصل نہیں ہوئی۔

قدرۃ علی: اسی طرح اگر پانی موجود ہے؛ مگر اس کے استعمال کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً پانی تو موجود ہے؛ مگر اس قدر بیمار ہے کہ پانی اس کے لیے مضر ہے، ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے یا یہ کہ پانی تو سامنے موجود ہے؛ مگر دشمن سے خطرہ ہے، اگر وہاں گیا تو حملہ کر دے گا یا یہ کہ سفر میں ہے، دوسرے کے پاس پانی ہے؛ مگر وہ اس قدر گراں دے رہا ہے کہ اس کے بس کی بات نہیں کہ یہ اسے خرید کر اسے استعمال کرے تو ان تمام صورتوں میں اسے قدرت نہیں ہے؛ لہٰذا اسکے اوپر وضوء واجب نہیں ہوگا۔

وجود الحدث: اس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر آدمی باوضو ہے تو اس پر وضو واجب نہیں، ہاں! مستحب ضرور ہے، یہاں حدث سے مراد حدثِ اصغر ہے۔

وعدم الحیض: یہاں تک تو مسائل سب مشترک تھے، اب یہاں سے دو مسئلے ایسے ذکر کر رہے ہیں جو صرف عورتوں کے لیے خاص ہیں یعنی اگر عورت کو حیض آرہا ہو تو یا نفاس آرہا ہو تو اس پر وضو کرنا واجب نہیں؛ اس لیے کہ اس پر اس صورت میں نماز نہیں؛ اس لیے اس پر وضو واجب نہیں ہوگا۔

وشروط صحتہ: شرط اسے کہتے ہیں جو عدم کو لازم کر دے، وضو کے صحیح

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہونے کی تین شرطیں ہیں: اوّل دھوئے جانے والے اعضاء پر پاک پانی پہونچنا، اگر جو اعضاء وضو میں دھلے جاتے ہیں وہاں پانی نہیں پہونچا، یا پہونچایا؛ لیکن پاک پانی نہیں تھا، تو دونوں صورتوں میں وضو نہیں ہوگا، دوم ان چیزوں کا نہ پایا جانا جو وضو کے وجوب کے منافی ہیں جیسا کہ ابھی گزر چکا۔ سوم ان چیزوں کا بدن سے جدا ہونا کہ جس کے وجود کی صورت میں پانی ظاہر جلد تک نہ پہونچ سکے۔

(ج) وجوبہ میں ''ہ'' ضمیر کا مرجع:

''ہ'' ضمیر کا مرجع وضو ہے۔

محل امتحان نمبر (۷)، نور الایضاح: ص (۱۵)

مِنْ آدَابِ الْوُضُوْءِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا الْجُلُوْسُ فِيْ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ وَ اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَعَدَمُ الْاِسْتِعَانَةِ بِغَيْرِهٖ وَعَدَمُ التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ وَالْجَمْعُ بَيْنَ نِيَّةِ الْقَلْبِ وَفِعْلِ اللِّسَانِ وَالدُّعَاءُ بِالْمَاثُوْرَةِ وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ وَاِدْخَالُ خِنْصِرِهٖ فِيْ صِمَاخِ أُذُنَيْهِ وَتَحْرِيْكُ خَاتَمِهِ الْوَاسِعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

وضو کے آداب۔ وضو کے آداب چودہ ہیں۔ کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا، قبلہ کی طرف رُخ کرنا، کسی کی مدد نہ طلب کرنا، لوگوں جیسی باتیں نہ کرنا،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دل سے ارادہ اور زبان سے تکلم کرنا، اور دعائے مسنونہ کا پڑھنا، اور ہر عضو کے دھونے کے وقت بسم اللہ پڑھنا، اور اپنی خنصر کو کان کے سوراخ میں ڈالنا، اور کشادہ انگوٹھی کو حرکت دینا۔

(ب) مطلب:

سنن کو شمار کرانے کے بعد اب آداب کو بیان کر رہے ہیں۔ پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ ادب کسے کہتے ہیں۔ اس کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں، بعض لوگوں نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے کہ کسی چیز کو اسکے مقام میں رکھنے کو ادب کہتے ہیں، بعض کا کہنا یہ ہے کہ اچھی خصلتوں کو ادب کہا جاتا ہے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ورع کو ادب کہا جائے، ہدایہ کی شرح میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کیا ہو اور اس پر ہمیشگی نہ کی ہو اس کا حکم یہ ہوگا کہ اس کیکرنے پر ثواب ہوگا اور نہ کرنے پر کوئی ملامت نہ ہوگی اور سنت وہ ہے کہ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہو؛ مگر کبھی ایک کبھی دو مرتبہ بلا عذر کے ترک کر دیا ہو۔ اس کا حکم یہ ہوگا کہ اس کے کرنے پر ثواب ہوگا اور ترک پر ملامت کی جائے گی، مگر سزا نہیں ہوگی۔ (هكذا في مراقي الفلاح وحاشية شيخ الأدب، نور الأصباح)

الجلوس: اونچی جگہ بیٹھنے سے ایک بات یہ حاصل ہوگی کہ آدمی ماءِ مستعمل کے چھینٹے سے بچ جائے گا۔

وعدم الاستعانة: استعانت کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ آدمی خود کچھ نہ کرے دوسرے لوگ اس کے اعضاء کو صاف کریں، دوسری صورت یہ ہے کہ دھو تو خود رہا ہو؛ مگر پانی اس پر دوسرے لوگ ڈال رہے ہوں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر پانی ڈالا گیا اور آپ نے خود دھویا، یہ صورت مکروہ کی نہیں؛ اس لیے کہ ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے؛ لہٰذا استعانت سے مراد یہاں پر وہی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے کہ مکمل طور پر دوسرے سے کرائے۔ واللہ اعلم بالصواب

وعدم التکلم إلخ: کی قید بڑھا کر اس بات کو واضح کر دیا کہ عام لوگوں کی بات نہ کی جائے؛ بلکہ اس کے اندر جو دعائیں مسنون ہیں وہ پڑھی جائیں تاکہ ثواب زیادہ ہو؛ اس لیے کہ یہ اب تیاری کر رہا ہے، محبوب سے بات کرنے کی تو اس کو چاہئے کہ خوب اچھی طرح سے پہلے ہی سے سنت پر عمل کرے؛ نیز حدیث میں آت ہے کہ جب انسان وضو کرتا ہے اس وقت اس کے گناہ نکلتے ہیں اور ظاہر سی بات ہے کہ ایک طرف اسے پاک کیا جاتا ہے اور دوسری اس کی زبان سے ایسے کلمات نکلیں جو اس وقت کے مناسب نہ ہوں یہ کیسا ادب ہوگا۔

والجمع بين نية القلب إلخ: نیت درحقیقت دائرۂ قلبی کا نام ہے؛ اس کے لیے زبان سے کہنا یا کچھ رَٹے ہوئے کلمات ادا کرنا کسی چیز میں بھی ضروری نہیں، نیت کا مقصد صرف یہی ہے کہ جس کام کو کیا جارہا ہے اسکا ارادہ دل سے کرلیا جائے؛ البتہ اگر دلی ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی اس کے مناسب الفاظ ادا کردیے جائیں تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم (ماخوذ از ایضاح)

الدعاء بالماثورة: دعاءِ ماثورہ سے مراد وہ دعا ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور اسی طرح صحابہؓ اور تابعینؒ سے۔ (شیخ الادبؒ)

والتسمية: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہر عضو کے دھونے کے وقت دعا پڑھی جائے، اسی طرح بسم اللہ بھی ہر عضو کے دھوئے جانے کے وقت پڑھی جائے۔

محل امتحان نمبر (۸)، نورالایضاح: ص (۱۸)

وَغَسْلِ مَيِّتٍ وَحَمْلِهِ وَلِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَقَبْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَلِلْجُنُبِ عِنْدَ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَنَوْمٍ وَوَطْئٍ وَلِغَضَبٍ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَقُرْآنٍ وَحَدِيثٍ وَرِوَايَتِهِ وَدِرَاسَةِ عِلْمٍ وَأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَخُطْبَةٍ وَزِيَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُقُوفٍ بِعَرَفَةَ وَلِلسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَكْلِ لَحْمِ جَزُوْرٍ وَلِلْخُرُوْجِ مِنْ خِلَافِ الْعُلَمَاءِ كَمَا إِذَامَسَّ اِمْرَأَةً.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) بوضاحت مطلب لکھیں۔

(ج) دورانِ تشرح وأكل لحم میں ائمہ کا اختلاف بھی ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور میت کو غسل دینا اور اس کا اُٹھانا اور ہر نماز کے وقت کے لیے اور غسلِ جنابت س پہلے اور جنبی کو کھانے، پینے، سونے اور وطی کے لیے، اور غصہ آنے کے وقت اور قرآن پڑھنے اور حدیث پڑھنے کے لیے اور روایتِ حدیث اور علم پڑھنے کے لیے، اور اذان کے لیے اور اقامت کے واسطے اور خطبہ دینے کے لیے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت اور عرفہ میں ٹھہرنے کے لیے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کے لیے، اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد اور علماء کے اختلاف سے نکلنے کے لیے جیسے: مَسّ امرأة.

(ب) مطلب:

غسل میت: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب باوضو ہو کر غسل دیا ہو، ورنہ تو نماز کے لیے وضو کرنا ہی پڑے گا۔ (طحطاوی)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لغضب: اس لیے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غصہ شیطان کا اثر ہے، اور شیطان آگ سے ہے اور آگ کو پانی بجھا دیتا ہے تو جب غصہ آئے تو چاہئے کہ وضو کرے۔

قرآن: اس سے قبل اس کے متعلق روشنی ڈالی جا چکی ہے، یہاں پر یہ مراد ہے کہ قرآن کو مس نہیں کر رہا ہے؛ بلکہ حفظ کر رہا ہے یا قرآن تو کھلا ہوا ہے دیکھ کر پڑھ رہا ہے؛ مگر اسے مس نہیں کرتا۔ واللہ اعلم بالصواب

دراسۃ علم: یعنی دینی علوم کے پڑھنے اور پڑھانے کے وقت وضو کر لینا مستحب ہے اور باعثِ برکت ہے؛ اس لیے کہ علم ایک نور ہے اور وضو سے بھی ایک نور حاصل ہوتا ہے؛ اس لیے وضو کر لینا چاہئے۔

وزیارۃ: اس لیے کہ وہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے جا رہا ہے اور آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوگا اور بلا وضو کے جانا خلافِ ادب ہے۔

(ج) وأكل لحم میں ائمہ کا اختلاف:

وأكل لحم: اس لیے یہاں پر خاص طور سے بیان کیا کہ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک جو جمیع مما مست النار ہے وہی لحومِ ابل ہے؛ لیکن امام احمدؒ، اسحاقؒ، ابن خزیمہؒ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کچھ صحابہ کرامؓ کا بھی اس پر عمل رہا ہے؛ لیکن حنفیہؒ کے نزدیک صرف مستحب ہے۔

محل امتحان نمبر (۹)، نور الایضاح: ص (۱۹)

وَنَوْمٌ لَمْ تَتَمَكَّنْ فِيهِ الْمَقْعَدَةُ مِنَ الْأَرْضِ وَارْتِفَاعُ مَقْعَدَةِ
نَائِمٍ قَبْلَ انْتِبَاهِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْقُطْ فِي الظَّاهِرِ وَإِغْمَاءٌ وَجُنُوْنٌ
وَسُكْرٌ وَقَهْقَهَةُ بَالِغٍ يَقْظَانَ فِي صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَلَوْ تَعَمَّدَ الْخُرُوْجَ بِهَا مِنَ الصَّلٰوةِ وَ مَسُّ فَرْجٍ بِذَكَرٍ مُنْتَصِبٍ بِلَا حَائِلٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) قہقہہ کی تفصیل لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور ناقضِ وضو میں سے ہے ایسا سونا کہ مقعد زمین پر نہ ٹکا ہو اور سونے والے کی مقعد بیدار ہونے سے قبل اُٹھ گئی ہو اگر چہ سونے والا زمین پر گرا نہ ہو ظاہر مذہب کے اعتبار سے اور بے ہوشی کا طاری ہو جانا، جنون کا ہو جانا، اور نشہ میں دُھت ہو جانا، اور بالغ کا بیدار کا قہقہہ لگانا ایسی نماز میں جو رکوع وسجود والی ہو، اگر چہ اس سے ارادہ نماز سے نکلنے ہی کا کیوں نہ کیا ہو، چھونا فرج کا منتشر ذکر سے بلا کسی حائل کے۔

(ب) مطلب:

نوم: جو شخص سو رہا ہے یا تو وہ لیٹا ہوگا یا نہیں، اگر وہ لیٹا ہوا ہے تو اس صورت میں بالاتفاق وضو ٹوٹ جاتا ہے؛ لیکن وہ لیٹا ہوا نہیں ہے؛ بلکہ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور اس طرح سے ٹیک لگائے ہوئے ہے کہ اگر اسے ہٹا دیا جائے تو وہ گر جائے گا تو اس وقت یہ دیکھا جائے گا کہ اس کی مقعد زمین سے اُٹھی تو نہیں ہے، اگر اُٹھی ہوئی ہے تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا؛ لیکن اُٹھی ہوئی نہیں ہے تو اس صورت میں بھی صاحبِ قدوری اور صاحبِ طحطاوی کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا؛ مگر صحیح مذہب یہ ہے کہ وضو نہیں ٹوٹے گا،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اب ایک بات یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور رکوع یا سجدہ یا قیام کی حالت میں وہ سو گیا تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، سب یہی فرماتے ہیں کہ ٹوٹے گا؛ لیکن اگر کسی کی یہی حالت نماز کے باہر ہے کہ وہ سجدے میں گیا ہوا ہے یعنی سجدہ کی طرح اپنی پیشانی کو زمین پر رکھے ہوئے ہے تو کیا یہ ناقضِ وضو ہے یا نہیں؟ تو اس میں صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ ناقضِ وضو نہیں ہے؛ لیکن سونے کی ہیئت یہ ہونی چاہئے کہ اپنی رانوں سے پیٹ کو اُٹھائے ہوئے ہو اور ہاتھ کو پہلو سے ملائے ہوئے ہو؛ لیکن اگر یہ صورت نہیں ہے تو یہ ناقض ہو جائے گا، اگر کوئی بیمار ہے اور وہ لیٹ کر نماز ادا کر رہا ہے اور اسی حالت میں سو گیا تو صحیح مذہب یہ ہے کہ وضو ختم ہو جائے گا اور اونگھ کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اس کے پاس اگر کوئی کچھ کہے اور وہ اسے سن لے تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن اگر وہ اس کی بات نہیں سنتا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ هٰكذا فهمت من حاشيه شيخ الأدب.

اغماء: پہلے اس کی تعریف جان لینی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس میں قویٰ کام نہ کرے عقل زائل ہو جائے۔ جنون ایک مرض ہے اس میں عقل تو ختم ہو جاتی ہے؛ مگر قویٰ بھی زائل ہو جاتے ہیں۔

سُکر: اس کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں ویسے سُکر اس حالت کو کہتے ہیں کہ اس میں آدمی یہ نہ جان سکے کہ وہ کیا کہ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ آدمی نشہ کی حالت میں یہ نہیں سمجھتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؛ اس لیے اسے ام الخبائث کہا گیا ہے، نشہ کی حالت میں کب وضو ٹوٹے گا اس میں دو قول ہیں: ایک قول صدر الشہید اور بعض مشائخ کا ہے کہ جب وہ مرد اور عورت میں فرق نہ کر سکے۔ اور ایک قول شمس الائمہ حلوائی کا ہے کہ اس کی چال میں ہلنا پایا جائے۔ اور زیادہ صحیح یہی ہے۔

(شبلي على الكنز حاشيه شيخ الأدبؒ)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) قہقہہ کی تفصیل:

قهقهة: اگر ایک ایسا آدمی نماز پڑھ رہا ہے جو عاقل اور بالغ ہے اور بیداری کی حالت میں ہے، اب اگر اس صورت میں قہقہہ لگا کر ہنس دیا اور وہ نماز جنازہ کے علاوہ ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؛ نیز نماز بھی فاسد ہو جائے گی، ہنسنے کے لیے عربی میں تین لفظ استعمال کیے جاتے ہیں: (۱) قہقہہ: اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ اس قدر زور سے ہنسے کہ اس کے بغل کے لوگ اسے سن لیں (۲) ضحک: اس کے بغل کے لوگ آواز نہ سن سکیں اس صورت میں صرف نماز فاسد ہوگی (۳) تبسم: اس میں نہ آواز ہوتی ہے اور نہ ہی دانت ظاہر ہوتے ہیں، اس میں نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ ہی نماز فاسد ہوگی۔

پرچہ امتحان نمبر (۱۰)، نور الایضاح: ص (۲۰)

فَصْلٌ مَايُوجِبُ الْاِغْتِسَالَ: يَفْتَرِضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ خُرُوْجُ الْمَنِيِّ إِلٰى ظَاهِرِ الْجَسَدِ إِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَقَرِّهٖ بِشَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَ تَوَارِي حَشْفَةٍ وَقَدْرُهَا مِنْ مَقْطُوْعِهَا فِي أَحَدِ سَبِيْلَیْ آدَمِيٍّ حَيٍّ وَاِنْزَالُ الْمَنِيِّ بِوَطْيِ مَيْتَةٍ أَوْ بَهِيْمَةٍ وَوُجُوْدُ مَاءٍ رَقِيْقٍ بَعْدَ النَّوْمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذَكَرُهٗ مُنْتَشِرًا قَبْلَ النَّوْمِ وَوُجُوْدُ بَلَلٍ ظَنَّهٗ مَنِيًّا بَعْدَ إِفَاقَتِهٖ مِنْ سُكْرٍ وَ إِغْمَاءٍ وَ بِحَيْضٍ وَ نِفَاسٍ وَلَوْحَصَلَتِ الْأَشْيَاءُ الْمَذْكُوْرَةُ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِي الْأَصَحِّ وَيُفْتَرَضُ تَغْسِيْلُ الْمَيِّتِ كِفَايَةً.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

فصل ان چیزوں کے بیان میں جن سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ سات چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کیوقت غسل فرض ہو جاتا ہے، منی کا ظاہر بدن کی طرف نکلنا جبکہ اپنے مقر سے شہوت کی وجہ سے بلا جماع کے نکلی ہو، اور حشفہ کا چھپ جانا، اور اس کی مقدار حشفہ کٹے ہوئے شخص کی زندہ انسان کے سبیلین میں چھپ جانا اور منی کا وطی کی وجہ سے نکلنا، مردار سے ہو یا چوپائے سے، اور سونے کے بعد پتلے پانی کا پایا جانا جبکہ اس کا ذکر سونے سے قبل منتشر نہ ہوا ہو، اور نشہ اور بے ہوشی سے افاقہ کے بعد ایسی تری کا پایا جانا کہ وہ منی معلوم ہوتی ہو۔ اور یعنی حیض اور نفاس جب ختم ہو جائے اس وقت غسل کرنا واجب ہوگا، وجوب کے لیے شرط انقطاع ہے نہ کہ خروج۔

(ب) مطلب:

ابھی تک وضو کے احکامات کو بیان کر رہے تھے، اب غسل کے احکامات کو بیان کر رہے ہیں؛ چنانچہ سب سے پہلے ان چیزوں کو بیان کر رہے ہیں کہ کن کن وجوہات کی بناء پر غسل واجب ہوتا ہے۔

الغسل: الاغتسال اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے پورے بدن کو دھوئے، نیز اس پانی کو بھی کہا جاتا ہے جس سے غسل کیا جاتا ہے؛ لیکن غسل زیادہ تر اس معنیٰ میں مشہور ہے کہ آدمی اپنے پورے بدن کو دھوئے، جنابت کی وجہ سے، عورت دھوئے جنابت اور حیض کی بناء پر۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خروج المني: خروج کے وقت شہوت کا ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ جب منی اپنی اصل جگہ سے ہٹتی ہے تو اس وقت شہوت ہونی چاہیے۔ (ایضاح الاصباح) منی کی تعریف یہ ہے: ماء أبیض ثخین ینکسر الذکر بخروجه. وہ سفید سخت پانی ہے اس کے خارج ہونے کے بعد انسان کا عضوِ تناسل ڈھیلا پڑ جاتا ہے؛ لیکن عورت کی منی رقیق ہوتی ہے؛ نیز اس کا رنگ پیلا ہوتا ہے، اب اگر عورت غسل کر رہی تھی کہ منی نکل آئی اور شہوت بھی نہیں تھی تو اب اس کا رنگ دیکھا جائے گا اگر وہ اصفر ہوگا تو دوبارہ غسل کرے گی ورنہ نہیں۔ (طحطاوی علی مراقي الفلاح، حاشیہ شیخ الادبؒ)

غیر جماع إلخ: یہ شرط لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر انزال ہوگیا ذکر کی وجہ سے یا کسی عورت کی طرف دیکھنے کی وجہ سے یا سو رہا تھا کہ احتلام ہوگیا ان تمام صورتوں میں جماع نہیں پایا جاتا؛ مگر خروج منی پائی جاتی ہے؛ نیز شہوت کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر کسی کو منی نکل گئی اس وجہ سے کہ اس نے بھاری بوجھ اُٹھایا تھا یا کسی اونچی جگہ سے گر گیا اس بنا پر خروجِ منی پایا گیا تو ان تمام صورتوں میں نہ جماع پایا گیا نہ شہوت اس لیے غسل فرض نہیں ہوگا اس بارے میں ذرا سا اختلاف ہے کہ شہوت کا اعتبار کیا جائے گا یعنی جب منی اپنے مقامِ اصلی سے چلی اس وقت اگر شہوت نہ ہو تو غسل فرض نہیں؛ لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ خروج کے وقت کی شہوت معتبر ہے نہ کہ جدائیگی کے وقت کی اور فتویٰ بھی امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔ (مراقی الفلاح)

تواري حشفة: حشفہ کی تعریف قاموس میں یہ کی ہے: "مافوق الختانان" اور مراد ذکر کا سرا ہے یعنی اگر حشفہ قبل یا دبر میں چھپ گیا یا جس کے حشفہ نہیں ہے تو حشفہ کی مقدار ہو اس وقت غسل فرض ہو جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: "إذا التقی الختان وغابت الحشفة وجب الغسل انزل أولم ینزل". یعنی مراد یہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے کہ کم مقدار کا بھی چلا جانا غسل کو فرض کر دیتا ہے۔ آدمی کی قید لگا کر اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر یہ صورت بہائم کے ساتھ پیش آئے تو غسل واجب نہ ہوگا، اسی طرح حی کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر مردے کے ساتھ یہ صورت پیش آ گئی تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

انزال المنی: یعنی اگر کسی جانور نما انسان نے جانور سے اپنی خواہش پوری کر لی تو صرف حشفہ کے داخل ہونے کی وجہ سے غسل واجب نہ ہوگا؛ بلکہ انزال بھی شرط ہے۔

(ایضاح الاصباح)

وجود ماء رقیق: یعنی ایک انسان سویا اور جب سو کر بیدار ہوا تو اس نے اپنے کپڑے پر تری کو پایا، اب کیا کرے آیا وہ غسل کرے یا نہ کرے، صاحبِ بحرالرائق نے اس کی بارہ قسمیں بیان کی ہیں، ہم ان کو یہاں ذکر کر رہے ہیں، خوب غور سے سمجھ لو تاکہ پریشانی نہ ہو۔

بیدار ہونے والے کو اس بات کا یقین ہوگا کہ یہ منی ہے یا یہ یقین ہوگا کہ یہ مذی ہے، یا یہ یقین ہوگا کہ یہ ودی ہے، یا یہ ہوگا کہ اس کو شک واقع ہو گیا ہوگا کہ منی ہے یا مذی یا یہ کہ منی ہے یا ودی یا اس میں شک ہو گیا کہ مذی ہے یا ودی یہ چھ صورتیں ہو گئیں اور تمام صورتوں میں یا تو اس کو احتلام کا خیال ہوگا یا نہیں، اِس طور پر بارہ صورتیں ہو گئیں، اب دیکھئے کہ کس کا کیا حکم ہے، جب اس پر یقین کامل ہو گیا کہ یہ منی ہے، چاہے اسے احتمال کا خیال ہو یا نہ ہو باتفاق غسل فرض ہو جائے گا، اب اگر اسے اِس بات پر یقین ہو گیا کہ مذی ہے اور اسے احتلام بھی یاد ہے تو اس پر غسل فرض ہے، اور اگر اسے اس بات پر یقین ہو گیا کہ یہ ودی ہے تو باتفاق غسل واجب نہیں؛ لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر منی اور مذی میں اس کو شک ہو گیا تو اس پر غسل نہیں جب تک کہ منی پر یقین نہ ہو جائے اور طرفین کے یہاں واجب ہے، ایک بات یاد رہے کہ یقین سے مراد غلبۂ ظن ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اب ہر ایک کی تعریف جان لینی ضروری ہے، منی کی تعریف تو معلوم ہو چکی، **مذی** اس پتلی قسم کی رطوبت کو کہتے ہیں جو شہوت کے وقت خارج ہوتی ہے، اس کی رنگت سپید ہوتی ہے اور اس میں اور منی میں فرق یہ ہے کہ مذی کے خروج کے وقت کوئی شہوت یا لذت حاصل نہیں ہوتی اور منی میں حاصل ہوتی ہے (ب) منی کا خروج قوت اور جست کے ساتھ ہوتا ہے، اس کے خروج کے بعد انتشار ختم ہو جاتا ہے۔ مذی میں یہ سب باتیں نہیں ہوتیں علاوہ ازیں منی کی رنگت زیادہ صاف ہوتی ہے اور کچے چھوارے کی سی بُو اس میں آتی ہے۔

ودی بھورے رنگ کی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد اور کبھی اس سے پیشتر خارج ہوتی ہے اور پیشاب سے گاڑھی ہوتی ہے **هكذا سمعت من الأستاد**. اسی طرح احتلام، احتلام حُلم سے ماخوذ ہے، حلم کے معنیٰ ہیں خواب اور احتلام یعنی خواب دیکھنا، اور اصطلاح میں اس خواب کو کہتے ہیں جس کا نتیجہ انزال ہوتا ہے، اس قسم کے خواب شیطانی اثر سے ہوتے ہیں؛ اس لیے انبیاء کرام اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ (ایضاح الاصباح)

حیض اور نفاس جب ختم ہو جائے اس وقت غسل کرنا واجب ہوگا، وجوب کے لیے شرط انقطاع ہے نہ کہ خروج۔

قبل الإسلام إلخ: ایک آدمی پہلے کافر تھا، اب اسے دولتِ ایمانی نصیب ہوگئی تو اس کے غسل کے بارے میں علماء کے دو قول ملتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں؛ اس لیے کہ احکام شریعت کا مخاطب نہیں اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ ایک عورت کافر تھی پھر اسے حیض ختم ہوا تھا کہ مسلمان ہوگئی، تو اس پر غسل واجب نہیں اور ایک روایت یہ ہے کہ اس پر غسل واجب ہوگا؛ اس لیے کہ اس پر نماز فرض ہوگئی اور وہ ابھی تک ناپاک ہے اور نماز کے لیے پاک ہونا ضروری ہے یعنی غسل نماز کے لیے کرے گا۔ زیلعیؒ، شہاب الدینؒ، احمد شعبیؒ فرماتے ہیں کہ غسل فرض ہوگا؛

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ اب اس کو شامل ہے اور اب مخاطب ہو گیا۔

المیت: یہاں پر مطلق ذکر کیا؛ لیکن یہ مقید ہے کہ میت مسلمان ہو؛ لیکن شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا جیسا کہ شہداءِ بدر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے ہی دفن کرا دیا اور نہ ان کا کپڑا اُتارا جائے گا، اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے، اسی طرح اگر خنثیٰ مشکل ہو تو اس میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ تیمّم کرا دیا جائے، دوسرا غسل دیا جائے؛ لیکن پہلا اولیٰ ہے۔ (مولانا اعزاز علیؒ)

محل امتحان نمبر (۱۱)، نور الایضاح: ص (۲۲)

فَصْلٌ: وَآدَابُ الْاِغْتِسَالِ هِيَ آدَابُ الْوُضُوْءِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ لِأَنَّهُ يَكُوْنُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَكُرِهَ فِيْهِ مَا كُرِهَ فِي الْوُضُوْءِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) جن چیزوں کے لیے غسل مستحب ہے ان میں سے دو کو ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

غسل کے آداب وہی ہیں جو وضو کے آداب ہیں؛ مگر غسل کی حالت میں قبلہ رُخ نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اکثر وہ کشفِ عورت کی حالت میں ہوتا ہے اور اس میں بھی وہ چیزیں مکروہ ہیں جو وضو میں مکروہ ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

اس فصل میں ان چیزوں کو بیان کر رہے ہیں کہ جن کا غسل میں کرنا آداب میں شامل ہے۔ الا انه لا یستقبل القبلة کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا اور تو آداب میں وہی ہیں جو وضو میں ہیں اور وضو میں استقبالِ قبلہ آداب میں سے ہے؛ لیکن غسل میں چوں کہ آدمی کشفِ ستر کی حالت میں ہوتا ہے؛ اس لیے ایسا کرنا ادب میں نہیں ہے۔

علماء نے بیان کیا ہے کہ یہ چیزیں آداب میں داخل ہیں (۱) کلام نہ کرنا (۲) زبان سے دعاء وغیرہ کا نہ پڑھنا (۳) خالی اور تنہا مکان میں جہاں کسی کے آنے کا احتمال نہ ہو، اس جگہ بھی لنگی باندھ لینا، اس لیے کہ حدیث شریف میں آتا ہے: ان اللّٰه حيٌّ ستير يحب الحياء و الستر فإذا اغتسل أحدكم فليستتر. (ابوداؤد) اور اگر کسی کے سامنے غسل کر رہا ہے تو اس صورت میں ستر فرض ہے، غسل سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کر لینی چاہیے۔ (مراقی الفلاح)

(ج) جن چیزوں کے لیے غسل مستحب ہے ان میں سے دو کا ذکر:

(۱) ایک جمعہ کی نماز کے لیے غسل مسنو ہے اور (۲) دوسرے عیدین کی نماز کے لیے۔

محلِ امتحان نمبر (۱۲)، نور الایضاح: ص (۲۴)

وَالثَّالِثُ أَنْ يَّكُوْنَ التَّيَمُّمُ بِطَاهِرٍ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالْحَجَرِ وَالرَّمْلِ لَاالْحَطَبِ وَالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَالرَّابِعُ اِسْتِيْعَابُ الْمَحَلِّ بِالْمَسْحِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) تیمّم کی پانچویں شرط کو ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

تیسری شرط یہ ہے کہ تیمّم کسی پاک چیز سے ہو اور وہ جنس ارض سے ہو جیسے مٹی، پتھر، بالو، نہ کہ لکڑی، چاندی، سونا۔ چوتھی شرط مسح کی جگہ پر پورا مسح کرنا۔

(ب) مطلب:

طاھر: اس لیے کہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے: ﴿فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ طاہر اسے کہیں گے کہ اس پر نجاست نہ لگی ہو۔

من جنس الأرض: ہر وہ چیز جو جلانے سے خاک ہو جائے اور راکھ ہو جائے یا آگ میں ڈالنے کے بعد پگھل جائے یا زمین میں ڈال دینے کے بعد سڑ جائے تو وہ جنسِ ارض سے نہیں ہے، جس طرح سونا، چاندی، لوہا، رانگا وغیرہ کہ اگر ان کو آگ میں ڈالا جائے تو یہ پگھل جاتے ہیں، اسی طرح لکڑی وغیرہ کہ یہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں، لہٰذا جب یہ جنس ارض سے نہیں تو ان سے تیمّم بھی نہیں؛ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف ریت اور مٹی سے تیمّم کرسکتا ہے اس کے علاوہ سے نہیں؛ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک ہر اس چیز سے جو زمین کی جنس سے ہو تیمّم جائز ہے۔

(قدوری، ہدایہ وغیرہ)

استیعاب: یعنی جن جن جگہوں پر ہاتھ پھیرنا چاہیے وہاں پوری طرح پھیرے تاکہ بال کے برابر جگہ باقی نہ رہے؛ چنانچہ اگر انگلیوں میں انگوٹھی ہو تو اس کو ہلا لیا جائے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اسی طرح اُنگلیوں کا خلال کرلیا جائے، چہرے پر مسح کیا جائے، بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اکثر چہرے کا مسح کرلینا کافی ہے۔

(ج) تیمّم کی پانچویں شرط کا ذکر:

تیمّم کی پانچویں شرط یہ ہے کہ پورے ہاتھ یا اکثر ہاتھ سے مسح کرے۔

حل امتحان نمبر (۱۳)، نور الایضاح: ص (۲۴)

وَيُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ مَاشَاءَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَصَحَّ تَقْدِيمُهُ عَلَى الْوَقْتِ وَلَوْكَانَ أَكْثَرُ الْبَدَنِ أَوْأَكْثَرُهُ جَرِيحًا تَيَمَّمَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهُ صَحِيحًا غَسَلَهُ وَمَسَحَ الْجَرِيحَ وَلَايَجْمَعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ وَيَنْقُضُهُ نَاقِضُ الْوُضُوءِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى اِسْتِعْمَاءِ الْمَاءِ الْكَافِي وَمَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ إِذَاكَانَ بِوَجْهِهِ جَرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَايُعِيدُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) تشریح لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور ایک ہی تیمّم سے جس قدر چاہے فرائض و نوافل ادا کرے اور تیمّم کا وقت سے پہلے کرنا صحیح ہے، اور اگر بدن کا اکثر یا آدھا حصہ زخمی ہو تو تیمّم کرسکتا ہے، اور اگر نصف حصہ سے زائد صحیح ہو تو اس کو دھوڈالے اور زخمی حصہ کا مسح کرے اور دھونے اور تیمّم کرنے کو جمع نہ کرے اور تیمّم کو وہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

چیزیں توڑ دیتی ہیں جو وضو کو توڑ دیتی ہیں اور اس وضو کے پانی پر قادر ہونا جو اس کے لیے کافی ہو اور جس کے دونوں ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں اور اس کے چہرے پر زخم لگے ہوئے ہوں تو وہ بلا طہارت کے پڑھے اور نہیں لوٹائے گا۔

(ب) تشریح:

ما شاء إلخ: یہ کہہ کر اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک تیمّم سے ایک فرض نماز ادا کر سکتا ہے، اب اگر اسی وقت میں دوسری فرض ادا کرنی ہے تو دوسرا تیمّم کرے گا؛ اس لیے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تیمّم تو طہارت ضروریہ ہے اور جب ایک نماز ادا کرلی تو اب ضرورت پوری ہوگئی؛ لیکن وقت کے اندر ایک تیمّم سے کئی نفل کی اجازت دیتے ہیں؛ لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن کی آیت جس میں تیمّم کو بتایا گیا ہے وہ مطلق ہے؛ لہٰذا اس کو مقید کیوں کریں؛ نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "الصّعيد وضوء المسلم مالم يجد الماء".

تقديم إلخ: اس میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے؛ لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ مقدم کرسکتا ہے۔ (قدوری، حاشیہ)

فائدہ: بہتر یہی ہے کہ ہر نماز کے لیے تیمّم کرے تا کہ کوئی اختلاف نہ رہے۔

اكثر البدن إلخ: علماء نے کثرت کا اعتبار شمار کے لحاظ سے کیا ہے؛ چنانچہ اگر سر چہرہ اور ہاتھوں پر پھوڑیاں یا زخم ہوں اور پیروں پر نہ ہو تو وضو کے اعضاء میں سے اکثر زخمی ہوں تو تیمّم جائز ہوگا اور بعض علماء نے ہر عضو کے لحاظ سے کثرت کا اعتبار کیا ہے، ان کے خیال کے مطابق تیمّم اس وقت جائز ہوگا جبکہ چاروں اعضاء میں سے ہر ایک کا اکثر زخمی ہو۔ (ایضاالاصباح، مراقی الفلاح، حاشیہ)

الكافي: یعنی اس قدر پانی موجود ہو کہ اس سے ہر عضو کو ایک مرتبہ دھویا جا سکتا ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فائدہ: ایک آدمی مسافر تھا اور اس کے پاس پانی بھی موجود تھا؛ مگر اس کو خیال نہیں تھا، اب اس نے تیمّم کیا اور نماز ادا کرلی، ابھی وقت ختم نہیں ہوا تھا کہ اسے وہ پانی یاد آ گیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔ (قدوری)

محل امتحان نمبر (۱۴)، نور الایضاح: ص (۲۵)

وَالْخَامِسُ اِسْتِمْسَاكُهُمَا عَلَى الرِّجْلَيْنِ مِنْ غَيْرِ شَدٍّ وَالسَّادِسُ مَنْعُهُمَا وُصُولَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ وَالسَّابِعُ أَنْ يَبْقَى مِنْ مُقَدَّمِ الْقَدَمِ قَدْرُ ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْيَدِ فَلَوْ كَانَ فَاقِدًا مُقَدَّمَ قَدَمِهِ لَايَمْسَحُ عَلَى خُفِّهِ وَلَوْ كَانَ عَقِبُ الْقَدَمِ مَوْجُودًا وَيَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَيَالِيْهَا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) واضح مطلب لکھیں۔

(ج) ویمسح المقیم کی تمام صورتوں کو تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

پانچویں شرط بلا باندھے ہوئے ان دونوں کا پیر پر رکا ہوا ہونا۔ چھٹی شرط پانی کے اندر پہنچنے سے مانع ہونا۔ ساتویں شرط پیر کے اگلے حصے کا بقدر ہاتھ کی تین چھوٹی اُنگلیوں کے صحیح وسلامت ہونا۔ تو اگر اس کے پیر کا اگلا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حصہ موجود نہ ہو تو موزے پر مسح نہیں کرسکتا، اگر چہ اس کی پنڈلی موجود ہو۔ اور مقیم مسح کرے ایک دن اور ایک رات اور مسافر مسح کرے تین دن اور تین رات۔

(ب) مطلب:

من غیر شد: اس سے اِس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر موزہ ایسا ہے کہ وہ بغیر روکے ہوئے نہیں رُکتا تو اس پر مسح نہیں کرسکتا، اگر چہ اس میں تمام شرائط موجود ہوں۔

أن یبقی: اگر ٹخنوں کے اوپر کٹا ہوا ہے تو اس سے کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اگر مقدم رجل سے کٹا ہے، مگر وہ تین اُنگلیوں کے مقدار نہیں ہے؛ بلکہ اس سے کم ہے تو مسح جائز ہو جائے گا۔

یوماً: اسے مطلق ذکر کرکے اِس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس میں لیلۃ ماضیہ اور لیلۃِ مستقبلہ دونوں شامل ہیں، مثلاً اگر موزوں کو سنیچر کے دن طلوع آفتاب کے بعد پہنا تو اس صورت میں اس کے لیے جائز ہوگا کہ اتوار کی صبح تک اسے پہنے رکھے، حالانکہ یہ رات جو درمیان میں آتی ہے یہ سنیچر کے دن کے تابع نہیں؛ بلکہ یہ اتوار کی رات ہے؛ اس لیے کہ شریعت میں رات دن پر مقدم ہوتی ہے۔ (شیخ الادب)

(ج) ویمسح المقیم کی تمام صورتیں:

ویمسح المقیم إلخ: اس کی چار صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ یا تو مسافر رہا ہوگا اور اب مقیم ہوگیا ہوگا یا مقیم رہا ہوگا اور اب مسافرت اختیار کرلی ہوگی۔ اب ان دونوں صورتوں میں یا تو مقیم نے اقامت کی مدت سے قبل سفر شروع کردیا ہوگا یا مسافر نے مدت سے قبل؛ لیکن صاحبِ نور الایضاح نے اور اسی طرح صاحبِ قدوری وغیرہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نے تین ہی صورتوں کا تذکرہ کیا ہے؛ لیکن اس صورت کا تذکرہ نہیں کیا ہے اور اگر مقیم نے ایک دن اور رات کے پورا کرنے کے بعد سفر کیا ہو؛ اس لیے کہ یہ ظاہر ہے کہ جب اس کی مدت پوری ہوگئی تو اس صورت میں موزے کا نکالنا واجب ہوگا۔ یہ صورت ظاہر تھی؛ لہٰذا ظاہر کی وجہ سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ (تنقیح الضروری)

محل امتحان نمبر (۱۵)، نور الایضاح: ص (۲۶)

فَالْحَيْضُ دَمٌ يَنْفُضُهُ رَحِمٌ بَالِغَةٍ لِأَدَاءٍ بِهَا وَلَا حَمَلَ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنَّ الْإِيَاسِ وَأَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَوْسَطُهُ خَمْسَةٌ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ وَالنِّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقَبَ الْوِلَادَةِ وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا وَلَا حَدَّ لِأَقَلِّهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) استحاضہ کی تعریف کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

پس حیض وہ خون ہے جس کو بالغ عورت کا رحم خارج کرے نہ مرض کی وجہ سے ہو، اور نہ حمل ہو، اور نہ سن ایاس کو پہونچی ہو۔ اور حیض کی اقل مدت تین یوم ہے اور اس کا اوسط پانچ دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے۔ اور نفاس وہ خون ہے جو بچے کے پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اور اس کی اکثر مدت چالیس دن ہے اور کم کی کوئی مقدار نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

ابھی تک مصنفؒ ان چیزوں کو بیان کر رہے تھے جو مرد و عورت کے لیے برابر تھے، اب یہاں سے ایک خاص قسم کو بیان کر رہے ہیں، جو صرف عورت کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ ویسے ایک خون تو وہ ہوتا ہے جو کسی خاص جگہ سے نہیں نکلتا؛ لیکن یہاں پر اس خون کا ذکر کر رہے ہیں جو ایک خاص جگہ سے نکلتا ہے، مصنف نے یہاں پر صرف تین ہی صورتوں کو بیان کیا ہے؛ لیکن بعض حضرات نے چار قسم بیان کی ہیں، تین تو یہی ہیں اور چوتھا خون ضائع کو بیان کیا ہے۔

ضائع: اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بالغ ہونے سے قبل آئے اور ضائع اسے اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یا تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا یا اس وجہ سے کہ اگر یہ خون کپڑے میں لگ جائے تو اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ حیض شریعت کی اصطلاح میں اس خون کو کہا جاتا ہے جو بالغ عورت کے رحم سے آئے مصنف نے رحم کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر وہ خون رحم کے علاوہ سے نکلے تو اسے حیض نہیں کہا جائے گا۔

بالغة: اگر لڑکی کو سات سال سے خون آنے لگے تو اسے حیض کا خون شمار کیا جائے گا؛ اس لیے کہ اگر اس سے کم میں خون آنا شروع ہو جائے تو اسے حیض کا خون نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ وہ کسی مرض کی بنا پر ہوگا اور اس خون کا حکم حیض کے خون کا حکم نہ ہوگا۔

لا داء: اگر عورت کو خون کسی مرض کی بنا پر آتا ہے تو اسے حیض کا خون نہیں شمار کیا جائے گا۔

ولا حبل: مصنفؒ نے یہ قید اس وجہ سے لگائی کہ قدرتاً یہ بات پائی جاتی ہے کہ جب عورت کو حمل ٹھہر جاتا ہے تو خون آنا بند ہو جاتا ہے اور یہی خون اس بچے کو پیٹ میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جانے لگتا ہے؛ اس لیے اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اسے خون آنے لگے تو وہ رحم سے نہ ہوگا؛ بلکہ کسی اور سبب سے ہوگا، حالانکہ حیض میں رحم سے آنا شرط ہے۔

الایاس: صاحبِ مراقی الفلاح نے لکھا ہے کہ ایاس کی مدت پچپن سال ہیاور اس کے بعد عورت کو حیض کا خون آنا بند ہو جاتا ہے؛ لیکن صاحبِ عنایہ نے ساٹھ سال لکھا ہے؛ لیکن اکثر لوگوں نے پچپن کو ترجیح دی ہے؛ مگر اِس زمانے میں فتویٰ پچاس پر ہے۔ (شیخ الادبؒ)

ثلاثة أيّام: یعنی حیض کی اقلِ مدت تین دن ہے، اگر اس سے کم خون آیا تو حیض میں شمار نہ ہوگا؛ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو یوم اور تیسرے یوم کا اکثر حصہ اقل مدت ہے؛ لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اقل مدت ایک دن ہے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک حیض کی اکثر مدت پندرہ یوم ہے۔

واكثره عشرة: اس سے امام شافعیؒ کے اس قول کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ جو امام شافعیؒ فرماتے ہیں وہ حنفیہ کا مسلک نہیں۔ اور دس یوم کی دلیل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اقل الحيض للجارية البكر والثّيب ثلاثة أيام ولياليها وأكثره عشرة أيام.

والنفاس إلخ: نفاس کے معنیٰ لغۃً ولادت کے ہیں اور شریعت میں نفاس اُس خون کو کہا جاتا ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے، اس کی اکثر مدت چالیس دن ہے اور اقلِ مدت کی کوئی حد نہیں ہے، مثلاً ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اسے صرف دو دن خون آکر بند ہو گیا تو اسے نفاس ہی کہیں گے نہ کہ حیض کی طرح کہ اگر تین دن سے کم ہو تو اسے حیض میں شمار نہ کریں۔ اسی طرح اگر اس کو چالیس دن سے زائد خون آجائے تو وہ خون جو چالیس دن کے بعد آرہا ہے اسے نفاس میں شمار کیا جائے گا؛ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک اس کی اکثر مدت ساٹھ یوم ہے۔ (شرح وقایہ)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) استحاضہ کی تعریف:

استحاضہ بیماری کے خون کو کہتے ہیں۔

حل امتحان نمبر (۱۶)، نور الایضاح: ص (۲۹)

تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ إِلٰى قِسْمَيْنِ غَلِيظَةٍ وَخَفِيفَةٍ فَالْغَلِيظَةُ كَالْخَمْرِ وَالدَّمِ الْمَسْفُوحِ وَلَحْمِ الْمَيْتَةِ وَإِهَابِهَا وَبَوْلِ مَالَا يُؤْكَلُ وَنَجْوِ الْكَلْبِ وَرَجِيعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخَرْءِ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَالْاَوَزِّ وَمَايَنْقُضُ الْوَضُوْءُ بِخُرُوْجِهٖ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کا بوضاحت مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

نجاست کی دو قسمیں ہوتی ہیں غلیظہ اور خفیفہ۔ تو غلیظہ جیسے شراب اور بہنے والا خون، مردار کا گوشت اور اس کا چمڑا اور حرام جانوروں کا پیشاب، اور کتے کا پاخانہ اور درندوں کا پاخانہ اور اس کا لعاب، مرغی اور بط اور مرغابی کی بیٹ اور ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(ب) پوری عبارت کا بوضاحت مطلب:

ابھی تک مصنفؒ نجاستِ حکمی کو بیان کر رہے تھے، اب یہاں سے نجاستِ حقیقی کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بیان کرنا چاہ رہے ہیں؛ لیکن ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب یہاں سے نجاست حقیقی کو بیان کررہے تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ اس جگہ حقیقی کی قید لگا دیتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے نجاستِ حکمیہ کو بیان کر دیا؛ لہٰذا اب جو رہا وہ نجاستِ حقیقی ہی رہا؛ لہٰذا اب اس کو مقید کرنے کی ضرورت نہ رہی اور بظاہر جو اشکال پڑ رہا تھا اب وہ رفع ہوگیا؛ لہٰذا اب کوئی اشکال باقی نہ رہا۔

الطھارۃ: لا کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس باب میں صرف نجاستوں ہی کا بیان نہیں ہے؛ بلکہ اس کی طہارت کا بھی ذکر ہے، اگر لفظ طہارت نہ لاتے اور اس میں اس کے احکام کو بیان کرتے تو یہ اشکال ہوسکتا تھا کہ باب کسی اور کا قائم کیا اور بیان کچھ اور کر رہے ہیں۔

قسمین: یہاں پر صرف دو قسموں کا ذکر کیا، حالانکہ عقلاً تین قسمیں ممکن ہیں اور وہ تیسری قسم وہ ہوگی جو دونوں کے بین بین ہوگی؛ لیکن چونکہ اس میں ایک طرح کی پریشانی ہے اور ہر انسان کے بس کی بات نہیں کہ ان دونوں قسموں سے اس کو ممتاز کر سکے؛ اس لیے صرف دو قسموں کو بیان کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

غلیظۃ: غلیظ کی تعریف امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ غلیظہ وہ ہے جس کی نجاست کا ثبوت قرآن سے ہو اور اس کے معارض کوئی دوسری آیت نہ ہو جیسے خون وغیرہ اور نجاستِ خفیفہ کی تعریف ان کے نزدیک یہ ہے کہ ایک نص تو اس کے طہارت پر دلالت کرتی ہو اور دوسری آیت سے اس کی نجاست معلوم ہو رہی ہو جیسے: حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ: استنزھوا من البول فإن عامۃ عذاب القبر منہ؛ لیکن دوسری جگہ عرنیین کے بارے میں جو واقعہ پیش آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاک ہے یعنی "بول مایؤکل لحمہ" تو امام صاحب یہ فرمائیں گے کہ حرمت والی روایت کو لی جائے گی۔ ماخوذ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الخمر: تمام وہ نشہ آور چیزیں جو پی جاتی ہیں وہ حرام ہیں اس کے باوجود یہاں تخصیص کی کیا ضرورت پیش آئی، مطلق ذکر کرنا چاہئے تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے علاوہ جو مشروبات ہیں جیسے طلاء، نقیع زبیب وغیرہ اس میں تین روایتیں ہیں، ایک روایت ہے کہ مغلظہ ہے، دوسری روایت ہے کہ مخففہ ہے، تیسری روایت میں ہے کہ طاہر ہے اور شراب کی حرمت نصِ قطعی سے ہے، اس وجہ سے اس کو تخصیص کے ساتھ بیان کردیا کہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

المسفوح: یہ قید لگا کر اِس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر خون نکلا؛ مگر اپنی جگہ سے ہٹا نہیں تو یہ اس حکم میں نہیں ہوگا؛ لیکن اگر بہہ کر جم گیا تو اس کا حکم سائل کا حکم ہوگا، نیز یہاں پر مقید ذکر کیا، حالانکہ اس میں شہید کا خون شامل نہیں ہے؛ اس لیے کہ ان کا خون طاہر ہے۔ (شامی بتغییر)

لحم المیتۃ: اسے مطلق ذکر کیا ہے؛ مگر اس سے مراد وہ جانور ہے کہ جن کے اندر خون نہ ہو، جیسے مچھلی وغیرہ؛ اس لیے کہ ان کا کھانا جائز ہے اور اس کے معارض کوئی حدیث نہیں ہے۔

بول مالایؤکل لحمہ: اس سے مراد ہر چھوٹا اور بڑا جانور ہے، اسی وجہ سے مطلق ذکر کیا ہے؛ لیکن اس میں اختلاف ہے۔

وماینقض إلخ: یعنی ہر وہ چیز جو بدنِ انسانی سے نکلے اور وہ نجاستِ حقیقیہ ہو؛ لیکن علماء نے ریح کو اس میں شمار نہیں کیا ہے، اسی طرح سے اس میں نیند اور قہقہہ بھی شامل ہیں؛ اس لیے کہ ان کی صفت طہارت نہیں آتی، اسی طرح سے وہ قے جو منھ بھر کر نہ ہو؛ اس لیے کہ جب منھ بھر کر نہ ہوگی تو وہ ناقضِ وضو نہ ہوگی؛ لیکن بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ مائعات نجس ہیں اور جامدات پاک۔ واللہ اعلم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۱۷)، نور الایضاح: ص (۳۴)

وَيَسْتَحِبُّ الْإِسْفَارُ بِالْفَجْرِ لِلرِّجَالِ وَالْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الشِّتَاءِ إِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ وَتَاخِيرُ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الْغَيْمِ وَتَاخِيرُ الْوِتْرِ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ لِمَنْ يَّثِقُ بِالْإِنْتِبَاهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) إلّا في يومِ غيمٍ کا صحیح مطلب تشریح کے ساتھ لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

فجر میں اسفار مستحب ہے اور گرمی کے موسم میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا، اور سردی کے موسم میں جلدی کرنا؛ مگر بدلی کے دنوں کے علاوہ مغرب میں جلدی کرنا، اور عشاء کا ثلث رات تک مؤخر کرنا اور بدلی کے دن جلدی کرنا اور جن کو بیدار ہونے پر اعتبار ہو اس کو وتر کا آخری رات میں پڑھنا۔

(ب) مطلب:

ویستحب: ابھی تک اوقاتِ اصلیہ کا بیان کر رہے تھے، یہاں سے ان اوقات کو بیان کر رہے ہیں جو مستحب ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الإسفار بالفجر للرجال: یعنی نمازِ فجر کو تاخیر سے پڑھنا کہ روشنی پھیل جائے اولیٰ ہے۔ (عمدہ) ہاں! بہت زیادہ تاخیر کرنا مناسب نہیں، ایسے وقت میں نماز شروع کردینی چاہیے کہ اگر کسی وجہ سے نماز باطل ہوجائے تو اس کو بآسانی سکون واطمینان کے ساتھ ادا کرسکے، علماء نے اس کی مقدار چالیس آیت لکھی ہے، اسی طرح اگر غسل کی بھی ضرورت پڑجائے تو مسنون طریقہ پر ادا کی جاسکے، فجر میں تاخیر کی وجہ وہ حدیث ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر" (ترمذی) ہاں! مزدلفہ میں مرد اور عورت دونوں اندھیرے میں نماز ادا کریں گے۔

الرجال: کی قید احترازی ہے؛ اس لیے کہ عورت اسفار نہیں کرے گی؛ بلکہ وہ جلدی کرے گی؛ اس لیے کہ اس کے لیے اسی میں زیادہ پردہ ہے۔ (درمختار وغیرہ) اور اسفار کی وجہ یہ ہے کہ لوگ زیادہ جمع ہوجائیں اور جماعت کثیر ہوجائے۔ (مراقی)

الإبراد بالظهر: یعنی نمازِ ظہر کو گرمی کے موسم میں تاخیر سے ادا کی جائے؛ لیکن زیادہ تر تاخیر نہ کی جائے، صاحبِ درمختار نے فرمایا ہے کہ تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ سایہ میں چل سکے۔ علامہ حموی نے ایک بات لکھی ہے کہ ظہر میں مکروہ وقت کہ جس میں ائمہ کا اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ مثل میں پڑھ لیا جائے تاکہ دونوں قولوں پر عمل ہوجائے، موسمِ گرما میں ظہر کے اندر تاخیر اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أبردوا بالظهر فإن شدّة الحر من فيح جهنم. لأنه عليه السلام كان يعجّل الظهر بالبرد. اس لیے گرمی میں تاخیر کی جائے گی۔

(ج) إلّا في يوم غيمٍ کا صحیح مطلب مع تشریح:

إلا في يوم غيم: بدلی کے دن اس وجہ سے تاخیر نہیں کی جائے گی کہ ہوسکتا ہے کہ یہ معلوم نہ ہوسکے کہ کب وقت ختم ہوگیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حل امتحان نمبر (۱۸)، نور الایضاح: ص (۳۴)

فَصْلٌ: ثَلَاثَةُ أَوْقَاتٍ لَايَصِحُّ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الَّتِيْ لَزِمَتْ فِي الذِّمَّةِ قَبْلَ دُخُوْلِهَا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ إِلٰى أَنْ تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ إِسْتِوَائِهَا إِلٰى أَنْ تَزُوْلَ وَعِنْدَ إِصْفِرَارِهَا إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ وَيَصِحُّ أَدَاءُ مَاوَجَبَ فِيْهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ كَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَسَجْدَةِ آيَةٍ تُلِيَتْ فِيْهَا كَمَا صَحَّ عَصْرُ الْيَوْمِ عِنْدَ الْغُرُوْبِ مَعَ الْكَرَاهَةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) اس طرح مطلب لکھئے کہ عبارت کا ہر جزئیہ واضح ہو جائے۔

جواب

(الف) ترجمہ:

تین وقت ایسے ہیں کہ جس میں کوئی فرض اور واجب جو ان اوقات کے آنے سے پہلے ذمہ میں واجب ہو چکا تھا صحیح نہیں تھا، آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت جب تک کہ بلند نہ ہو جائے، آفتاب کے ٹھہر جانے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے، اور اس کے زرد پڑ جانے کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے، اور صحیح ہے اس نماز کا ادا کرنا جو اس وقت واجب ہوتی ہو جیسے کہ جب جنازہ آئے اور سجدۂ تلاوت جو اسی وقت کیا گیا ہے ایسے ہی جیسے اس دن کے عصر کی نماز کہ کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

ابھی تک ان اوقات کو بیان کر رہے تھے کہ جن میں نماز کا ادا کرنا واجب تھا، اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں تھی، اب یہاں سے ان اوقات کو بیان کر رہے ہیں، کہ ان میں نماز ادا کرنی صحیح نہیں ہے، خواہ وہ نماز از قبیل فرض ہو یا واجب جو ان اوقات کے آنے سے قبل ذمہ میں واجب ہوگئے تھے اور اس کی وجہ اور ان تین ہی اوقات میں ان کا حصر اس حدیث کی بناء پر ہے جس کو عقبہ بن عامرؓ نے روایت کی ہے: قال ثلاث أوقات نهانا رسول الله صلّى الله عليه وسلم أن نصلي فيها و ان نقبر فيها موتانا عندطلوع الشمس حتى ترتفع، وعند زوالها حتى تزول، و حين تضيف للغروب حتى تغرب. (رواہ مسلم) اگر کسی نے ان اوقات میں نماز پڑھ لی تو نماز صحیح نہیں ہوگی، اس وجہ سے ان اوقات کو مکروہ کہنا درست نہیں؛ لیکن شراح نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ لغوی اعتبار سے اسے مکروہ کہہ دیا گیا ہے، اس کا ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ مکروہ جب فقہاء مطلقاً ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتی ہے، ان اوقات میں دفن کرنا مکروہ نہیں؛ بلکہ نمازِ جنازہ مکروہ ہے۔

(عمدۃ الوقایہ)

عند طلوع: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک سورج اونچائی پر نہ آجائے اس وقت تک صحیح نہیں، اب طلوع کب مانا جائیگا اس کے بارے میں بعض علماء نے کہا ہے کہ ایک نیزہ کی مقدار بعض حضرات نے کہا ہے کہ دو نیزہ کی مقدار ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تک انسان سورج پر نظر جما سکتا ہو۔ صاحبِ درمختار نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی عام آدمی اس وقت نماز ادا کر رہا ہو تو اسے روکا نہ جائے؛ اس لیے کہ ہوسکتا ہے بعد میں وہ سستی کی بناء پر جو اس وقت پڑھ رہا تھا وہ بھی نہ پڑھے، نیز اس لیے بھی نہ منع کیا جائے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے؛ اس لیے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت پڑھ سکتا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے؛ لہٰذا ان کے قول کے بموجب اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

وعند استوائھا: یہاں پر "استوائھا" لاکر اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ زوال کے وقت نماز درست ہے، ہاں! جس وقت سورج رُکا ہوا ہو اس وقت نماز نہ پڑھی جائے۔ (شامی) عوام میں مشہور ہے کہ زوال کے وقت نماز مکروہ ہے؛ مگر یہ صحیح نہیں۔ علماء کا اس بارے میں متفقہ فیصلہ ہے کہ ان تینوں وقتوں میں جہاں کہیں بھی نماز ادا کی جائے صحیح نہیں ہوگی، یہ مسئلہ کسی خاص جگہ کے لیے نہیں ہے خواہ مکہ ہو یا مدینہ۔ (شامی)

ویصح أداء ما وجب: یعنی ان اوقات کے اندر جو فرض ہو جائے اس کا ادا کرنا درست ہے؛ مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، جیسے جنازہ کی نماز کہ ان اوقات میں پڑھنی مکروہ ہے، اسی طرح وہ سجدہ کی آیت جو ان ہی اوقات میں تلاوت کی گئی ہے، اگر وہ آیت دوسرے وقت میں تلاوت کی گئی ہے، تو صحیح نہیں: اس لیے کہ اس پر سجدہ کا وجوب اس وقت نہیں ہوا ہے؛ بلکہ یہ تو پہلے واجب ہو چکا ہے، اسی طرح سے اس دن کی نماز عصر کہ اگر اس کو غروب آفتاب کے وقت ادا کیا گیا، تو صحیح ہو جائے گی، اس کی تفصیل اُصولِ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ (وسیم غفرلہ)

لیکن اگر آج کے عصر کی نماز نہیں مثلاً جمعہ کے دن اس کی عصر چھوٹ گئی تھی اور اب وہ سنیچر کو اس کو ادا کرنا چاہ رہا ہے، تو یہ صحیح نہیں: اس لیے اس کا صحیح وقت میں ادا کرنا ضروری ہے۔

محل امتحان نمبر (۱۹)، نور الایضاح: ص (۳۵)

وَيُكْرَهُ التَّلْحِينُ وَإِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَأَذَانُ الْجُنُبِ وَصَبِيٍّ لَايَعْقِلُ وَمَجْنُونٍ وَسُكْرَانَ وَامْرَأَةٍ وَفَاسِقٍ وَقَاعِدٍ وَالْكَلَامُ فِي خِلَالِ الْأَذَانِ وَفِي الْإِقَامَةِ وَيُسْتَحَبُّ إِعَادَتُهُ دُونَ الْإِقَامَةِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب) مطلب لکھیں۔
(ج) دورانِ تشریح تلحین کی اچھی طرح وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:
اور مکروہ ہے تلحین اور محدث کی اذان و اقامت اور ایسے بچے کی جو عقل والا نہ ہو اور مجنون کی اور نشہ آور کی اور عورت کی اور فاسق کی اور بیٹھے ہوئے کی اور اذان اور اقامت کے درمیان بات کرنا، اور مستحب ہے اذان کا لوٹانا نہ کہ اقامت کا۔

(ب) مطلب:
تلحین: ابنِ مبارک نے اس کی تشریح گانے کے ساتھ کی ہے یعنی اذان میں اس کے الفاظ کو بنانے کے لیے اصل سے بگاڑ دے؛ لیکن اگر بلا کسی تکلف کے آواز ٹھیک ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ماخوذ از حاشیہ)

تلحین یا لحن کے دو معنیٰ آتے ہیں ایک تو یہ کہ آواز اچھی بنائی جائے، حروف کو صحیح ادا کیا جائے، جیسا کہ قاری صاحبان کرتے ہیں یہ شکل اذان و قراءت وغیرہ میں بہتر ہے دوسرے معنیٰ وہ ہیں جو یہاں مراد ہیں یعنی گانے کا انداز اختیار کر لینا یعنی جس طرح گویّے کچھ لفظوں کو بہت زیادہ کھینچتے ہیں کسی کو گھٹا دیتے ہیں یہ تلخیص مکروہ اور ناجائز ہے، مثلاً اللہ اکبر میں الف یا باء کو کھینچ دیا جائے یا زیر، زبر، پیش کھینچ کر پڑھا جائے۔ (ماخوذ نور الاصباح) علاّمہ عینی شارح کنز فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ اعراب میں غلطی کرنا ہے۔ صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اذان کا اسی طور سے دینا کہ کلمات بدل جائیں اس صورت میں مکروہ ہے اور اس کا سننا درست نہیں جیسا کہ قرآن پاک کو اگر گا کر پڑھا جائے تو اس کا یہ فعل اور اس کا یہ سننا دونوں مکروہ ہیں۔ علاّمہ حلوائیؒ کے نزدیک حیعلتین میں مد کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا؛ لیکن اوّلاً ترک کر دینا ہے، اگر اذان اس طور سے دی جائے کہ اس میں تغیر کلمات نہ ہو؛ بلکہ عمدہ آواز سے پڑھی جائے تو افضل ہے۔

وأذان الجنب: جنابت کی حالت میں اذان دینا مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لیے کہ جس طرف وہ لوگوں کو خود بلا رہا ہے، اس کو وہ خود قبول نہیں کرتا؛ لہٰذا جب اذان مکروہ ہے، تو تکبیر بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہوگی۔ ھٰکذا فی الوقایۃ (الشامی)

صبي: لڑکے کی اذان مکروہ ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ایک قید ہے کہ اگر وہ عاقل نہ ہو یعنی غیر عاقل بچے کی اذان مکروہ ہے اور عاقل بچے کی اذان درست ہے؛ لیکن بعض علماء نابالغ بچے کی اذان کو مکروہ بتلاتے ہیں۔ (مراقی الفلاح)

مجنون: یعنی مجنون کی اذان مکروہ ہے اور اسی طرح نشہ والے کی بھی اذان مکروہ ہے؛ اس لیے کہ یہ دونوں بلا فہم کے اذان دیتے ہیں تو گویا یہ ایسے ہی ہوا کہ جیسے پرندوں کی اذان اور پرندوں کے اذان کا اعتبار نہیں ہوتا اور ان تمام کی اذان دی ہوئی کا لوٹانا مستحب ہے، اور بعض علماء کا قول ہے کہ اعادہ کرنا واجب ہے۔

(شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ، فتاویٰ عالمگیری)

وامرأة: عورت کا اذان دینا مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لیے کہ اس کی اذان دینے کی صورت میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ (عمدۃ الرعایہ وغیرہ)

فاسق: اس لیے کہ فاسق کا قول اُمورِ دینیہ میں معتبر نہیں اور اذان بھی اُمورِ دینیہ میں سے ہے؛ اس لیے اس میں بھی اس کی اذان معتبر نہیں ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

وقاعد: بیٹھ کر اذان دینا اس وجہ سے مکروہ ہے کہ جس فرشتہ نے اذان کا طریقہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بتلایا تھا وہ بیٹھ کر نہیں تھا؛ بلکہ کھڑے ہوکر تھا؛ اس لیے یہ مکروہ ہے؛ لیکن اگر صرف اپنے لیے اذان دے رہا ہے، تو اب مکروہ نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

والکلام: اذان اور اقامت کے درمیان بات چیت کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اگر اذان اور اقامت کے درمیان سلام کا جواب دیا جائے تو یہ بھی مکروہ ہے۔

(ج) تلحین کی اچھی طرح وضاحت:

تلحین کی وضاحت مطلب کے تحت آچکی ہے۔

محل امتحان نمبر (۲۰)، نورالایضاح: ص (۴۵)

وَنِيَّةُ الْمُتَابَعَةِ لِلْمُقْتَدِي وَتَعْيِيْنُ الْفَرْضِ وَتَعْيِيْنُ الْوَاجِبِ وَلَايُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ فِي النَّفْلِ وَالْقِيَامُ فِي غَيْرِ النَّفْلِ وَالْقِرَاءَةُ وَلَوْآيَةً فِي رَكْعَتَي الْفَرْضِ وَكُلِّ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ وَلَمْ يَتَعَيَّنْ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ وَلَايَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيَنْصِتُ وَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيْمًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور مقتدی کے لیے امام کی متابعت کی نیت کرنا، اور فرض کا متعین کرنا، اور واجب کا متعین کرنا، اور نفل میں تعیین کرنا شرط نہیں ہے، اور نفل کے علاوہ میں قیام کرنا، اور قرأت کرنی اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فرض کی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی ہر رکعت میں، اور نماز کے صحیح
ہونے کے لیے قرآن میں سے کوئی چیز مخصوص نہیں، اور مقتدی صرف
خاموش رہے اور سنے اور اگر مقتدی نے قرأت کی تو مکروہ ہے۔

(ب) مطلب:

یعنی اگر کوئی شخص امام کی اقتداء کر رہا ہے اور اس کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہے تو اب اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اِس بات کی نیت کرے کہ میں امام کی اقتداء کر رہا ہوں اب اگر کسی نے امام کی اقتداء کی اور وہ نیت کرتے وقت یہ خیال کر رہا تھا کہ امام زید ہے؛ لیکن جب اس نے دیکھا تو وہ زیدؔ نہیں تھا تو اس صورت میں اس کی نماز درست ہو جائے گی؛ لیکن اگر اس نے نیت کرتے وقت یہ کہہ دیا کہ میں عمرؔ کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہوں تو اب اگر وہ امام عمرؔ نہیں ہے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی؛ اس لیے کہ اس نے امام کو متعین کر دیا تھا۔

وتعیین الفرض: اگر وہ فرض نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ یہ بھی متعین کرلے کہ کون سی نماز ہے فرض میں ظہر ہے یا عصر، مغرب ہے یا عشاء، لہٰذا نماز شروع کرنے سے قبل یہ متعین کرنا ضروری ہے۔

الواجب: یہاں پر اسے مطلق ذکر کیا، حالانکہ یہ اس شخص کے لیے ہے جو معذور نہ ہو، اس کی تفصیلی بحث آگے آرہی ہے۔

والقرأۃ: یعنی نماز میں قرأت کرنا فرض ہے، اگرچہ ایک ہی آیت ہو، اب اس آیت کی مقدار کیا ہوگی، تو اس میں مختلف اقوال ہیں؛ اس لیے کہ بعض آیتیں وہ ہیں کہ جن میں صرف ایک کلمہ ہے جیسے قٓ وغیرہ یا بعض آیتیں وہ ہیں جو دو کلموں سے مرکب ہیں جیسے حٰمٓ اور بعض آیتیں وہ ہیں جو صرف تین کلمہ سے مرکب ہیں جیسے عسق لیکن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صحیح قول یہ ہے کہ مدھامّتان، یا ثمّ نظر جیسی آیتیں اگر پڑھ لے تو نماز درست ہو جائے گی، یہی ظاہر روایت میں ہے۔

ولم یتعین: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی آیت کو اس طرح نہ خاص کیا جائے کہ اگر یہ آیت اس نماز میں نہ پڑھی گئی تو نماز نہ ہوگی، تو ایسا کرنا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اسے ایک ہی سورت یاد ہے اور وہ اسی کو ہر نماز میں پڑھتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ولا یقرأ: یعنی مقتدی جب امام قرأت کررہا ہو تو وہ کوئی سورت نہ پڑھے گا؛ اس لیے کہ ارشادِ باری ہے: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إلخ﴾ تو یہاں پر امام قرأت کررہا ہے؛ اس لیے وہ قرأت نہیں کرے گا؛ نیز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: یکفیک قرأۃ الإمام جھر أم خافت. اگر چہ قرأت نماز میں فرض ہے؛ لیکن اس صورت میں چونکہ ایک دوسرے کی اقتداء کررہا ہے اور امام اس کا وکیل ہے اور یہ بات بھی ہے کہ وکیل کا کہنا موکل کے لیے کافی ہوجاتا ہے؛ لہٰذا عقلی اور نقلی دونوں دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقتدی قرأت نہیں کرے گا؛ اس لیے کہ مقتدی نے اگر قرأت کرلی تو ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہوگا۔

حل امتحان نمبر (۲۱)، نور الایضاح: ص (۴۱)

فَصْلٌ: فِي وَاجِبِ الصَّلوٰةِ وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ سُوْرَةٍ أَوْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ مُتَعَيِّنَتَيْنِ مِنَ الْفَرْضِ وَفِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) بوضاحت مطلب لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

فصل، نماز کے واجبات: نماز کے واجبات اٹھارہ چیزیں ہیں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا، اور کسی سورت کا ملانا یا تین آیتوں کا ملانا فرض کی غیر معین دو رکعتوں میں اور وتر اور نفل کی تمام رکعتوں میں۔

(ب) مطلب:

واجب: واجب وہ ہے جس کا کرنا ضروری اور مستحق ثواب ہو، نہ کرنا گناہ اور موجبِ عذاب ہو؛ مگر اس کے منکر کو کافر نہ کہا جاسکے، یہ جان لینا ضروری ہے کہ جس سے احکام ثابت ہوتے ہیں جسے ہم ادلۂ شرعیہ کہتے ہیں اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) قطعي الثبوت قطعي الدلالة: جیسے نصوص متواترہ اس سے فرائض ثابت ہوتے ہیں اور کسی چیز کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(۲) قطعي الثبوت ظني الدلالة: جیسے آیاتِ مؤولہ اس سے کسی چیز کا وجوب ثابت نہیں ہوتا ہے۔

(۳) ظني الثبوت قطعي الدلالة: جیسے اخبارِ آحاد کہ جس کا مفہوم قطعی ہوتا ہے اس سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے۔

(۴) ظني الثبوت ظني الدلالة: جیسے وہ اخبار آحاد کہ اس کا مفہوم ظنی ہو اس سے کسی چیز کا سنت ہونا، مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (ماخوذ از حاشیہ شیخ الادب ؒ لکن بتغییر)

ثمانية عشرة: واجبات نماز اٹھارہ ہیں اور مصنف ؒ نے اسی کو ذکر کیا ہے؛ لیکن واجبات صرف ان ہی اٹھارہ میں منحصر نہیں؛ بلکہ تلاش و جستجو کے بعد اس سے زیادہ بھی ملتی ہیں؛ لہٰذا ان ہی اٹھارہ میں ان کا انحصار کرنا صحیح نہ ہوگا؛ لیکن مصنف ؒ نے اس وجہ سے ان ہی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کو شمار کرایا ہے کہ یہ اہم اہم ہیں، اس کے بعد جوں جوں لوگ آگے بڑھیں گے، اسی قدر ان کو اور زیادہ معلوم ہو جائیں گے؛ اس لیے کہ یہ کتاب مصنفؒ نے مبتدی طالبِ علموں کے لیے لکھی ہے؛ لہٰذا اب مصنفؒ پر کوئی اعتراض نہیں باقی رہتا۔ واللہ اعلم بالصواب

قرأة الفاتحة: اس لیے حدیث شریف میں آتا ہے: لاصلٰوة إلابفاتحة الكتاب. (بخاری) اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں؛ نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت بھی فرمائی ہے؛ اس لیے حنفیہ نے اسے واجب کہا۔

ضم سورة: سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سورت یا کم از کم تین آیت کا پڑھنا واجب ہے؛ اس لیے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لاصلٰوة لمن لم يقرأ بالحمد وسورة معها. (ترمذی، ابن ماجہ) سورۂ کوثر یا اس سے بڑی سورت کا ملانا مسنون ہے تین آیت سے مراد تین چھوٹی آیتیں ہیں جیسے: ثم نظر، ثم عبس و بصر، ثم ادبر و استكبر. اور اس کی مقدار میں اگر ایک آیت ہو تو بھی کافی ہے۔ (درمختار) لیکن اگر وقت میں گنجائش نہ ہو اور وقت کے ختم ہونے کا خطرہ ہو تو ایک آیت سورۂ فاتحہ کے بعد واجب ہوگی۔

غیر متعینتین: فرض کی دو رکعتوں میں لاعلی التعیین پوری سورت کا پڑھنا واجب ہے، اسی طرح سے وتر کی تمام رکعات اور نفل وسنت کی تمام رکعات میں ضم سورۃ کرنا واجب ہے: نیز ایک واجب یہ بھی ہے کہ فرض کی دو پہلی رکعتوں کو قرأت کے لیے متعین کیا جائے؛ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر مواظبت چلی آتی ہے۔ واللہ اعلم

حل امتحان نمبر (۴۲)، نور الایضاح: ص (۴۲)

فَصْلٌ: فِي سُنَنِهَا وَهِيَ إِحْدٰى وَخَمْسُوْنَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيْمَةِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ لِلرَّجُلِ وَالْأَمَةِ وَحِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لِلْحُرَّةِ وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ وَمُقَارَنَةُ إِحْرَامِ الْمُقْتَدِي لِإِحْرَامِ إِمَامِهِ وَوَضْعُ الرَّجُلِ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ سُرَّتِهِ وَصِفَةُ الْوَضْعِ أَنْ يَجْعَلَ بَاطِنَ كَفِّ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ الْيُسْرٰى مُحَلِّقًا بِالْخِنْصَرِ وَالْإِبْهَامِ عَلَى الرُّسْغِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) سُنَنِهَا میں "ھا" ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

یہ فصل ہے نماز کی سنتوں کے بیان میں۔ نماز کی سنتیں اکیاون ہیں تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھانا، مرد اور باندی کے لیے کان کے برابر اور آزاد عورت کے لیے مونڈھوں کے برابر اور اُنگلیوں کو پھیلانا، اور مقتدی کے تکبیر تحریمہ کو امام کے تحریمہ کے ساتھ ملانا، اور مرد کو اپنے دائیں ہاتھ کا بائیں حصہ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا، اور رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کا باطن حصہ بائیں ہاتھ کے ظاہر پر رکھے اور خنصر اور ابہام سے گٹوں کو پکڑے ہوئے ہو۔

(ب) مطلب:

في سننها: ابھی تک مصنفؒ نماز کے فرائض اور واجبات کو بیان کر رہے تھے، اب جبکہ اس سے فارغ ہو گئے تو اب نماز کے سنن کو بیان کر رہے ہیں۔ سنت کا حکم یہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے کہ اگر کسی نے ان کو بھول کر چھوڑ دیا تو نہ اس کی نماز فاسد اور نہ ہی سجدہ سہو؛ لیکن اگر قصداً ترک کر دیا تو یہ بُری بات ہوگی؛ مگر مکروہ تحریمی نہیں۔ (درمختار) اور اگر کسی نے یہ خیال کر کے ترک کر دیا کہ یہ سنت ہے یا اس وجہ سے کہ سنت کو حق ماننا ہی نہیں تو یہ اس صورت میں کافر ہو جائیگا؛ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جھٹلانا گویا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نہ ماننا ہے، حالانکہ قرآن کا صاف حکم ہے: ﴿مَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ الاٰية.

رفـع اليـديـن: یعنی نماز کی اکیاون سنتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھایا جائے، اس کو تمام سنتوں پر اس وجہ سے مقدم کیا کہ اوّل نماز میں سب سے پہلا فعل یہی ہے۔ مصنفؒ نے اس کے اندر مرد اور عورت کا فرق بیان کیا ہے کہ مرد اپنے ہاتھ کو کان کی لو تک لے جائے اور وہ اس طرح ہو کہ انگوٹھا کان کی لو کے مقابل پر آجائے اور اُنگلیوں کے پورے کان کے بالائی حصہ کے بالمقابل ہوں اور گٹے مونڈھے کے مقابل ہو جائیں، اور آزاد عورت صرف مونڈھوں تک لے جائے؛ اس لیے کہ اس کے لیے ذراعین ستر ہیں تو یہ ستر کے پیش نظر صرف اسی مقدار تک اُٹھائے گی اور اس پر یہاں تک اُٹھانا اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہا کرتے تھے تو آپ بھی ہاتھ کو اُٹھایا کرتے تھے۔

ونـشـر الأصـابـع: لأنـه صلّى اللّٰه عليه وسلم كان إذا رفع يديه رفع يـديه ناشراً اصابعه. لیکن یہاں پر نشر سے مراد اُنگلیوں کا کھولنا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ نہ خوب ملائے اور نہ بہ تکلف اسے کھولے؛ بلکہ عام طور پر جس حالت پر اُنگلیاں رہتی ہیں اسی حالت پر چھوڑ دے۔ (مراقی) اور اس طرح سے رفع یدین کرے کہ ہاتھ کے ساتھ اُنگلیاں بھی جانب قبلہ ہوں۔

مـقارنة إحرام المقتدى إلخ: لـقـولـه عليه السلام: إذا كبّر فكبّروا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یعنی جب امام تکبیر تحریمہ کہے اس وقت مقتدی بھی تکبیر تحریمہ کہے؛ لیکن اگر مقتدی نے امام کی تکبیر سے پہلے تکبیر کہہ دی تو اس کی نماز نہ ہوگی؛ اس لیے کہ یہ امام کی اقتداء کررہا ہے اور اقتداء کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بعد میں ہو؛ لیکن یہاں پر وہ مقدم ہو رہا ہے۔

وضع الرجل یدہ الیمنیٰ: یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اب وہ ہاتھ کو بلا لٹکائے ہوئے باندھ لے۔ اب یہاں پر کچھ اختلاف ہے، جن کا جان لینا ضروری ہے۔ پہلا اختلاف یہ ہے کہ کیا داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے یا نہ رکھے؟ ائمۂ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کس طرح رکھے؟ حدیث مرفوع میں لفظ أخذ آیا ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پکڑ لے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں لفظ الوضع آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رکھے؛ لیکن مشائخ نے اس کے اندر تطبیق دی ہے اور وہ اس طرح سے کہ دائیں ہاتھ کے باطن کو بائیں ہاتھ کے ظاہر پر رکھے اور اس کو پکڑے خنصر اور ابہام سے گٹے پر، اب اس صورت میں دونوں حدیثوں پر عمل ہوگا، اب رہ گئی تیسری بات کہ کہاں رکھے تو حنفیہ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے۔ اب رہا چوتھا مسئلہ کہ یہ کس کے لیے سنت ہے؟ آیا قیام کے لیے یا قرأت کے لیے؟ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ سنتِ قرأت ہے؛ اس لیے جب قرأت شروع کرے گا اس وقت ہاتھوں کو باندھے گا اور جب تک ثنا پڑھتا رہے گا ہاتھوں کو لٹکائے ہوئے رہے گا؛ لیکن حنفیہ کے نزدیک یہ قیام کی سنت ہے؛ اس لیے تکبیر کے بعد باندھ لے گا۔ (کفایہ لکن مع الاختصار)

(ج) سُنَنِهَا میں ''ھا'' ضمیر کا مرجع:

سُنَنِهَا میں ھا ضمیر کا مرجع نماز ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۲۳)، نور الایضاح: ص (۴۵)

فَصْلٌ: مِنْ آدَابِهَا اِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ وَنَظْرُ الْمُصَلِّيْ إِلٰى مَوْضَعِ سُجُوْدِهٖ قَائِمًا وَإِلٰى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَإِلٰى أَرْنَبَةِ أَنْفِهٖ سَاجِدًا وَإِلٰى حَجْرِهٖ جَالِسًا وَإِلٰى الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا وَدَفْعُ السُّعَالِ مَااسْتَطَاعَ وَكَظْمُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلٰى الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْإِمَامِ مُذْ قِيْلَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

نماز کے آداب۔ نماز کے آداب میں شامل ہے کہ مرد اپنے ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کے وقت آستینوں سے نکال لے نماز پڑھنے والے کا حالتِ قیام میں سجدے کی جگہ پر دیکھنا اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت کا دیکھنا، اور حالتِ سجدہ میں اپنی ناک کے پھنگل کی طرف دیکھنا، اور بیٹھنے کی حالت میں اپنی گود میں دیکھنا اور سلام پھیرنے کی حالت میں اپنے مونڈھوں کا دیکھنا، کھانسی کا حتی المقدور روکنا اور جمائی کے وقت منھ کا بند رکھنا اور حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا اور امام کا نماز شروع کر دینا جس وقت قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

ابھی اس سے قبل سنن کو بیان کر رہے تھے، اب یہاں سے آداب کو بیان کر رہے ہیں، سنن کا درجہ چونکہ آداب سے اعلیٰ و افضل ہے؛ اس لیے اس کو مقدم کیا اور اس کا درجہ اس سے کم ہے؛ اس لیے اس کو مؤخر کیا۔

آدابھا: اب اس کو بیان کیا جاتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کیا ہو اور اس پر آپ نے ہمیشگی نہ فرمائی ہو، ادب کی مشروعیت سنت کو کامل کرنے کی وجہ سے ہے، یہاں پر من تبعیضیہ ہے اور من تبعیضیہ لا کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس فصل میں تمام آداب کو بیان نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ چند کو بیان کر دیا گیا ہے؛ لہٰذا اب اگر اس کے علاوہ کہیں مل جائے تو مصنفؒ پر اعتراض نہ کیا جائے۔ (مراقی مع تغیر)

اخراج الرجل: یعنی جس وقت تکبیر تحریمہ کہی جائے اس وقت آستین سے ہاتھ کو نکال لیا جائے؛ لیکن اگر کوئی عذر ہو کسی کا خوف ہو تو نہیں نکالا جائے گا، جیسے سردی کا خوف ہے کہ اگر نکالے گا تو شل ہو جائے گا یا اور کوئی بات ہو تو نہ نکالنا درست ہے؛ مگر افضل یہی ہے کہ نکال دیا جائے۔ (درمختار) البتہ عورت کو آستین سے باہر نہیں نکالنا چاہئے، اس کی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

ونظر المصلي: ایک مستحب یہ بھی ہے کہ نماز پڑھنے والا حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ دیکھے، قیام حقیقتاً ہو یا حکماً اگر کوئی بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہے تو وہ بھی سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے گا اور رکوع کی حالت میں پیر کی طرف دیکھے اسی طرح سجدہ کی حالت میں اپنی ناک کے پھنگل کی طرف نظر رکھے اور حالتِ قعود کے اندر گود میں دیکھے خواہ قعدۂ اولیٰ ہو یا ثانیہ دونوں اس میں برابر ہیں، اور سلام پھیرنے کے وقت جب وہ دائیں جانب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سلام پھیرے گا تو دائیں مونڈھے کو دیکھے گا اور جب بائیں جانب سلام پھیرے گا تو بائیں مونڈھے کو دیکھے گا ایک حکم کے علاوہ میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، کسی کے درمیان کوئی فرق اور امتیاز نہیں ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ اس طرح رہنے سے خشوع و خضوع ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے دل اِدھر اُدھر نہیں جاتا۔ (مراقی الفلاح)

ودفع السعال: ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب کھانسی آجائے تو جہاں تک ہوسکے ان کو دُور کیا جائے یعنی انھیں روکا جائے؛ لیکن اگر بلا کسی عذر کے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (مراقی الفلاح)

ما استطاع: اس سے اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر دفع سعال میں دھیان بٹنے یا توجہ میں کمی آن کا خطرہ ہو تو بہتر ہے کہ اس کو دفع نہ کرے۔

(ماخوذ از حاشیہ مولانا اعزاز علیؒ)

کظم فمه عند التثاؤب: ایک ادب ان میں سے یہ بھی ہے کہ جب جمائی آنے لگے تو اپنے منھ کو بند کیا جائے؛ اس لیے کہ حدیث شریف میں آتا ہے: قال عليه الصلٰوة والسلام التثاؤب في الصلوٰة من الشيطان فإذا تثاؤب أحدكم فليكظم مااستطاع.

القيام حين قيل حي على الفلاح: یعنی جب تکبیر کا کہنے والا حی علی الفلاح کہے تو اس وقت کھڑا ہوجانا چاہیے؛ اس لیے کہ یہ امر ہے اور اس کو قبول کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابھی تک کھڑا نہیں ہوا ہے تو اس پر تو ضرور کھڑا ہوجانا چاہیے، اس سے زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح جب مکبّر قد قامت الصلوٰۃ کہے اس وقت نماز شروع کرسکتا ہے؛ لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جب اقامت ختم ہوجائے اس وقت شروع کرے اور امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا مذہب یہی ہے جو متن میں بیان کیا گیا۔ (مراقی الفلاح)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حل امتحان نمبر (۲۴)، نور الایضاح: ص (۴۶)

هِيَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْأَحْرَارِ بِلَاعُذْرٍ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْأَحْرَارِ بِلَاعُذْرٍ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْأَصِحَّاءِ سِتَّةُ أَشْيَاءٍ اَلْإِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُوْرَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْأَعْذَارِ كَالرُّعَافِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دورانِ تشریح "هي أفضل" کی قید کا فائدہ ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

امامت اذان سے افضل ہے اور جن آزاد مردوں کو عذر نہ ہو ان کے لیے جماعت سے پڑھنا سنت ہے اور تندرست مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں، اسلام، بالغ ہونا، عاقل ہونا، مذکر ہونا۔

(ب) مطلب:

هيَ أفضل: یہ قید لگانے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اذان امامت سے افضل ہے؛ لیکن حنفیہ کے نزدیک امامت اذان سے افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت پر مدامت فرمائی اگر اذان افضل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اذان کو اختیار فرماتے نہ کہ امامت کرنے کو چنانچہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خلفاء اربعہ نے بھی امامت ہی کو اختیار کیا اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امامت ہی افضل ہے۔

سُـنَّةٌ: یہاں مصنفؒ نے سنت مطلق استعمال کیا ہے، مؤکدہ واجب کے مشابہ ہوتا ہے، سنت مؤکدہ وہ ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور اس کے تارک پر ملامت ہوگی، بعض لوگ جماعت کو مستحب فرماتے ہیں اور اسی حدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں: صلوٰة الجماعة من سنن الهدىٰ لايخلف عنها إلا منافق. سننِ ہدیٰ کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا باعثِ ہدایت ہے اور اس کا ترک کرنا باعثِ گمراہی و ضلالت ہے؛ نیز بعض علماء کے نزدیک جماعت فرض عین ہے اور بعض کے نزدیک فرضِ کفایہ؛ لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ اسے سنتِ مؤکدہ کہا جائے تاکہ تمام اختلافات سے بچ جائیں۔

فائدہ: اگر کسی شخص کی کسی مسجد میں جماعت چھوٹ گئی ہو تو اس کے لیے بہتر ہے کہ دوسری مسجد میں چلا جائے تاکہ جماعت مل جائے؛ لیکن اگر اس قدر وقت نہ ہو کہ اسے اب دوسری مسجد میں جماعت مل جائے گی تو تنہا نماز پڑھ لے ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے؛ لیکن یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؛ اس لیے کہ وہ لوگ اپنی نمازوں میں رکوع نہیں کرتے تھے؛ لہٰذا اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

للـرجال: یہ قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ صرف مردوں کے لیے جماعت سنتِ مؤکدہ ہے، عورتوں اور بچوں کے لیے نہیں۔

الإحـــرار: اس سے اِس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ غلام کے اوپر جماعت سنت مؤکدہ نہیں؛ اس لیے کہ وہ اپنے مالک کی خدمت میں لگا ہوا ہوتا ہے؛ اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لیے بسا اوقات وہ نماز میں حاضر نہیں ہو پاتا ہے؛ لہٰذا جس طرح دوسرے مواقع پر اسے آسانی دی گئی ہے، اسی طرح یہاں پر بھی آسانی دی جائے گی۔

بلا عذر: یہ قید لگا کر معذوروں کو نکالنا مقصود ہے؛ اس لیے کہ ان کے لیے آنے جانے میں دشواری ہوگی؛ اس لیے ان کو اور دوسرے مواقع پر سہولت دی گئی ہے، اسی طرح یہاں پر دی جائے گی۔

شـــروط: اب یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ جن کے اندر ایسی صفتیں ہوں ان کی امامت چھ شرطوں کے ساتھ درست ہوگی۔

الأصـــح: اگر معذوروں کے اندر مندرجہ ذیل شرطیں موجود ہوں تب بھی اس کی امامت درست نہیں ہوگی؛ اس لیے "الأصـــــــح" لا کر اس کی طرف اشارہ کر دیا، نیز "الـــرجـــال" لا کر بھی اسی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر عورتوں کے اندر یہ شرطیں ہوں تب بھی ان کی امامت درست نہ ہوگی۔

الإسلام: یہ شرط عام ہے؛ اس لیے جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے والا ہوگی یا حضرت ابو بکرؓ کو برا کہنے والا ہوگا یا شیخین کو برا کہنے والا ہوگا یا صحابہؓ کو برا بھلا کہنے والا ہوگا یا شفاعت کا انکار کرنے والا ہوگا یا معراج کا انکار کرنے والا ہوگا یا عذابِ قبر کا انکار کرنے والا ہوگا یا کراماً کاتبین کا انکار کرنے والا ہوگا یا ہر وہ شخص کہ جس کے قول و عمل سے مسلمان ہونا ثابت نہ ہو، ان کی امامت درست نہیں۔

البـــلـــوغ: بالغ کو نابالغ کی اقتداء صحیح نہیں؛ اس لیے کہ نابالغ کے اوپر نماز فرض نہیں اور بالغ کے اوپر نماز فرض ہے، تو گویا کہ یہ شخص ایک نفل پڑھنے والے کی اقتداء کر رہا ہے اور فرض اعلیٰ ہے نفل سے؛ لہٰذا اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

الـــعـــقـــل: یہ قید لگا کر دیوانے اور پاگل کو نکالنا ہے؛ اس لیے کہ ان لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ میں کیا کر رہا ہوں، حالانکہ امام ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کی ذمہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

داری کو محسوس کرے؛ اس لیے کہ مقتدیوں کی نماز کی صحت کا دارومدار امام کی نماز کی صحت پر ہے۔

الذکور: یہ قید لگا کر عورتوں کو نکالنا؛ اس لیے کہ اگر عورت امامت کرے تو مرد کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی ہاں! عورت، عورت کی امامت کرسکتی ہے؛ لیکن ان کے لیے افضل تنہا ہی پڑھنا ہے، اسی طرح عورت کے حکم میں خنثیٰ مشکل ہے۔

(ج) "هي أفضل" کی قید کا فائدہ:

هيَ أفضل کی قید کا فائدہ مطلب کے تحت گزر چکا ہے۔

حل امتحان نمبر (۲۵)، نور الایضاح: ص (۴۸)

وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَّسِتُّوْنَ شَيْئًا اَلْكَلِمَةُ وَلَوْسَهْوًا أَوْخَطأً وَالدُّعَاءُ بِمَايُشْبِهُ كَلَامَنَا وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْسَاهِيًا وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهِ أَوْبِالْمُصَافَحَةِ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ وَتَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب میں ہر ہر جزء کو بوضاحت لکھیے۔

جواب

(الف) ترجمہ:

مفسداتِ صلوٰۃ اڑسٹھ چیزیں ہیں، بات کرنا اگرچہ بھول کر ہو یا غلطی سے ہو اور اپنی باتوں کے مشابہ دعا کرنا اور تحیہ کی نیت سے سلام کرنا اگرچہ بھول کر ہو، اور سلام کا جواب زبان سے یا مصافحہ سے دینا اور عملِ کثیر کرنا اور قبلہ جانب سے سینہ کا پھیر لینا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) بوضاحت مطلب:

ابھی تک ان چیزوں کو بیان کر رہے تھے کہ جو نماز کے لیے شرط تھیں یا ان کا نماز میں کیا جانا ضروری تھا، اب جبکہ ان کو بیان کر چکے تو ان چیزوں کا بیان کر دینا ضروری تھا، کہ جن کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر اس حالت میں نماز پڑھ لی جائے تو نماز نہیں ہوتی اور نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے؛ لہٰذا جس طرح ان چیزوں کا جاننا ضروری تھا کہ جن کی وجہ سے نماز پڑھ لی جائے تو نماز نہیں ہوتی اور نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے؛ لہٰذا جس طرح ان چیزوں کا جاننا ضروری تھا، کہ جن کی وجہ سے نماز ہوتی ہے، اسی طرح ان چیزوں کا بھی جان لینا ضروری ہے، جس کی وجہ سے نماز کے اندر فساد آ جاتا ہے۔ اب اس فصل میں ان ہی چیزوں کو بیان کر رہے ہیں اور ان کے تفصیلی احکام پیش کر رہے ہیں۔

ثمانیة و سبعون: مصنفؒ نے یہاں پر اَڑسٹھ کا ذکر کیا ہے؛ لیکن یہ حصر کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ اس سے زیادہ تعداد ہے اور مصنفؒ نے انہی چیزوں کا بیان کیا ہے جو خاص خاص ہیں۔ (مراقی الفلاح)

الکلمة: کلمہ کا لفظ استعمال کر کے اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ خواہ وہ جملہ مفیدہ ہو خواہ غیر مفیدہ ہر صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

ولو سهواً: اگر چہ بھول کر ہی ہو اس کے لیے یہاں چند الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، خطا، سہو، نسیان۔ خطا کی تعریف یہ ہے کہ ایک چیز کے کرنے کا ارادہ کر رہا تھا؛ لیکن اس کے خلاف ہو گیا مثلاً قرآن پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا؛ لیکن اس کی زبان سے کلام الناس نکل گیا۔ سہو کی تعریف یہ ہے کہ ادنیٰ درجہ کی تنبیہ کے بعد آدمی ہوشیار ہو جائے۔ نسیان یہ ہے کہ ایک بات ذہن میں تھی اور وہ نکل گئی اب اسے یاد کرنے کے لیے جدید ادراک کی ضرورت ہے۔ صاحبِ نور الایضاح نے صرف دو کا استعمال کیا، نسیان کو چھوڑ دیا؛ اس لیے کہ سہو میں نسیان بھی شامل ہے یعنی بات کسی بھی طرح کی ہو،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خواہ بھول کر ہو یا ادنیٰ سی بے توجہی کی بنا پر بہر صورت نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

والدعاء بمایشبہ کلامنا: یعنی نماز کے اندر عام لوگوں کی طرح بات چیت کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، مثلاً دعا مانگے کہ اے اللہ! مجھے فلاں قسم کا کپڑا دے دے یا فلاں قسم کا کھانا کھلا دے، یا فلاں عورت سے نکاح کرا دے یعنی ایسے کام کی دعا نماز کے اندر جائز نہیں ہے، جو عام طور پر انسان کرتے ہیں اور انسانوں سے کرائے جاتے ہیں؛ البتہ نماز سے باہر ایسی دعا مانگی جا سکتی ہے؛ بلکہ ہر چیز اللہ ہی سے مانگنی چاہئے۔ (مراقی الفلاح)

والسلام: یہاں پر مطلق استعمال کیا؛ اس لیے کہ اس میں دونوں طرح کا پہلو شامل ہے خواہ جان کر ہو یا غلطی سے اور اگر حالتِ قعود کے بعد ایسی حرکت کی ہے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، اسی طریقہ سے اگر نماز جنازہ میں ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

ورد السلام: اسی طریقہ سے سلام کا جواب دینا خواہ وہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے نماز فاسد ہو جائے گی؛ لیکن اگر اشارے سے سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

العمل الکثیر: اسی طریقہ سے عملِ کثیر کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ لیکن اس عملِ کثیر سے مراد یہ ہے کہ جو نماز سے باہر ہو، پس اگر سجدہ کو لمبا کر دیا یا رکوع کو لمبا کر دیا یا قیام کو طول دے دیا تو ان تمام ہی صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی؛ اس لیے کہ یہ افعال نماز کے اندر کے ہیں۔ اب عملِ کثیر کسے کہا جائے اور کسے عمل قلیل اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کیا جائے تو یہ عمل کثیر ہے اور اگر ایک ہاتھ سے کیا جائے تو یہ عمل قلیل، اور یہ کام کرنا اتنی دیر تک ہو کہ اتنی دیر میں ایک رکن ادا کیا جا سکتا ہو، تو اسے عمل کثیر کہا جائے گا۔ ایک قول اس کے بارے میں یہ ہے کہ خود نماز پڑھنے والے پر چھوڑ دیا جائے، اگر اس کا دل کہہ رہا ہو کہ یہ عملِ کثیر ہے تو عمل کثیر ہوگا ورنہ نہیں۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر دُور سے دیکھنے والا یہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خیال کرے کہ یہ نماز کے علاوہ کوئی اور کام کر رہا ہے اور وہ اسے نماز ہی نہ سمجھتا ہو تو یہ عملِ کثیر ہے؛ لیکن اس میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ دیکھنے والا اس بات کا علم نہ رکھتا ہو کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے اور اسی کو اکثر فقہاء نے پسند کیا ہے اور اصح فرمایا ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ ایک رکن میں کسی کام کا پے در پے کرنا یہ عمل کثیر ہے۔ (ماخوذ حاشیہ شیخ الادبؒ)

تحویل الصدر: اسی طریقہ سے سینے کا قبلہ کی طرف سے پھر جانا بھی مفسداتِ صلوٰۃ میں داخل ہے؛ لیکن ایک بات یاد رہے اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جنھیں حدث لاحق ہو گیا ہے؛ اس لیے کہ جب وہ وضو کرنے جاتے ہیں، تو ان کا سینہ قبلہ سے پھر جاتا ہے، حالانکہ ان کا حکم یہ ہے کہ وہ اسی نماز پر بنا کریں اسی طریقہ سے اس سے صلوٰۃ الخوف والے بھی خارج ہیں۔

محل امتحان نمبر (۲۶)، نور الایضاح: ص (۴۹)

فَصْلٌ: لَوْنَظَرَ الْمُصَلِّي إِلٰى مَكْتُوْبٍ وَفَهِمَهٗ أَوْأَكَلَ مَابَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ بِلَاعَمَلٍ كَثِيْرٍ أَوْمَرَّ مَارٌّ فِي مَوْضَعِ سُجُوْدِهٖ لَاتَفْسُدُ وَإِنْ اَثِمَ الْمَارُّ وَلَاتَفْسُدُ بِنَظْرِهٖ إِلٰى فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ بِشَهْوَةٍ فِي الْمُخْتَارِ وَإِنْ ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اگر نماز پڑھنے والے نے کسی لکھی ہوئی چیز کی طرف دیکھا اور اسے سمجھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لیا یا اپنے دانتوں کے درمیان کی چیز کو کھایا اور وہ چنے کے دانے کی مقدار سے کم تھا اور بلا عملِ کثیر کے کھایا یا اسی طریقہ سے اس کے سجدہ کی جگہ سے کوئی گزر گیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اگرچہ گزرنے والا گنہگار ہوا اور اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی کسی مطلقہ عورت کے فرج کی جانب شہوت سے دیکھنے سے مختار مذہب میں اگرچہ اس کی رجعت اس کی وجہ سے ثابت ہو جائے۔

(ب) مطلب:

لو نظر: یعنی اگر کسی لکھی ہوئی چیز کی جانب دیکھ لیا اور اسے سمجھ لیا تو اس سے اس کی نماز میں کوئی فساد نہیں ہوگا اسمیں امام محمدؒ کا اختلاف ہے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں کتاب نہیں پڑھے گا تو اگر اس نے اس کتاب کو دیکھا اور اس کو پڑھا نہیں؛ مگر اس کا مطلب و معانی سمجھ لیا تو حانث ہو جائے گا، اس کو مسئلۂ یمین پر قیاس کرتے ہوئے نماز کا بھی فاسد ہونا منسوب کرتے ہیں، حالانکہ یہ قیاس درست نہیں ہوگا؛ کیونکہ نماز عملِ کثیر سے فاسد ہوتی ہے اور یہ عمل کثیر نہیں، لہٰذا اس مسئلہ کو اس مسئلہ پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)

أكل مابين أسنانه: مابین کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر منہ میں کوئی چیز نہیں تھی؛ بلکہ باہر سے کھائی گئی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

وكان دون الحمصة: یعنی یہ چیز جو دانتوں کے درمیان جسے وہ کھا رہا ہے وہ چنے کے دانے کے برابر سے کم مقدار میں ہو؛ لہٰذا اگر اس سے زائد مقدار میں ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

أو مرّ مارٌّ: یعنی وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی گزر گیا تو اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی نماز فاسد نہیں ہوگی، خواہ یہ نماز پڑھنے والا جنگل میں ہو یا مسجد میں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: قال علیه الصلوٰة والسلام لایقطع الصلوٰة مرور شيءٍ. (مسلم شریف) لیکن گزرنے والا گنہگار ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں بیان فرمایا گیا ہے: قال علیه الصلوٰة والسلام ولو علم المار بین یدی المصلی ماذا علیه من الوزر لوقف أربعین. داؤد ظاہری کے نزدیک مصلی کے آگے سے عورت، کتا اور گدھا وغیرہ کے گزر جانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ مصنفؒ کا مقصود ان کی تردید بھی کرنی ہے۔ اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ کتنی دُوری سے گزرنے والا گنہگار ہوگا؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سجدہ کی جگہ سے لے کر قدم کے درمیان تک میں گزرنا، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دوصفوں کی مقدار یا تین صفوں کی مقدار گزرنے پر گنہگار ہوگا؛ لیکن صاحبِ نہایہ نے یہ لکھا ہے کہ نمازی کا اعتبار ہوگا، سنت طریقہ کے مطابق کہ جس حالت میں جہاں دیکھنا مسنون ہے، اگر اس کی نگاہ وہاں پر چلی جائے تو گزرنے والا گنہگار ہوگا؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سجدہ کی جگہ سے لے کر قدم کے درمیان تک میں گزرنا، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دوصفوں کی مقدار یا تین صفوں کی مقدار گزرنے پر گنہگار ہوگا؛ لیکن صاحبِ نہایہ نے یہ لکھا ہے کہ نمازی کا اعتبار ہوگا، سنت طریقہ کے مطابق کہ جس حالت میں جہاں دیکھنا مسنون ہے اگر اس کی نگاہ وہاں پر چلی جائے تو گزرنے والا گنہگار ہوگا؛ لیکن یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب وہ شخص جنگل میں پڑھ رہا ہو، اب اگر کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے تو پوری مسجد سے گزرنے پر گنہگار ہوگا۔ ہاں! بعض علماء نے چھوٹی اور بڑی مسجد کے اندر فرق کیا ہے، نیز اس بارے میں امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُور سے گزر جائے تو بعض کی رائے ہے کہ مکروہ ہے؛ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔ اگر ایک شخص اونچائی پر نماز پڑھ رہا ہے اور اس اونچائی کی مقدار یہ ہے کہ ایک قدم اونچا ہے تو اس وقت اس کا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہ حکم نہ ہوگا؛ بلکہ اونچائی سترے کے حکم میں ہوگی۔ جیسے: ایک شخص چھت پر نماز پڑھ رہا ہے تو نیچے اس کے سامنے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لا تفسد: یعنی ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی نظر عورت کے فرج پر پڑی اور اس نے اسے طلاق رجعی دے رکھی تھی اور فرج سے مراد فرج داخل ہے، تو اگر چہ اس دیکھنے کی وجہ سے رجعت تو ثابت ہوگئی؛ لیکن نماز فاسد نہ ہوگی؛ اس لیے کہ اس دیکھنے میں عملِ کثیر نہیں ہے۔ ہاں! بوسہ لینا، چھونا یہ سب جماع کے حکم میں ہے اور عملِ کثیر میں ان کا شمار ہوتا ہے، لہٰذا ان کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

محل امتحان نمبر (۲۷)، نور الایضاح: ص (۵۰)

(فَصْلٌ: فِيْمَا يُوْجِبُ قَطْعَ الصَّلٰوةِ وَمَايُجِيْزُهٗ وَغَيْرُ ذٰلِكَ) يَجِبُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلِّيْ لَا بِنِدَاءِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ وَيَجُوْزُ قَطْعُهَا بِسَرِقَةِ مَايُسَاوِيْ دِرْهَمًا وَلَوْلِغَيْرِهٖ وَخَوْفِ ذِئْبٍ عَلٰى غَنَمٍ أَوْ خَوْفِ تَرَدِّيْ أَعْمٰى فِيْ بِئْرٍ وَنَحْوِهٖ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

وہ چیزیں جو نماز توڑنے کو واجب کر دیتی ہیں اور وہ چیزیں جن سے نماز کا توڑنا جائز ہے اور اس کے ماسوا نماز کا توڑنا واجب ہو جاتا ہے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جب کوئی مظلوم مصلی کو آواز دے نہ کہ اس کے والدین میں سے کسی ایک کے آواز دینے سے جائز ہے نماز کا توڑ دینا ایسی چیز کی چوری ہونے کے وقت جس کی مقدار ایک درہم ہو اگر چہ یہ غیر ہی کی چیز ہو اور بھیڑیئے کے بکری پر حملہ کرنے کے ڈر سے، اندھے کیکنویں میں گر جانے کے ڈر سے اور یا اس کے مثل سے۔

(ب) مطلب:

ابھی تک مصنفؒ ان چیزوں کو بیان کر رہے تھے جس کے کرنے کی وجہ سے نماز فاسد یا مکروہ ہو جاتی تھی؛ لیکن اب فرضیتِ صلوٰۃ کے مواقع کو بیان کر چکے، تو اب ان چیزوں کو بیان کر رہے ہیں، جن کے پیش آجانے کے وقت نماز کا توڑنا واجب ہے۔

باستغاثة: مثلاً ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک شخص مظلوم نے اس سے بچاؤ کی درخواست کی اور وہاں پر کوئی موجود نہیں جو اسے بچالے صرف یہی وہاں پر ہے تو اس صورت میں مظلوم کی امداد کے لیے نماز توڑ دینی چاہیے؛ اس لیے کہ جان جانے کے بعد واپس نہیں آسکتی اور نماز توڑ دینے کے بعد دوبارہ پڑھی جاسکتی ہے، مثلاً کوئی شخص کنویں میں گر گیا یا کسی پر ظالم نے یا کسی درندے نے حملہ کر دیا تو خواہ اس سے مدد طلب کرے یا کسی اور سے مدد طلب کرے بہر صورت یہ شخص اگر نجات دلا سکتا ہے تو نماز توڑ دے۔

(مراقی الفلاح)

لا بنداء أحد أبويه: امام طحاویؒ نے کہا کہ اگر یہ شخص فرض نماز پڑھ رہا تھا تو نماز نہیں توڑے گا، اور اگر نفل پڑھ رہا ہے اور والدین نے آواز دی تو اسے نماز چھوڑنا ہوگا؛ لیکن اگر والدین یہ جانتے ہوں کہ جسے آواز دے رہے ہیں وہ نفل پڑھ رہا تھا، تو اس صورت میں اس لڑکے کا جواب دینا واجب نہیں، بہتر یہ ہے کہ نماز نہ توڑے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لغیرہ: یعنی ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک درہم کے مقدار مال کوئی لے کر جانے لگا تو اس شخص کے لیے جائز ہے کہ نماز توڑ دے، اگر چہ دوسرے کا مال ہو؛ اس لیے کہ اس میں ظلم کو دفع کرنا ہے اور نہی عن المنکر ہے۔

خوف ذئب: یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں بھیڑیا آیا اور بکری کو لے کر جانے لگا اور اسے اِس بات کا خوف ہے، کہ اگر میں نماز کو پوری کرتا ہوں تو اسے مار ڈالے گا تو اس کے لیے جائز ہے کہ نماز کو توڑ دے اور بکری کو بچا لے۔

أو خوف تردی أعمٰی: دو اندھے جا رہے تھے اور سامنے کنواں تھا، نماز پڑھنے والے کو اِس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر میں نہ بتلاؤں تو یہ کنویں میں گر جائیں گے، تو اسے نماز توڑ دینی چاہیے، اس طرح اگر کوئی اعمٰی جا رہا تھا اور اسے معلوم نہیں تھا کہ آگے کنواں ہے اور اس نماز پڑھنے والے کو یقینی معلوم ہے کہ اگر میں نہ بتلاؤں گا تو یہ کنویں میں گر جائے گا یا اسی طرح سے ایک بچہ کھیل رہا تھا اور وہ چھوٹا ہے اُسے کچھ پتہ نہیں اب اسے یقین ہے کہ اگر میں اسے نہ روکوں تو وہ کنویں میں گر جائے گا، یا اسی طرح اور کسی چیز کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو ان صورتوں میں نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔

محل امتحان نمبر (۲۸)، نور الایضاح: ص (۵۲)

(فَصْلٌ: فِي النَّوَافِلِ) سَنَّ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَأَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا بِتَسْلِيمَةٍ وَنَدَبَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوسِ الْأَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَايَأْتِي فِي الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوبَةِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کا مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

نوافل کا بیان: فجر سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور چار رکعت عشاء کے بعد چار رکعت ظہر سے قبل اور جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد ایک ہی سلام سے چار رکعت، مستحب ہے چار رکعت عصر سے پہلے اور عشاء کے بعد اور چھ رکعت مغرب کے بعد اور چار رکعت والی سنت مؤکدہ میں قاعدۂ اولیٰ کے اندر صرف تشہد پر اکتفاء کرنا اور تیسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ نہ پڑھے، بخلاف مستحب نمازوں کے۔

(ب) مطلب:

ابھی تک مصنفؒ فرائض اور واجبات کو بیان کر رہے تھے؛ اس لیے کہ ان کا مقام بڑھا ہوا تھا، واجب کے بعد چونکہ سنت کا درجہ ہے، اس وجہ سے اب سنت کو ذکر کر رہے ہیں۔

السنن والنوافل: اس فصل میں سنتوں کا بیان بھی ہوگا؛ مگر چونکہ نفل کا لفظ سنت اور غیر سنت دونوں کو عام ہے؛ اس لیے نفل کہہ دیا؛ کیونکہ نفل عام ہے اور سنت خاص؛ لہٰذا ہر سنت نفل ہوگی اور ہر نفل سنت نہیں؛ اس لیے نفل کہہ دیا، نفل ایسے فعل کو بھی کہا جاتا ہے، جو نہ فرض ہو نہ واجب نہ سنت۔ اور سنت کے لغوی معنی طریقہ اور راستہ کے ہیں؛ مگر اصطلاحاً اس طریقہ کو کہا جاتا ہے جو مذہب میں اختیار و پسند کیا گیا ہو اور فرض اور واجب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نہ ہو، سنت کی دو قسمیں ہیں: مؤکدہ اور غیر مؤکدہ۔

قبل الفجر: فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت پڑھنی چاہئے اور اصل اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من ثابر أي واضب علی اثني عشر رکعة في الیوم واللیلة بنی اللہ تعالیٰ بیتاً في الجنة رکعتین قبل الفجر وأربع رکعاتٍ قبل الظهور ورکعتین بعدها ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء. لیکن امام ابوحنیفہؒ اس سنت کے بارے میں یہاں تک رخصت دیتے ہیں کہ اگر جماعت کھڑی ہو جائے اور اسے بعض قول کے مطابق امام کو رکوع میں پانے کی اُمید ہو یا بعض کے قول کے مطابق قعدۂ اخیرہ میں تو اس صورت میں وہ پہلے سنت کو ادا کرے گا بعد میں فرض نماز میں مل جائے، اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

بعد الظهر: ظہر کے بعد سنت مؤکدہ تو دو ہی رکعت ہے؛ لیکن اگر دو رکعت اور ملالے تو یہ مستحب ہے؛ لیکن اس دو رکعت کے ملانے میں اسے دو باتوں کا اختیار ہے، ایک یہ کہ چار رکعت ایک ہی سلام سے پڑھے یا دو دو رکعت کرکے۔ (مراقی الفلاح)

بعد العشاء: اسی طریقہ سے سنت مؤکدہ عشا کے بعد صرف دو رکعت ہی ہے جو اس سے زائد پڑھی جائے گی وہ نفل ہوگی۔

وأربع قبل الظهر: صاحب بحر الرائق نے اس کی قرأت کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ہر رکعت میں دس آیت کی مقدار پڑھے، اسی طریقہ سے جو سنت عشاء کے بعد پڑھی جائے اس میں بھی اسی مقدار قرأت کی جائے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کے بعد کافی وقت بچتا ہے اور اوقاتِ مکروہہ کے داخل ہونے کا کوئی سوال نہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من ترک الأربع قبل الظهر لم تنال شفاعتي.

ندب أربع: عصر سے پہلے چار رکعت اور عشاء سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، اسی طریقہ سے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت بھی سنت غیر مؤکدہ۔

یقتصر: سنت نمازوں میں اگر وہ چار رکعت والی ہوں تو قعدۂ اولیٰ میں صرف تشہد پر اکتفاء کیا جائے گا، اسی طریقہ سے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے بعد سبحانک اللّٰھم وغیرہ نہیں پڑھا جائے گا، بخلاف نفل نمازوں کے کہ اس میں سبحانک اللّٰھم وغیرہ پڑھا جائے گا۔

محل امتحان نمبر (۲۹)، نورالایضاح: ص (۵۶)

(فَصْلٌ: فِيْ صَلٰوةِ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ عَلَى الدَّابَّةِ) لَايَصِحُّ عَلَى الدَّابَّةِ صَلٰوةُ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ كَالْوِتْرِ وَالْمَنْذُوْرِ وَمَاشَرَعَ فِيْهِ نَفْلًا فَاَفْسَدَهٗ وَلَاصَلٰوةُ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةُ تُلِيَتْ آيَاتُهَا عَلَى الْأَرْضِ إِلَّالِضَرُوْرَةٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) إلّا لِضرورةٍ کو بوضاحت دورانِ تشریح لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

سواری پر فرض اور واجب نماز پڑھنے کا حکم۔ سواری پر فرض اور واجب نمازیں جیسے وتر اور منت مانی ہوئی نماز صحیح نہیں اور وہ نفل نماز شروع کیا تھا، پھر فاسد کردیا، اور نہ جنازے کی نماز اور نہ وہ سجدۂ تلاوت کہ جسے زمین پر تلاوت کیا تھا سواری پر ادا کرنا صحیح نہیں؛ مگر ضرورت کے وقت۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

مصنفؒ نے پہلے سواری پر نفل نماز کا حکم بیان کیا، حالانکہ فرض نماز کو پہلے بیان کرنا چاہئے تھا، جیسا کہ اور جگہوں پر یہی طریقہ اختیار کیا ہے؛ لیکن یہاں پر اس کے خلاف طریقہ اختیار کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ نفل نمازوں کی قسمیں بہت زیادہ تھیں، اسی طریقہ سے اور اس میں بہت سی صورتیں تھیں کہ بعض صورتوں میں بلا کراہت نماز جائز تھی اور بعض میں مع کراہت اور بعض صورتیں ایسی تھیں کہ اس کے وقت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ اس لیے کثرتِ اجزاء کی بناء پر نفل کے حکم کو مقدم کیا اور فرض اور واجب میں یہ صورتیں نہیں ہیں؛ بلکہ مطلقاً سواری پر نماز جائز نہیں؛ لہٰذا قلتِ اجزاء کی بنا پر مؤخر کیا۔

المنذور: وہ نماز بھی سواری پر جائز نہیں کہ جس کی نذر مانی ہے؛ اس لیے کہ نذر کے بعد نماز واجب ہو جاتی ہے اور وتر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہ ہوگی اور اسی حکم میں عیدین اور جمعہ کی نماز ہے۔

ماشرع فیہ نفلا فاسدہ: اسی طریقہ سے وہ نفل نماز بھی جسے پہلے شروع کیا تھا؛ لیکن شروع کرنے کے بعد درمیان میں توڑ دیا تو اب اس توڑنے کی بناء پر چونکہ یہ نماز اب واجب ہوگئی؛ اس لیے اس کا حکم اب واجب کا ہوگا۔

لاصلوٰۃ الجنازۃ: اس لیے کہ جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے؛ چونکہ یہ ایک طرح سے فرض ہے اس وجہ سے اس کا حکم فرض ہی کا ہوگا۔

وسجدۃ تلیت آیاتھا: یعنی نہیں صحیح ہے وہ سجدۂ تلاوت کہ اس آیت کو زمین پر تلاوت کیا ہو اس کے بعد سوار ہو گیا ہو تو اب اس تلاوت کی وجہ سے چونکہ سجدۂ تلاوت واجب ہو گیا تھا؛ لیکن اب اس واجب کو سواری پر نہیں ادا کر سکتا؛ نیز اس سے ایک بات

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہ بھی ثابت ہوگئی کہ اگر کوئی شخص تلاوت کر رہا تھا اور وہ بھی سوار تھا اور اس نے سجدۂ تلاوت کی اب جبکہ اس نے اس آیت کو سنا تو چونکہ اس نے حالتِ رکوب میں سنا ہے اس وجہ سے سواری پر اس وجوب کو ساقط کر سکتا ہے یعنی سجدۂ تلاوت کا ادا کر لینا جائز ہے۔

إلا لضرورة: ایک شخص سوار تھا اب اسے اِس بات کا خوف ہے کہ اگر میں اُتر کر نماز پڑھتا ہوں تو خود میرے اوپر خطرہ ہے یا اسی طریقہ سے میرے مال پر یا سواری کو نقصان ہو جائے گا، یا اسی طریقہ سے نیچے درندہ ہے اب اسے گمان ہے کہ اگر میں نیچے آیا تو اس سے مجھے گزند پہونچے گا تو اب سواری پر نماز ادا کر لینی جائز ہے؛ اس لیے کہ یہ عذر ہے اور شریعت نے عذر کے وقت بہت سی چیزوں کو جائز قرار دیا ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ فرض نماز سواری پر عذر کی وجہ سے جائز ہے اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سواری پر کھڑا ہو جائے اور قبلہ رُخ ہو اور اشارے کے ذریعہ نماز پڑھے؛ لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ سواری کو روک سکتا ہو؛ لیکن اگر سواری کو نہیں روک سکتا تو اب جس طرف بھی ممکن ہو رُخ کر کے نماز پڑھ لے، مثلاً سواری مشرق کی طرف جا رہی تھی اور یہ ایسی جگہ پر ہے کہ اس کا قبلہ مغرب کی سمت ہے تو اگر چہ اب اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہو رہی ہے؛ لیکن یہ عذر ہے اسی بنا پر جائز ہے۔

(ج) إلّا لِضَرورةٍ کی وضاحت:

اس کی وضاحت مطلب کے تحت آ چکی ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۰)، نور الایضاح: ص (۵۸)

(فَصْلٌ: فِي التَّرَاوِيحِ) اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَصَلٰوتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ كِفَايَةٌ وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَيَصِحُّ تَقْدِيمُ الْوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيحِ وَتَاخِيرُهُ عَنْهَا وَيُسْتَحَبُّ تَاخِيرُ التَّرَاوِيحِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْنِصْفِهِ وَلَايُكْرَهُ تَاخِيرُهَا إِلَى مَابَعْدَهُ عَلَى الصَّحِيحِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) تشریح لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

تراویح کا بیان۔ تراویح سنت ہے مردوں اور عورتوں کے لیے اور تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے اور اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے، وتر کو تراویح پر مقدم کرنا صحیح ہے اور تراویح کو مؤخر کرنا، اور مستحب ہے تراویح کا تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کرنا اور اس کے بعد اس کا مؤخر کرنا صحیح مذہب کے مطابق مکروہ ہے اور یہ بیس رکعات ہے دس سلام کے ساتھ۔

(ب) تشریح:

فصل: اسے سنت میں نہیں بیان کیا؛ بلکہ علیحدہ ذکر کیا؛ کیونکہ اس کے شعبے بکثرت ہیں اور اس کے احکامات جداگانہ ہیں، نیز اس لیے بھی کہ یہ نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے اور دوسری نماز میں جماعت سے ادا نہیں کی جاتی؛ لہٰذا مناسب یہی تھا کہ اسے علیحدہ طور پر بیان کیا جاتا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

التـراویح: یہ ترویحہ کی جمع ہے اس کے لغوی معنیٰ آرام کے ہیں؛ نیز اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد آرام کیا جاتا ہے، اس وجہ سے اسے تراویح کہا جاتا ہے۔ اور اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا شریعت کی نظر میں راحت ہے؛ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قرّۃ عیني في الصلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری فرحت اس وقت جبکہ اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے۔ بظاہر لقاءِ رب سے مراد تراویح ہے؛ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ارحـنـا بـالـصلوٰۃ یا بلال یعنی اے بلال! نماز کی تکبیر کہہ کر ہمیں آرام دلایئے۔ بہر حال اس قسم کی احادیث کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ چار رکعت کا نام ترویحہ اس لیے ہے کہ اس سے راحت اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ (ماخوذ ایضاح الاصباح)

ســـنـةٌ: نمازِ تراویح کے سنت مؤکدہ اور مستحب کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، امام اعظمؒ سے ایک روایت مستحب کی منقول ہے اور دوسری روایت سنت مؤکدہ اور مستحب کے بارے میں ہے اور یہی صحیح روایت اور مختار مذہب ہے اور حضرات صاحبینؒ نے بھی سنت مؤکدہ کہا ہے، حضرت امام ابو یوسفؒ نے امام اعظمؒ سے تراویح اور حضرت عمرؓ کے فعل کے بارے میں سوال فرمایا تو حضرت امام اعظمؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے اور حضرت عمرؓ کے اس فعل میں نفس کو کوئی دخل نہیں ہے اور نہ آپ نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی ہے، صاحبِ قدوری نے اسے مستحب قرار دیا ہے اس کی تاویل کرتے ہوئے صاحبِ ہدایہ نے ارشاد فرمایا کہ تراویح کے لیے جمع ہونا مستحب ہے اور نفس تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ صاحبِ درمختار اس کے سنت ہونے پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین نے اس پر مواظبت فرمائی اور صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے؛ نیز اس کے بعد تمام امت کا اسی پر عمل ہے؛ چنانچہ اس کے انکار کرنے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

والے کو بدعتی کہا جائے گا اور اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اللّٰه تعالٰی سن لکم قیامه، وقال علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین من بعدي. نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہؓ کے ساتھ دو راتیں یا تین راتیں پڑھائی جیسا کہ بخاریؒ نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لم یمنعن من الخروج إلیکم إلا أنّي خشیت أن تفرض علیکم. (مسلم، نسائی، ترمذی) اس کے بعد سے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت تک لوگ تنہا تنہا تراویح کی نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس سنت کو زندہ کیا اور حضرت ابی بن کعبؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور صحابہؓ میں سے کسی نے اس پر کلام نہیں کیا اور تمام لوگوں نے اس کو جماعت کے ساتھ ادا کیا اس وجہ سے اس کو سنت کہا جاتا ہے اور مستحب کے مقابل میں سنت ہی کہنا زیادہ بہتر ہے۔ (مجمع الانہر)

بالجماعة: مصنفؒ نے اس کو مسجد کے ساتھ مقید کیا ہے؛ اس لیے کہ اگر گھر میں جماعت کر لی جائے تب بھی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہاں! یہ الگ بات ہے کہ مسجد کی فضیلت اور ہے اور گھر میں ادا کرنے کی فضیلت اور، بہر حال ایک فضیلت تو حاصل ہو ہی جائے گی، اس وجہ سے مطلق ذکر کیا۔

كفاية: اس میں تین اقوال ہیں۔ تمام لوگوں کے لیے سنت ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے تراویح کی نماز تنہا ادا کی، تو اس سنت کے ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کو اپنے گھر میں پڑھنا مستحب ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تراویح کے لیے جماعت کا قائم کرنا سنتِ کفایہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر تمام مسجد والوں نے جماعت کو ترک کر دیا تو ان لوگوں کو گناہ ہوگا اور اگر جماعت قائم کر دی گئی اور چند لوگوں نے نماز پڑھ لی تو سب کے ذمہ سے ادا ہو جائے گی، جس طریقہ سے جنازے کی نماز اگر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

چند افراد نے پڑھ لی تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے، اب اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ سنتِ کفایہ ہر ہر مسجد کے لیے ہے یا فقط ایک مسجد کے لیے یا محلّہ کی ایک مسجد کے لیے، قولِ ظاہر یہ ہے کہ یہ ہر شہر کی ہر مسجد کے لیے کفایہ ہے۔ صاحب شامی کے نزدیک محلّہ کی ایک مسجد کے لیے فرضِ کفایہ ہے، اگر محلّہ میں سے کسی ایک نے جماعت سے نہ پڑھی تو تمام لوگ گنہگار رہوں گے۔

وقتها بعد صلٰوة العشاء: اس کے وقت کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ تمام رات اس کا وقت عشاء سے پہلے اور عشاء کے بعد وتر سے پہلے اور وتر کے بعد۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا وقت عشاء سے لے کر وتر تک ہے۔ تیسرا قول وہی ہے جسے صاحبِ نور الایضاح نے اختیار کیا ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ اس وقت ظاہر ہوگا، جبکہ تراویح کی نماز عشاء سے پہلے پڑھ لی جائے، تو پہلے قول کے مطابق یہ تراویح کی نماز ہو جائے گی اور دوسرے قول دو قول کے مطابق نہیں ہوگی اور اگر اس کو وتر کے بعد پڑھا ہے تو دوسرے قول کے مطابق تراویح کی نماز نہیں ہوگی اور تیسرے قول کے مطابق ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ اس وقت ظاہر ہوگا جب کسی شخص کی ایک ترویحہ یا دو ترویحہ فوت ہو جائے، اب اگر یہ اس کے پورا کرنے میں لگتا ہے تو اس کی وتر کی نماز جماعت سے فوت ہو جائے گی، تو پہلے قول کے مطابق یہ پہلے وتر کی نماز پڑھے گا پھر چھوٹی ہوئی تراویح کو پڑھے گا اور دوسرے قول کے مطابق پہلے چھٹی ہوئی تراویح کی رکعتوں کو بعد میں وتر کو۔

علی الصحیح: تراویح کی نماز نصف رات تک پڑھ سکتا ہے، اس میں صحیح مذہب کے مطابق کوئی کراہیت نہیں ہے؛ لیکن بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ عشاء کے تابع ہے، گویا کہ یہ عشاء کی سنتوں کی طرح ہے۔ (مراقی الفلاح)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مصنفؒ الصحیح لاکران ہی حضرات کے قول کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے؛ بلکہ صحیح یہ ہے کہ نصف رات تک بلا کسی کراہت کے تراویح کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

عشرون رکعة: یعنی تراویح کی نماز بیس رکعت ہے، اس سے کم اور زائد نہیں اور اسی پر تمام لوگوں کا عمل ہے، ہاں! امام مالکؒ چھتیس رکعت کے قائل ہیں؛ لیکن صحابہؓ کا اجماع بیس ہی رکعت پر ہے۔

بعشر تسلیمات: یعنی اس بیس رکعت کے اندر دس مرتبہ سلام پھیرا جائے گا اور وہ اس طرح کہ دو دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے گا؛ لیکن اگر دو پر سلام نہیں پھیرا؛ بلکہ اس کے ساتھ دو اور ملا لیا اور چار پر جا کر بیٹھا تو صحیح یہی ہے کہ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو مکروہ ہے اور اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر صرف اخیر کی چار رکعت میں بیٹھا تو اس کے لیے ایک سلام کافی ہو جائے گا۔

محل امتحان نمبر (۳۱)، نورالایضاح: ص (۶۰)

صَحَّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَكَذَا فَوْقَهَا وَإِنْ لَمْ يَتَّخِذْ سُتْرَةً لٰكِنَّهُ مَكْرُوْهٌ لِإِسَاءَةِ الْأَدَبِ بِاسْتِعْلَائِهِ عَلَيْهَا وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلٰى غَيْرِ وَجْهِ إِمَامِهِ فِيهَا أَوْفَوْقَهَا صَحَّ وَإِنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلٰى وَجْهِ إِمَامِهِ لَايَصِحُّ وَصَحَّ الْإِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِإِمَامٍ فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوْحٌ وَإِنْ تَحَلَّقُوْا حَوْلَهَا وَالْإِمَامُ خَارِجَهَا إِلَّا لِمَنْ كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهَا فِي جِهَةِ إِمَامِهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

کعبہ شریف میں فرض اور نفل نماز پڑھنی صحیح ہے، اسی طریقہ سے اس کے اوپر اگر چہ سُترہ نہ بنایا ہو؛ لیکن اس کے اوپر چڑھنے کی بے ادبی کی وجہ سے مکروہ ہے اور جو شخص اپنی پشت کو امام کے چہرے کے علاوہ کی طرف کرے تو اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر اپنی پشت کو امام کے چہرے کی طرف کی تو درست نہ ہوگی۔ کعبہ سے باہر امام کی اقتداء کرنا جو کعبہ کے اندر ہو اور دروازہ کھلا ہوا ہو درست ہے اور اگر مقتدی کعبہ کے ارد گرد حلقہ بنالیں اور امام بھی خانۂ کعبہ کے باہر ہو تو اقتداء صحیح ہے؛ مگر اس شخص کی اقتداء صحیح نہ ہوگی جو امام کی جانب میں خانہ کعبہ سے زیادہ قریب ہو۔

(ب) مطلب:

الکعبۃ: دو لفظ بولے جاتے ہیں ایک قبلہ دوسرے کعبہ۔ قبلہ کے اصلی معنیٰ ہیں رُخ اور کعبہ اس جگہ کا نام ہے جو مسجد حرام میں شہر مکہ میں واقع ہے اور قبلہ یعنی نماز پڑھنے کا رُخ احناف کے نزدیک درحقیقت وہ فضا ہے جو چاروں سمت کے اعتبار سے خانہ کعبہ کے حدود میں محدود ہے، اور پست و بالا کے لحاظ سے تحت الثریٰ سے آسمان تک ہے وہ تعمیر جو ان حدود کو گھیرے ہوئے ہے قبلہ نہیں ہے، لہٰذا صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں جب ایک مرتبہ اس تعمیر کو شہید کر دیا گیا تو صحابۂ کرامؓ نے اسی محدود فضا کی طرف نماز پڑھی، ان حضرات ن کوئی سترہ قائم نہیں کیا جیسا کہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ ایسی صورت میں سترہ قائم کرنا ضروری ہے۔ (ماخوذ نور الاصباح)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

والباب مفتوح: اگر دروازہ بند ہو؛ لیکن مقتدیوں کو اس بات کا علم حاصل ہو کہ امام کس رکن میں ہے اور کس طریقہ سے منتقل ہو رہا ہے اگر اس کی خبر مقتدی کو حاصل ہے تب بھی نماز درست ہے۔

حل امتحان نمبر (۳۲)، نور الایضاح: ص (۶۴)

ونَدَبَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّقُوْلَ أَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَإِنِّيْ مُسَافِرٌ وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّقُوْلَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِي الصَّلٰوةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمُقِيْمُ فِيْمَا يُتِمُّهٗ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِي الْأَصَحِّ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تُقْضٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهِ آخِرُ الْوَقْتِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بوضاحت لکھیں۔

(ج) اور بتائیں کہ وطن اصلی کس سے باطل ہو جاتا ہے؟

جواب

(الف) ترجمہ:

اور امام کے لیے مستحب ہے کہ کہے تم لوگ اپنی نمازوں کو پوری کر لو؛ اس لیے کہ میں مسافر ہوں اور بہتر یہ ہے کہ نماز کے شروع کرنے سے قبل اسے کہے اور جن رکعات کو مسافر امام کے بعد پوری کرے اس میں صحیح مذہب کے مطابق قرأت نہ کرے اور سفر اور حضرت کی نماز میں دو رکعت اور چار رکعت کر کے ادا کرے اور اس میں آخری وقت کا اعتبار کیا جائے گا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) بوضاحت مطلب:

ندب للإمام: اگر مسافر امامت کر رہا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقیم ہیں تو اس مسافر امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد یہ کہے کہ: أتمّوا صلوتکم فإنّي مسافر؛ لیکن اس سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ سے قبل ہی مقتدیوں کو بتلا دے کہ میں مسافر ہوں، تاکہ اس کے سلام پھیرنے پر اس بات کا شبہ نہ ہو کہ یہ سلام غلطی سے پھیر رہا ہے۔

ولا يقرأ المقيم: مسافر امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقیم جن رکعات کو پوری کرے گا اس میں تلاوت قرآن نہیں کرے گا؛ اس لیے کہ امام کو پہلی دو رکعتوں میں پالیا ہے اور قرأت ان ہی رکعتوں میں ضروری ہے۔

في الأصح: صحیح مذہب تو یہی ہے کہ مقیم بعد کی رکعتوں میں قرأت نہ کرے؛ لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ مسبوق کی طرح ہے؛ لہٰذا قرأت کرے گا۔ (طحطاوی)

وفائتة السفر: یعنی وہ نمازیں جو سفر کی حالت میں قضا ہوگئی ہیں، اب ان کو جب پڑھنے لگے تو اگر وہ چار رکعت والی ہیں تو اب چاہے سفر کی حالت میں پڑھے یا حضر میں صرف دو رکعت ہی قضا کرے گا، اسی طرح اگر کچھ نمازیں حضر میں چھوٹ گئی تھیں تو اب ان کو چاہیے کہ سفر میں قضاء کرے یا حضر میں چار رکعت ادا کرے گا اور اس میں آخری وقت کا اعتبار ہوگا۔ اور مصنفؒ نے یہاں پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے یعنی پہلے سفر کو بیان کیا، پھر اس کے بعد حضر کو ذکر کیا، دونوں کے ذکر کرنے کے بعد جس طرح سے ذکر میں تقدیم وتاخیر کی تھی، اسی لحاظ سے احکامات کو بھی بیان کیا۔

(ج) وطن اصلی کس سے باطل ہو جاتا ہے؟

وطنِ اصلی وطنِ اصلی سے باطل ہو جاتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تحل امتحان نمبر (۳۳)، نور الایضاح: ص (٦٧)

اَلتَّرْتِيْبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ وَيَسْقُطُ بِأَحَدِ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ ضَيْقِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ فِي الْأَصَحِّ وَالنِّسْيَانِ وَإِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ سِتًّا غَيْرَ الْوِتْرِ فَإِنَّهُ لَايُعَدُّ مُسْقِطًا وَإِنْ لَزِمَ تَرْتِيْبُهُ وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيْبُ بِعَوْدِهَا إِلَى الْقِلَّةِ وَلَا بِفَوْتِ حَدِيْثَةٍ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْأَصَحِّ فِيْهِمَا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) بأحد ثلاثةٍ کی اچھی طرح وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

قضا اور وقتیہ نمازوں کے درمیان اور چند قضا نمازوں کے درمیان ترتیب لازم ہے اور یہ تین چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کے وقت ساقط ہوجاتی ہے، وقت مستحب کا تنگ ہونا، صحیح مذہب کے مطابق اور بھول جانا اور جب قضا نمازیں وتر کے علاوہ چھ ہوجائیں، وتر کو ترتیب کا ساقط کرنے والا شمار نہیں کیا جاتا، اگرچہ اس کی ترتیب لازم ہے اور قضاء قلت کی وجہ سے ترتیب لوٹتی نہیں ہے اور پہلی چھ قضا نمازوں کے بعد نئی نماز کے فوت ہونے سے بھی ترتیب نہیں لوٹتی صحیح مذہب کے مطابق ان دونوں مسئلوں میں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

ابھی تک مصنفؒ ان نمازوں کا حکم بیان کر رہے تھے جو اصل تھیں یعنی جن اوقات میں وہ فرض ہوئیں تھیں، ان میں ان کو ادا کیا جاتا؛ لیکن بعض دفعہ ایسے عوارض پیش آجاتے ہیں کہ جن سے انسان مجبور ہو کر وقت میں نہیں پڑھ سکتا؛ اس لیے اب اس کے مثل ادا کیا مثلاً ظہر کی نماز وقت کے ساتھ فرض ہے، اب اگر وقت کے اندر ادا کی تو اسے ادا کہا جائے گا؛ لیکن اگر وقت کے اندر ادا نہیں کیا؛ بلکہ وقت نکل جانے کے بعد ادا کی تو گویا کہ ایک طرح سے نقص آ گیا، مثلاً وقت ختم ہو گیا، تو یہ قضا ہے۔ تفصیل اُصولِ فقہ میں ملاحظہ کریں۔

الفوائت: یہاں پر متروکات کو استعمال نہیں کیا؛ اس لیے کہ مؤمن سے حسنِ ظن رکھنا چاہیے؛ کیونکہ مؤمن جان بوجھ کر نماز کو ترک نہیں کر سکتے؛ بلکہ کسی عذر کی بنا پر چھوٹ جاتی ہے۔

الوقتية: یہاں وقتیہ سے مراد وہ وقت ہے جس میں اس قدر گنجائش ہو کہ فوت نماز کو پڑھ سکے، اگر اس قدر وسعت نہیں ہے تو پھر اس پر قضا کرنی لازم نہیں ہے، اسی طرح سے جو نماز چھوٹ گئی ہے اسے یاد بھی ہونا چاہیے ورنہ نسیان کی وجہ سے قضاء میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اسی طرح سے الفوائت لا کر امام احمدؒ کی تردید بھی مقصود ہے، ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر بلا کسی عذر کے نماز کو ترک کر دیا تو وہ مرتد ہو گیا اور جب اس کے بعد اسلام لایا تو اب اس کے اوپر جو نمازیں حالتِ ارتداد میں گزری ان کی قضاء نہیں؛ لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک گناہِ کبیرہ ہے؛ مگر اس کی ترک کی وجہ سے مرتد نہیں ہوتا۔ (طحطاوی بتصرف، ہٰکذا قال الشیخ الادبؒ)

مستحق: یعنی اس کو لازم ہے اس سے امام شافعیؒ کی تردید مقصود ہے؛ اس لیے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کہ ان کے یہاں مستحب ہے، لازم نہیں۔ (ہدایہ) احناف کی دلیل یہ ہے: قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من نام عن صلوٰۃ أونسیھا فلم یذکرھا إلا وھو مع الإمام فلیصل التي فیھا ثم لیصل التي ذکرھا ثم لیعد التي صلّی مع الإمام. اسی حدیث کو صاحبِ ہدایہ نے دلیل میں پیش کیا ہے۔

لم یعد الترتیب: مثلاً اگر بالفرض پندرہ نمازیں قضا تھیں، دس نمازیں ادا کرلیں، صرف پانچ باقی رہ گئیں تو باوجودیکہ پانچ نمازوں کے چھوٹنے سے ترتیب ساقط نہیں ہوتی؛ مگر ساقط شدہ ترتیب اس وقت تک دوبارہ ثابت نہ ہوگی، جب تک تمام قضاء نمازیں ادا نہ ہوجائیں؛ مگر امام طحطاویؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ صحیح مسلک یہی ہے کہ ترتیب ثابت ہوجاتی ہے۔ بہرحال احتیاط اسی میں ہے کہ ترتیب کو ثابت مانا جائے۔

ولا بفوت حدیثۃ: اور اسی طرح اگر چہ نمازیں کچھ دنوں پہلے قضا ہوگئیں تھیں اور ان کو اب تک ادا نہیں کرسکا ہے، اب ایک نماز اور قضا ہوگئی تو یہ جس کی ایک نماز اب قضا ہوئی ہے یہ پہلے سے صاحبِ ترتیب نہ تھا، لہٰذا اس نئی قضا کے متعلق بھی ترتیب لازم نہ ہوگی۔

علی الأصح: اس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ بعض کے نزدیک ترتیب لازم ہے اور جو نمازیں پہلے کی ہیں وہ گویا کہ کان لم یکن ہیں۔ (طحطاوی)

(ج) بأحد ثلاثۃٍ کی وضاحت:

بأحد ثلاثۃ: یعنی اصل تو یہ ہے کہ فوائت میں ترتیب ہو؛ لیکن تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک پائی گئی تو اس وقت قضا کی ترتیب ختم ہوجائے گی (۱) وقت کا تنگ ہونا مثلاً عصر کی نماز بھی قضاء ہوجائے گی؛ اس لیے اب وہ پہلے عصر کی نماز ادا کرے گا اس سے ترتیب فوائت ساقط ہوجائے گی (۲) نسیان یعنی اسے یاد ہی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نہیں تھا کہ میری نماز چھوٹ گئی ہے اور اس نے اس وقت کی نماز کو ادا کر لیا تو اس بھولنے کی وجہ سے اس سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر کسی نے وتر کی نماز پڑھ لی اور وہ یہ جان رہا تھا کہ میں نے عشاء کی نماز ادا کر لی ہے، اب اس نے عشاء کی نماز پڑھی تو اب وتر کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی نے عصر کی نماز ادا کی اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ میں نے ظہر کی نماز بلا وضو کے پڑھی تھی، تو اب وقت ترتیب لازم نہیں؛ بلکہ صرف ظہر کی نماز کا اعادہ کرے۔ (شامی) (۳) اگر فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہو جائیں اور وتر اس کے علاوہ ہو تو بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے؛ لیکن عشاء اور وتر کے درمیان ترتیب باقی رہے گی، جب عشاء کی نماز پڑھے گا اس کے بعد وتر پڑھے گا، وتر کو عشاء پر مقدم نہیں کرے گا۔ (شامی)

محل امتحان نمبر (۳۴)، نور الایضاح: ص (۶۸)

يَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِيمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا وَإِنْ تَكَرَّرَ وَإِنْ كَانَ تَرَكَهُ عَمَدًا أَثِمَ وَوَجَبَ إِعَادَةُ الصَّلٰوةِ لِجَبْرِ نُقْصَانِهَا وَلَايَسْجُدُ فِي الْعَمَدِ لِلسَّهْوِ وَقِيلَ إِلَّافِي ثَلَاثٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب اِس طرح لکھیں کہ عبارت کا ہر ہر جزء واضح ہو جائے۔

(ج) إلّا في ثلاثٍ کی مکمل طور پر وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

کسی واجب کو بھول کر چھوڑنے کی وجہ سے دو سجدے تشہد اور سلام کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ساتھ واجب ہوتے ہیں، اور کسی رکن کے مکرر ہونے کی وجہ سے اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے تو گنہگار ہوگا اور نماز کا اعادہ واجب ہوگا اسی نقصان کو پورا کرنے کے لیے، اور قصداً چھوڑ دینے کی شکل میں سجدہ سہو نہیں ہوگا اور کہا گیا ہے کہ تین چیزوں کو جان بوجھ کر چھوڑ دینے میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔

(ب) مطلب کی پوری وضاحت:

ابھی تک مصنفؒ ادا اور قضاء نفل اور سنت کا بیان کر رہے تھے؛ لیکن بعض صورتیں اس میں ایسی پیش آجاتی ہیں کہ جس کی وجہ سے اس میں نقص پیدا ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اس کی تلافی کی بھی کوئی صورت ہونی چاہئے، اب ان ہی احکام کو یہاں سے بیان کر رہے ہیں؛ چونکہ کسی چیز میں اصل اس کا کامل ہونا ہے، نقص کسی عارض کی بنا پر ہوتا ہے؛ اس لیے پہلے اصل کو بیان کیا اور نقص کی صورت کو بعد میں۔

یجب: سجدۂ سہو واجب ہے یا سنت اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، اکثر علماء اس کو واجب قرار دیتے ہیں؛ اس لیے کہ اس سے ایک قسم کے نقصان کی تلافی ہوتی ہے، جس طریقہ سے حج میں کوئی کمی ہوجانے کی بنا پر دم دینا پڑتا ہے؛ لہٰذا یہ واجب ہی ہوسکتا ہے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہے اور خود اس پر مواظبت فرمائی ہے، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ضمناً یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ واجب کے ترک پر سجدۂ سہو لازم ہوگا، سنت وغیرہ پر نہیں، اس لیے کہ سنت وغیرہ فی نفسہ واجب نہیں ہوتے؛ اس لیے اس کا پورا کرنا بھی واجب نہ ہوگا؛ نیز اگر واجب کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا، تو اس کو سجدۂ سہو سے پورا نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ احادیث میں سجدۂ سہو اس وقت کرنے کو کہا گیا ہے جب کوئی واجب سہواً چھوٹ گیا ہو؛ کیونکہ رکن کا ترک ہوجانا نماز کو باطل اور فاسد کردیتا ہے۔ (ہدایہ) لیکن صاحبِ قدوری نے سجدۂ سہو کو سنت قرار دیا ہے؛

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لیکن یہ ممکن ہے کہ بعض نسخوں میں سہواً سنت آگیا ہو اور بعض میں واجب؛ چونکہ احادیث میں کثرت سے اس کا حکم ہے؛ لہٰذا زیادہ صحیح یہی ہے کہ اسے واجب ہی کہا جائے۔

سجدتان: اس لیے کہ حدیث میں ہے: أن النبي ﷺ سهى فسجد سجدتين ثم تشهد ثم سلم. (ترمذی)

تسلیم: مصنفؒ نے یہاں پر مطلق ذکر کیا ہے؛ اس لیے کہ نماز میں جو سلام پھیرا جاتا ہے وہ دونوں طرف ہوتا ہے اور سجدۂ سہو میں ایک طرف سلام پھیرا جائے گا۔

واجب: اسے بھی مطلق ذکر کیا، تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ صرف واجب ہی کے ترک کر دینے پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا؛ بلکہ اگر واجب کو مقدم یا مؤخر کر دیا ہے، تب بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا؛ نیز واجب کہہ کر اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ صرف واجب کے ترک پر سجدۂ سہو لازم ہوگا، سنت کے ترک پر نہیں۔

وأن تکرر: اسے بھی مطلق ذکر کیا، تاکہ اس میں یہ شامل ہو جائے کہ اگر کوئی واجب دو مرتبہ ہو گیا ہے تب بھی ایک مرتبہ سجدۂ سہو کر لینے سے نقصان پورا ہو جائے گا۔

(ج) إلّا في ثلاثٍ کی مکمل طور پر وضاحت:

إلّا في ثلاث: اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر واجب کو ترک کر دیا ہے تو یہ نقصان سجدۂ سہو سے ختم نہ ہوگا؛ مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر جان بوجھ کر کیا ہے تو اس کی تلافی سجدۂ سہو سے ہو جاتی ہے (۱) قعدۂ اولیٰ کا جان بوجھ کر چھوڑ دینا (۲) رکعت اولیٰ کا سجدہ نماز کے اخیر میں کیا ہو (۳) یا جان بوجھ کر کوئی چیز سوچنے لگا اور اس قدر مشغول ہوا کہ ایک رکن کی مقدار سوچتا ہی رہا، تو اب سجدہ سہو کر لینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ مصنفؒ نے یہاں پر تین ہی کا ذکر کیا، حالانکہ دو چیزیں اور ہیں کہ ان کے کر لینے کے بعد سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے (۱) قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھ لینے سے (۲) جان بوجھ کر فاتحہ کو ترک کر دینے سے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حل امتحان نمبر (۳۵)، نور الایضاح: ص (۶۹)

فَصْلٌ فِي الشَّكِّ: تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِالشَّكِّ فِيْ عَدَدِ رَكَعَاتِهَا إِذَا كَانَ قَبْلَ إِكْمَالِهَا وَهُوَ أَوَّلُ مَاعَرَضَ لَهُ مِنَ الشَّكِّ أَوْكَانَ الشَّكُّ غَيْرَ عَادَةٍ لَهُ فَلَوْشَكَّ بَعْدَ سَلَامِهٖ لَايُعْتَبَرُ إِلَّا أَنْ تَيَقَّنَ بِالتَّرْكِ وَإِنْ كَثُرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهٖ فَإِنْ لَمْ يَغْلِبْ لَهُ ظَنٌّ أَخَذَ بِالْأَقَلِّ وَقَعَدَ كُلِّ رَكْعَةٍ ظَنَّهَا آخِرَ صَلٰوتِهٖ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مکمل طور پر مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

نماز میں شک کے احکام۔ نماز کی رکعات کے عدد میں شک پڑ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، بشرطیکہ یہ شک نماز کو پوری کرنے سے قبل ہو اور اس شخص کو پہلی مرتبہ شک پیش آیا ہو یا شک کرنا اس کی عادت نہ ہو، پس اگر سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا؛ مگر یہ کہ ترک کا یقین کامل ہو جائے اور اگر اسے شک بہت زیادہ پیش آتا ہے تو اپنے غالب ظن پر عمل کرے گا پس اگر اس کا کوئی غالب ظن نہ ہو تو اقل کو لیا جائے گا اور ہر رکعت کے بعد بیٹھ جائے، جس کو آخری نماز کی رکعت سمجھتا ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) عبارت کا مکمل طور پر مطلب:

الشک: سے یہاں مراد شک عرفی نہیں ہے کہ جس کے دونوں طرف برابر ہوں؛ بلکہ لغوی معنیٰ مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی بات پر یقین نہ ہو۔

تبطل: یہاں بطلان کو نماز کے ساتھ مقید کیا؛ اس لیے کہ اگر حج وغیرہ میں شک ہوجائے تو جصاص نے لکھا ہے کہ اس میں تحری کی جائے گی؛ نیز اسی طرح شک نماز ختم ہونے سے قبل ہو تو اس شک سے نماز فاسد ہوگی اور اگر نماز کے بعد شک ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی؛ مثلاً ایک شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا، سلام پھیرنے کے بعد اسے اس بات پر شک ہوا کہ تین رکعت ہی پڑھی ہے یا چار تو یہاں پر یہی کہا جائے گا کہ اس نے چار رکعت پڑھ لی ہے؛ نیز اسی طرح یہ شک اسے پہلی مرتبہ پیش آیا ہو تو اس وقت اس کی نماز باطل ہوگی، اسی طرح شک کرنا اس کی عادت میں داخل نہیں ہے؛ مگر کبھی کبھی یہ واقعہ پیش آجاتا ہے تو اس وقت نماز باطل ہوگی۔

فلو شک: شک کو مصلی کی طرف منسوب کیا؛ اس لیے کہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی عادل شخص اس کو خبر دے تو یہ شخص اس کی طرف التفات نہیں کرے گا؛ بلکہ رائے پر رہے گا؛ لیکن احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ نماز کو لوٹائے۔ (شامی)

وإن کثر: اگر کسی شخص کو شک کثرت سے لاحق ہوتا ہے تو اس کا حکم یہ ہوگا کہ وہ اپنے غالب ظن پر عمل کرے گا، مثلاً اگر عصر میں شک لاحق ہوگیا اور اس یہ سوچتا ہے کہ ہم نے تین رکعت پڑھی ہے یا چار تو جس پر اس کا غالب گمان ہو اسی پر عمل کرے گا، کثرت میں بعض مشائخ کا قول ہے کہ جس کو عمر میں دو مرتبہ شک لاحق ہوجائے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ جسے سال میں دو مرتبہ شک لاحق ہوتا ہے۔ (شامی)

اب اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اسے غالب گمان نہیں ہے اس کا دل کسی ایک طرف مائل نہیں ہوتا؛ بلکہ دونوں پہلو برابر رہتے ہیں، تو اب اس صورت میں اقل پر عمل کریگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وقد: جیسے کسی شخص کو یہ شک ہو گیا کہ تین رکعت نماز پڑھی ہے یا چار تو اب تشہد کی مقدار بیٹھ جائے اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس نے چار رکعت پڑھ لی ہے، تو یہ نماز قعدہ کرنے کی وجہ سے پوری ہو جائے گی، پھر اس کے بعد ایک رکعت اور پڑھ لے؛ اس لیے کہ اسے احتمال یہ بھی تھا کہ اس نے تین ہی رکعت پڑھی ہے، تو اس صورت میں ایک رکعت ملانے سے چار رکعت ہو جائے گی۔ اور اگر کسی شخص کو یہ شک ہو گیا کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو یا تین، حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا ہے تو یہ تشہد کے مقدار بیٹھے گا پھر چار رکعت پڑھے گا اور اس میں ہر رکعت کے بعد بیٹھے گا اور یہ بیٹھنا تشہد کے مقدار ہوگا؛ کیونکہ اسے احتمال ہے کہ ہماری نماز پوری ہو گئی ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۶)، نور الایضاح: ص (۷۲)

صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ فَرْضٌ عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ الذُّكُوْرَةُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْإِقَامَةُ فِيْ مِصْرٍ أَوْفِيْمَا هُوَ دَاخِلٌ فِيْ حَدِّ الْإِقَامَةِ فِيْهَا فِي الْأَصَحِّ وَالصِّحَّةُ وَالْأَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مطلب تحریر کریں، ساتھ ساتھ جمعہ کی نماز کی فرضیت کی آیت کو بیان کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

نمازِ جمعہ فرضِ عین ہے اس شخص پر جس کے اندر سات شرطیں جمع

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوجائیں مذکر ہونا، آزاد ہونا اور شہر یا ایسی جگہ مقیم ہونا کہ جو اقامۃ مصر کے اندر داخل ہو، صحیح مذہب میں اور تندرست ہونا، اور ظالم سے مامون ہونا، اور دونوں آنکھوں کا ٹھیک ہونا، اور دونوں پیروں کا درست ہونا۔

(ب) عبارت کا مطلب اور جمعہ کی نماز کی فرضیت کی آیت:

الجمعة: یہ اجتماع سے ہے، میم کے ضمہ کے ساتھ، یہ حجاز کی لغت ہے، میم کے فتحہ کے ساتھ یہ تمیم کی لغت ہے، میم کے سکون کے ساتھ یہ عقیل کی لغت ہے۔ مصنفؒ ابھی تک ان احکام کا بیان کر رہے تھے، جو فرض اصلاً چار رکعت تھے، اس کے بعد اب جمعہ کو بیان کر رہے ہیں؛ اس لیے کہ اس کے فروعات اور اس کے جزئیات کم ہیں، جمعہ کی نماز فرض ہے؛ اس لیے کہ قرآن پاک میں صراحۃً ارشادِ باری ہے: ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ﴾ مصنفؒ نے فرضِ عین لا کر اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ بعض حضرات حنفیہ کی طرف جمعہ کی فرضیت کی نفی کرتے ہیں، اس کا منکر کافر ہے؛ چنانچہ صاحبِ فتح القدیر نے اس پر بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: وهي فريضة محكمة بالكتاب والسنّة والإجماع يكفر جائزها. نیز حدیث پاک میں اس کی خوب تاکیف آئی ہے اور اس کے ترک پر وعید ہے؛ چنانچہ حدیث میں ہے: من ترك الجمعة ثلث مرات من غير ضرورة طبع الله علٰى قلبه. (رواہ احمد، حاکم) اس سے اس کی تاکید زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

سبعة: یہ سات شرائط نمازِ جمعہ کے وجوب کے لیے ہیں۔ مصنفؒ نے مذکر کی قید لگا کر عورت کو نکال دیا اس لیے کہ نمازِ جمعہ عورت پر واجب نہیں، حدیث پاک میں ہے: الجمعة حق واجب علٰى كل مسلم إلا أربعة عبد مملوك أو امرأة أو صبي أو مريض. (ابوداؤد) اسی طرح حریت کی قید لگا کر غلام کو نکال دیا؛ اس لیے کہ غلام پر نمازِ جمعہ واجب نہیں، خواہ وہ غلام مجبور ہو یا ماذون۔ ہاں! وہ غلام جس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کو مالک نہ جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہے، اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر واجب ہے اور یہی اصح ہے اور مکاتب پر وجوب ثابت ہے، اسی طریقہ سے اقامت کی شرط لگا کر مسافر کو نکال دیا؛ اس لیے کہ حدیث میں ہے: الجمعة واجبة إلا على صبي أو مملوك أو مسافر. (بیہقی) تمام علماء کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ نمازِ جمعہ مسافر پر واجب نہیں، ہاں! اگر وہ پڑھ لے تو ادا ہو جائے گی۔ اسی طریقہ سے مصر کی قید لگا کر اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر کوئی شخص دیہات میں مقیم ہے، تو اس کے اوپر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔ اسی طرح چوتھی شرط صحت کی ہے؛ لہٰذا جو شخص بیمار ہے اس کے اوپر جمعہ واجب نہیں، خواہ بذاتِ خود وہ نہ جا سکتا ہو یا کوئی لے جانے والا نہ ہو۔ اسی طریقہ سے اگر اس کے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو تب بھی نماز جمعہ واجب نہیں۔ پانچویں شرط دشمن سے مامون ہونا ہے: لہٰذا اگر کسی کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر وہ نمازِ جمعہ ادا کرنے گیا تو دشمن اسے مار دے گا تو اس صورت میں بھی نمازِ جمعہ واجب نہیں۔ چھٹی شرط آنکھوں کا صحیح سلامت ہونا ہے؛ لہٰذا جو شخص اندھا ہو اس پر نمازِ جمعہ واجب نہیں؛ اس لیے کہ وہ شخص معذور ہے۔ اسی طرح سے ساتویں شرط پیروں کا صحیح وسالم ہونا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی اَپاہج ہے تو اس پر نمازِ جمعہ واجب نہیں، حضرات صاحبینؒ کے نزدیک اگر غیر کے ذریعہ جانا ممکن ہو تو نمازِ جمعہ کا وجوب ساقط نہیں ہوتا؛ لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک اگر خود قادر نہیں ہے تو دوسرے کا اعتبار نہ ہوگا۔

محل امتحان نمبر (۳۷)، نور الایضاح: ص (۷۳)

وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَرُدُّ سَلَامًا وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَكُرِهَ الْخُطْبَةِ الْأَكْلُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْاِلْتِفَاتُ وَلَايُسَلِّمُ الْخَطِيْبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُرِهَ الْخُرُوْجُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دورانِ تشریح "سلامًا" میں کون کون سی صورت داخل ہے، ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور جب امام نکل جائے تو نہ نماز پڑھی جائے اور نہ بات کی جائے اور نہ سلام کا جواب دیا جائے اور نہ چھینکنے والے پر یرحمک اللہ کہا جائے یہاں تک کہ اپنے نماز سے فارغ ہو جائے اور خطبہ میں حاضر شخص کے لیے کھانا اور پینا، لایعنی باتیں کرنا اور کسی طرف متوجہ ہونا مکروہ ہے اور جب خطیب منبر پر چڑھے تو قوم کو سلام نہ کرے اور نماز پڑھنے سے قبل اذان کے بعد شہر سے نکلنا مکروہ ہے۔

(ب) مطلب:

إذا خرج: اگر جامع مسجد میں یہ طریقہ رائج ہو کہ امام اپنے کمرے سے نکل کر آتا ہو تو جیسے ہی کمرے سے نکلے گا اسی وقت نماز ختم کر دی جائے گی؛ لیکن اگر حجرہ میں نہیں رہتا؛ بلکہ مسجد میں موجود رہتا ہے تو جب خطبہ کے لیے کھڑا ہوگا اس وقت نماز وکلام ختم کر دی جائے گی؛ لیکن اگر کوئی صاحبِ ترتیب ہو تو وہ اسے پورا کرے گا اگرچہ وتر ہی کیوں نہ ہو۔

سلامًا: خواہ زبان سے ہو یا اشارے سے ہر صورت میں سلام کا جواب نہیں دیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جائے گا، ہاں! اگر سانپ وغیرہ نکل جائے تو اس کے مارنے میں کوئی مضائقہ نہیں؛ اس لیے کہ اس کا تعلق حق العباد سے ہے، اگر کسی نے جواب دے دیا یا اسی طریقہ سے سلام کرلیا تو گنہگار ہوگا۔

کرہ: لیکن جو شخص معذور نہ ہو اور جس کے اوپر جمعہ کی نماز واجب ہے اور وہ جمعہ میں حاضر ہے تو اس کے لیے کھانا پینا یہ تمام چیزیں مکروہ ہیں۔

لایسلم: جب خطیب منبر پر آئے اس وقت قوم کو سلام کرنا مکروہ ہے: اس لیے کہ حدیث سے اس کا ثبوت نہیں یہ بعد کے لوگوں کی ایجاد کی ہوئی بدعت ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین اور نہ کسی صحابیؓ سے۔

کرہ الخروج: اذان کے بعد جس کے اوپر جمعہ کی نماز واجب ہے، اس کے لیے نکلنا مکروہِ تحریمی ہے: اس لیے کہ سعی الی الجمعہ واجب ہے اور نکلنے کی صورت میں اس واجب کی مخالفت ہے کس اذان کے بعد یہ کراہت ہوگی؟ اس کی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

(ج) ”سلامًا“ میں کون کون سی صورت داخل ہے؟

اس جز کی تشریح مطلب کے تحت آچکی ہے۔

محل امتحان نمبر (۳۸)، نور الایضاح: ص (۷۴)

وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيدِ فِي الْمُصَلّٰى وَالْبَيْتِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلّٰى فَقَطْ عَلٰى اِخْتِيَارِ الْجُمْهُوْرِ وَوَقْتُ صِحَّةِ صَلٰوةِ الْعِيدِ مِنْ اِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ قَدْرَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ إِلٰى زَوَالِهَا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

اورعید کی نماز سے قبل گھر میں اور عید گاہ میں نفل نماز ادا کرنی مکروہ ہے اور نمازِ عید کے بعد صرف عید گاہ میں مکروہ ہے، جمہور کے اختیار کیے ہوئے مذہب کے مطابق اور نمازِ عید کے صحیح ہونے کا وقت سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہونے سے زوالِ شمس تک ہے۔

(ب) مطلب:

التنفل: خواہ امام ہو یا مقتدی تمام لوگوں کے لیے عید سے قبل نماز ادا کرنی مکروہ ہے؛ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نفل نماز عید سے قبل ادا نہیں فرمائی، حالانکہ حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نمازوں کے بہت زیادہ حریص تھے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: أن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم خرج فیصلی بهم العید لم یصل قبلها و لابعدها. (بخاری ومسلم) اگر اس نماز کی اجازت ہوتی تو بیانِ جواز کے لیے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ایک مرتبہ ادا فرماتے، تاکہ اس کا جواز ثابت ہو جائے۔

البیت: عن أبي سعید الخدریؓ قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لایصلي قبل العید شیئًا فإذا رجع إلٰی منزله صلّی رکعتین. (شرح نقایہ) اور عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

من ارتفاع الشمس: اگر کسی نے سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہونے سے قبل نمازِ عید ادا کرلی تو اس کی عید نہیں ہوئی، ہاں! وہ نفل حرام کا پڑھنے والا کہا جائے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

گا؛لأن النبي صلّى الله عليه وسلم كان يصلّي العيد والشمس علىٰ قدر رمح أو رمحين. (طحاوی)

إلى زوالها: یعنی اس کا وقت صرف زوال تک ہے، اگر نماز کے اندر زوال ہو گیا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

محل امتحان نمبر (۳۹)، نور الایضاح: ص (۷۵)

سَنَّ رَكْعَتَانِ كَهَيْئَةِ النَّفْلِ لِلْكُسُوفِ بِإِمَامِ الْجُمُعَةِ أَوْمَامُورِ السُّلْطَانِ بِلَاأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَلَا جَهْرٍ وَلَا خُطْبَةٍ بَلْ يُنَادىٰ الصَّلوٰةُ جَامِعَة وَسُنَّ تَطْوِيلُهُمَا وَتَطْوِيلُ رُكُوعِهِمَا وَسُجُودِهِمَا ثُمَّ يَدْعُوا الْإِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِنْ شَاءَ أَوْقَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَهُوَ أَحْسَنُ وَيُؤَمِّنُونَ عَلىٰ دُعَائِهِ حَتّٰى يَكْمُلَ إِنْجِلَاءُ الشَّمْسِ وَإِنْ لَمْ يَحْضُرِ الْإِمَامُ صَلَّوْا فُرَادىٰ كَالْخُسُوفِ وَالظُّلْمَةِ الْهَائِلَةِ نَهَارًا وَالرِّيحِ الشَّدِيدَةِ وَالْفَزَعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

سورج گرھن کے وقت دیگر نفلوں کی طرح دو رکعت نماز مسنون ہے جمعہ کے امام یا جسے سلطان نے مامور کر دیا ہو، بلا اذان اور اقامت اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بلا جہر اور بلا خطبہ کے اور لوگوں کو الصلوٰۃ جامعۃ کہہ کر آواز دی جائے گی اور مسنون ہے ان دونوں رکعتوں کا طویل کرنا اور ان کے دونوں رکوع اور سجدوں کو دیر تک کرنا، پھر اس کے بعد امام بیٹھ کر قبلہ رُخ ہو کر اور اگر چاہے تو کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر یہ بہتر ہے دعا کرے اور مقتدی اس کی دعا پر آمین کہیں یہاں تک کہ سورج خوب اچھی طرح طلوع ہو جائے اور اگر امام حاضر نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا نماز ادا کریں جس طرح سے چاند گرہن اور تاریکی کے چھا جانے کے وقت میں کیا جاتا ہے، یا جس طرح سے سخت آندھی یا گھبراہٹ کے وقت میں کیا جاتا ہے۔

(ب) مطلب:

مصنفؒ نے سب سے پہلے فرائض کو بیان کیا جب اسے بیان کر چکے تو واجبات کو بیان کیا؛ اس لیے کہ واجب کا مقام فرائض کے بعد ہوتا ہے اور واجبات کو بھی بالترتیب بیان کیا جو مقدم تھا، اسے مقدم اور جو مؤخر تھا، اسے مؤخر کیا اب جبکہ ان تمام کو بیان کر چکے تو اب سنن کو یہاں سے بیان کر رہے ہیں؛ اس لیے کہ سنن اور مستحبات کا درجہ فرائض اور واجبات کے بعد ہے؛ لہٰذا جو ترتیب شریعت نے رکھی ہے اسی ترتیب سے مصنفؒ نے بھی ذکر کیا۔

سنَّ: عن عائشةؓ قالت كشفت الشمس علىٰ عهد رسول الله صلّى الله عليه وسلم فخرج إلىٰ المسجد فقام كبر فصف الناس ورائهٗ فقرأ قراءةً طويلةً ثم ركع فركع ركوعًا طويلًا ثم رفع رأسه فقال سمع الله لمن حمده ربّنا لك الحمد ثم قال إلخ اسی وجہ سے اسے سنت قرار دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ادا فرمایا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

رکعتان: مصنفؒ نے یہاں پر اقل مقدار کو بیان کیا ہے، اگر چاہے تو چار رکعت یا اس سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے، اگر چاہے تو ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر لے اور اگر چاہے تو ہر چار رکعت پر اور افضل یہی ہے کہ چار رکعت پر سلام پھیرے؛ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں چار رکعت مروی ہے۔ (طحطاوی)

کھیئۃ النفل: مطلب یہ ہے کہ جس طرح نفل نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی ہے، اسی طرح سورج گرہن کی نماز میں بھی اذان اور اقامت نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نمازِ کسوف ادا فرمائی ہے وہ بلا اذان اور اقامت کے تھی، اسی طریقہ سے جن اوقات میں نفل نماز مکروہ ہے، اس وقت اس کا پڑھنا بھی مکروہ ہے، اسی طرح سے نفل نماز میں خوب قرأت اور دعائیں کی جاتی ہیں، اسی طرح اس میں بھی؛ لہٰذا ہر طرح سے یہ نفل کے مشابہ ہے۔ (طحطاوی)

بإمام: یعنی اس امام کے ساتھ کہ جس کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے اور اس میں وہی شرطیں ہیں جو نمازِ جمعہ میں ہیں؛ مگر اس میں خطبہ نہیں ہے، امام السبحانیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ صلوٰۃِ کسوف کے لیے تین چیزیں مستحب ہیں: (۱) امام کا ہونا (۲) وقت کا ہونا (۳) اور وہ وقت کہ جس کے اندر نفل نماز پڑھنی مکروہ نہ ہو، بہرحال جہاں تک بات رہی امام کی، تو اس لیے کہ سلطان ہو یا قاضی ہو یا وہ شخص موجود ہو جو جمعہ کی نماز پڑھایا کرتا ہے، تو یہ تمام لوگ پڑھا سکتے ہیں اور وقت؟ تو وقت وہی ہے کہ جس کے اندر نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے اور مکروہ نہ ہو اور کس جگہ یہ نماز پڑھی جائے؟ تو اسے عید گاہ میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح جامع مسجد میں بھی۔

فائدہ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں دو رکوع کیا جائیں گے۔

ولا جهر: یعنی اس میں امام جہر نہیں کرے گا؛ بلکہ قرأت آہستہ کرے گا؛ نیز امام شافعیؒ اور امام مالکؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس میں جہر نہ کیا جائے؛ لیکن صاحبینؒ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فرماتے ہیں کہ اس میں جہر افضل ہے اور یہی مسلک امام احمدؒ کا بھی ہے؛ نیز امام محمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ (جوہرہ) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جہر نہ کیا جائے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دن کی نماز ہے اور دن کی نماز میں جہر نہیں ہے جیسے ظہر، عصر میں جہر نہیں کیا جاتا، جو لوگ جہر کے قائل ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے؛ لہٰذا یہ مثل جمعہ اور عیدین کے ہے اور اس میں جہر درست ہے؛ لہٰذا اس میں بھی جہر کیا جائے گا۔

ولا خطبة: اسی طرح سے اس میں خطبہ بھی مسنون نہیں؛ اس لیے کہ خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ (مراقی)

بل: یعنی اذان تو نہیں دی جائے گی؛ اس لیے کہ یہ نفل ہے اور اذان صرف فرائض خمسہ کے لیے ہے؛ اس لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے الصلوٰة جامعة کہہ کر پکارا جائے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں اور اذان کا بھی مقصد لوگوں کو جمع کرنا ہے۔

سن: صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کو نماز دعاء وغیرہ سے گھیر لیا جائے یعنی اس وقت تک مشغول رہا جائے کہ جب تک سورج خوب صاف نہ نکل جائے خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو؛ مگر افضل یہی ہے کہ قرأت کو طویل کیا جائے؛ اس لیے کہ اس میں سنت کی اتباع ہے اور اس میں لمبی لمبی سورتیں پڑھی جائیں، مثلاً سورۂ بقرہ وغیرہ۔

ثم يدعوا: صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ السنة في الأدعية تاخيرها عن الصلوٰة اس لیے یہاں پر بھی دعا کو مؤخر کیا جائے گا اور اس میں دو طریقے جائز ہیں: ایک تو یہ کہ امام بیٹھا ہو اور قبلہ رُخ ہو یا کھڑا ہو اور لوگوں کی طرف رُخ کیے ہوئے ہو اور جب امام دعا کرے تو لوگ اس کی دعا پر آمین کہیں۔

كالخسوف: یعنی جس طرح چاند گرہن میں جماعت نہیں ہوتی؛ بلکہ لوگ تنہا تنہا پڑھتے ہیں، اسی طرح اگر امام نہ ہو تو لوگ سورج گرھن میں بھی اسی طرح الگ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الگ نماز پڑھیں، خسوف میں اس وجہ سے جماعت مسنون نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک مرتبہ چاند گرھن ہوا تو آپ نے جماعت نہیں کی؛ بلکہ تنہا تنہا لوگوں نے نماز ادا کی؛ لہٰذا جماعت ثابت نہیں؛ نیز عموماً چاند گرہن لوگوں کے سونے کے وقت ہوتا ہے اور لوگوں کو رات میں جمع کرنا آسان نہیں ہوتا اور اس میں فتنہ کا بھی اندیشہ ہے، اس وجہ سے اس میں جماعت نہیں، اسی طرح جب دن میں خت اندھیرا ہو جائے بادل گرجنے لگے اور کوئی سخت مصیبت آجائے مثلاً زلزلہ وغیرہ تو اس وقت تنہا تنہا نماز پڑھنی چاہئے اور تنہا تنہا باری تعالیٰ سے عاجزی اور گریہ وزاری کرنا سنت ہے۔ (زیلعی)

محل امتحان نمبر (۴۰)، نور الایضاح: ص (۷۷)

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ: لَهُ صَلوٰةٌ مِنْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَلَهُ اِسْتِغْفَارٌ وَيَسْتَحِبُّ لَهُ الْخُرُوْجُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مُشَاةً فِي ثِيَابٍ خَلْقَةٍ غَسِيْلَةٍ أَوْمُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى نَاكِسِيْنَ رُؤُوْسَهُمْ مُقَدِّمِيْنَ الصَّدَقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوْجِهِمْ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) بوضاحت مطلب لکھیں۔

(ج) "له" کی ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

پانی طلب کرنے کا بیان۔ استسقاء کے لیے نماز بلا جماعت ہوتی ہے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور اس میں استغفار ہوتا ہے اور اس کے لیے تین دن تک نکلنا مستحب ہے، پیادہ پھٹے کپڑوں میں جو دھلے ہوئے ہوں یا اس میں پیوند لگا ہوا ہو عاجزی کے ساتھ تواضع اور خدا سے ڈرتے ہوئے اپنے سروں کو جھکا کر ہر دن اپنے نکلنے سے قبل صدقہ دے کر۔

(ب) بوضاحت مطلب:

الاستقاء: خدائے پاک سے مغفرت طلب کر کے بارش مانگنا۔ مطلب یہ ہے کہ جب بارش نہیں ہوتی اس وقت خدائے پاک سے تضرع اور گریہ وزاری کی جاتی ہے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کر کے بارش طلب کی جاتی ہے۔

غیر جماعة: استقاء کے لیے جماعت نہیں ہے، اس کی نماز تنہا تنہا پڑھی جائے گی؛ لیکن یہ مسلک امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے اور بلا جماعت سے پڑھنے کو اس وجہ سے فرماتے ہیں کہ یہ ایک طرح سے دعاء اور استغفار ہے اور دعاء واستغفار وغیرہ الگ الگ جائز ہے اور بہتر بھی ہے۔ اس وجہ سے امام صاحبؒ اس کے قائل ہیں نا کہ امام صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ جماعت سے جائز نہیں جیسا کہ بعض لوگ امام اعظمؒ کی طرف اس طرح غلط بات منسوب کر دیتے ہیں۔ (مزید معلومات کے لیے حاشیہ کنز حضرت شیخ الادب ملاحظہ فرمائیں) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ یہ فرماتے ہیں کہ امام دو رکعت نماز پڑھائے اور دونوں رکعتوں میں جہر کرے، جس طرح عیدین اور جمعہ میں جہر کی جاتی ہے، یہ حضرات حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں ادا فرمائیں؛ لیکن صاحبِ ہدایہ اور اسی طرح اور دیگر فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی ترک بھی فرمایا ہے اور صرف دعا پر اختصار کیا، اسی طرح سے ایک موقعہ پر خلیفۂ ثانی حضرت عمر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خشک سالی پڑگئی تو آپؓ نے دعاء کی اور نمازِ استسقاء نہیں پڑھی، حالانکہ حضرات صحابہ سنت کے کس قدر پابند تھے۔ (مراقی الفلاح)

ثلاثة أيام: تین دن تک برابر نکلنا چاہئے، درمیان میں انقطاع نہیں ہونا چاہئے اور تین دن اکثر مدت ہے، اس سے زائد کا ثبوت نہیں ہے؛ اس لیے تین دن سے زائد نہیں نکلنا چاہئے، یہ خلافِ سنت ہے۔

قبل خروجهم: یعنی اپنے نکلنے سے قبل ہر دن صدقہ وخیرات کرنا چاہئے، اسی طرح حقوق العباد کو پورا کرنا چاہئے اور جو مظالم ہوتے ہیں ان کو ختم کر دینا چاہئے، اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ جانا چاہئے۔ یہاں پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کو دیکھتا ہے جس طرح ان کے اس وقت پھٹے پُرانے کپڑے کو دیکھتا ہے، اسی طرح ان کے اور کپڑوں کے بارے میں بھی علم رکھتا ہے؟ اگر یہ اشکال کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ بندہ اسبابِ ظاہری کو اختیار کرتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے سامنے اس وقت عاجزی کے لیے جارہا ہے تو ظاہر کو بھی عاجزانہ بنا کر اس کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے؛ اس لیے کہ مقامِ ادب یہی ہے جس طرح عاری کے بارے میں اس کا جواب دیا جاچکا ہے۔

(ج) "له" کی ضمیر کا مرجع:

"له" کی ضمیر کا مرجع "استسقاء" ہے۔

محل امتحان نمبر (۴۱)، نور الایضاح: ص (۷۸)

وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيلُ صَبِيٍّ وَ صَبِيَّةٍ لَمْ يَشْتَهِيَا وَلَابَأْسَ بِتَقْبِيلِ الْمَيِّتِ وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيزُ إِمْرَأَتِهِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَلَوْمُعْسِرًا فِي الْأَصَحِّ وَمَنْ لَامَالَ لَهٗ فَكَفْنُهٗ عَلٰى مَنْ تَلْزَمُهٗ نَفْقَتُهٗ وَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ نَفْقَتُهٗ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ فَإِنْ لَمْ يُعْطِ عَجْزًا أَوْظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ وَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيْزَ مَنْ لَايَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرَهٗ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور مرد وعورت دونوں کے لیے جائز ہے کہ بچی اور بچہ کو غسل دیں جب تک کہ دونوں کے اندر شہوت نہ پیدا ہوئی ہو اور میت کو بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مرد پر عورت کی تجہیز وتکفین واجب ہے، اگرچہ وہ تنگدست ہو صحیح مذہب کے مطابق اور جس کے پاس کچھ مال نہ ہو تو بیت المال سے دیا جائے گا، تو اگر بیت المال سے مجبوری یا ظلم کی بنا پر نہیں دیا گیا تو اس کا کفن لوگوں پر ضروری ہوگا اور جو کفن دینے پر قدرت نہیں رکھتا وہ دوسرے سے سوال کرے۔

(ب) مطلب:

یجوز لرجل: مصنفؒ یہاں سے فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی ہو اور اس کے اندر ابھی تک شہوت نہ پیدا ہوئی ہو اور وہ ابھی بچے ہی ہوں اور ان کا انتقال ہو جائے تو ان کو مرد اور عورت دونوں غسل دے سکتے ہیں خواہ مرد بچی کو غسل دے یا عورت بچے کو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

لا بأس: یعنی مردے کا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک کا بوسہ لیا، اگر اس میں کوئی مضائقہ ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ ایسا نہ کرتے۔

علی الرجل: اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، حضرت امام ابویوسفؒ کا ایک قول یہ ہے کہ شوہر پر کفن واجب ہے، خواہ مالدار ہو یا تنگدست، اس کا کچھ اعتبار نہیں اور حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شوہر پر اس کا کفن نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اب اس کے مرتے ہی اس کی زوجیت ختم ہوگئی اور اب یہ مثل اجنبیہ کے ہوگئی، لہٰذا اب اس کا کفن اس پر نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح)

علامہ شامی نے ایک توجیہ کی ہے کہ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے؛ لہٰذا اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ دیکھا جائے گا کہ عورت نے کچھ مال چھوڑا ہے یا نہیں، اگر کچھ مال چھوڑا ہے تو اس وقت اس میں سے اس کو کفن دیا جائے گا، شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نہ ہوگا اس نے کچھ چھوڑا نہیں ہوگا تو اب اس کے شوہر کے مال سے لیا جائے گا، اب اگر اس کے پاس بھی موجود نہ ہو یعنی شوہر بھی اسی طرح ہو کہ اس کے پاس بھی مال نہ ہو، تو اب بیت المال سے لیا جائے گا اور اگر کسی جگہ بیت المال نہ ہو تو پھر عامۃ المسلمین سے لیا جائے گا۔ (شامی بتصرف)

علی من: مصنفؒ نے اسے مقید کرکے اس طرف اشارہ کردیا کہ اگر اس کے پاس مال ہو تو سب سے پہلے کفن دفن کا انتظام کیا جائے گا، بعد میں وصیت وغیرہ پوری کی جائے گی، اب اگر وہ لوگ چند ہیں کہ جن کے اوپر اس کا نام ونفقہ واجب تھا، تو اب سب لوگ اسی مقدار میں دیں گے جس مقدار میں ان پر نفقہ تھا، برابر نہیں لیا جائے گا؛ اس لیے کہ یہ لوگ اس طرح میراث میں بھی حقدار ہوں گے، سب لوگ برابر نہیں لیں گے۔

(مراقی الفلاح، طحطاوی)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

إن لم یوجد: اب اگر جن لوگوں پر نفقہ واجب تھا وہ بھی اس قدر غریب ہیں کہ ان کے پاس بھی نہیں ہے، تو اب اس وقت بیت المال سے اس کا کفن دیا جائے گا۔

فإن لم یعط: اب اگر یہ صورت ہو جائے کہ بیت المال سے بھی نہ ملے، خواہ بیت المال سے ظلماً نہ ملے یا یہ وجہ ہو کہ بیت المال بھی خالی ہو تو اب تمام مسلمانوں سے اس کا چندہ کیا جائے گا، اس کے بعد اس کو اس میں کفن دیا جائے گا۔ اگر کسی کو معلوم ہے کہ مرنے والا تنگدست ہے اور اس کو اپنے پاس سے کفن دے دیا تو اب یہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے؛ اس لیے کہ اس وقت جلدی تھی، اس کو کفن جلدی دے کر دفن کرنا تھا؛ اس لیے اس آسانی کے پیش نظر اس نے جلدی کر دی۔

فائدہ: اگر کوئی زندہ ہے اور اس کے پاس کپڑا نہیں ہے تو وہ خود لوگوں سے سوال کرے؛ اس لیے کہ وہ سوال پر قادر ہے اور میت کے لیے اس وجہ سے سوال کیا جاتا ہے کہ وہ اس کا مکلّف نہیں اور اس کے اندر اب یہ بات نہیں رہ جاتی ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کر سکے، اب اگر کفن دینے کے بعد کچھ کپڑا بچ رہے تو اس کو اس کے مالکوں کے پاس لوٹا دیا جائے گا اور اگر اس کے مالکوں کا پتہ نہ ہو تو دوسروں کو کفن دیا جا سکتا ہے، اسی طرح اس کا صدقہ بھی جائز ہے۔ (مراقی الفلاح بتغییر)

محل امتحان نمبر (۴۲)، نور الایضاح: ص (۷۹)

فَصْلٌ: اَلسُّلْطَانُ اَحَقُّ بِصَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَائِبُهٗ ثُمَّ الْقَاضِيْ ثُمَّ إِمَامُ الْحَيِّ ثُمَّ الْوَلِيُّ وَلِمَنْ لَهٗ حَقُّ التَّقَدُّمِ أَنْ يَّأْذَنَ لِغَيْرِهٖ فَإِنْ صَلّٰى غَيْرُهٗ اَعَادَهَا إِنْ شَاءَ وَلَا يُعِيْدُ مَعَهٗ مَنْ صَلّٰى مَعَ غَيْرِهٖ وَمَنْ لَهٗ وِلَايَةُ التَّقَدُّمِ فِيْهَا أَحَقُّ مِمَّنْ أَوْصٰى لَهُ الْمَيِّتُ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دورانِ تشریح "فإن صلّی غیرہ" کی مکمل طور پر وضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

بادشاہ نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے، پھر اس کا نائب، پھر قاضی، پھر محلّے کا امام اور اس کے بعد ولی اور جسے حق تقدم حاصل ہے، اسے یہ حق پہونچتا ہے کہ جسے چاہے اجازت دے دے تو اگر اس کے علاوہ کسی نے پڑھادی تو اس کا اعادہ کرسکتا ہے، اگر چاہے اور جن لوگوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لی ہے، وہ لوگ نہیں لوٹائیں گے اور جس کو ولایتِ تقدم ہو وہ اس سے زیادہ حقدار ہے، جس کو میت نے نمازِ جنازہ پڑھانے کی وصیت کی ہو، یہی مفتیٰ بہ قول ہے۔

(ب) مطلب:

ابھی تک مصنفؒ یہ بیان کررہے تھے کہ کس طرح غسل دیا جائے اور کون کس کو غسل دے سکتا ہے، کس طرح کفن دیا جائے اور کن کن کپڑوں میں کفن دیا جائے، کفن کے بعد جنازہ کو کہاں رکھا جائے اور کس طرح رکھا جائے اب جب کہ ان چیزوں کو بیان کرچکے اور ان کے طریقوں کو بھی بتاچکے تو اب یہاں سے یہ بیان کررہے ہیں کہ اب صرف نمازِ جنازہ باقی ہے، تو اس کو کون پڑھائے، کس کو اس کا زیادہ حق پہونچتا ہے۔

السلطان: جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق بادشاہ کو حاصل ہوتا ہے؛ اس لیے کہ وہ قائم مقام نبی کے ہوتا ہے اور قرآن میں ہے: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اَنْفُسِهِمْ﴾ اب اگر بادشاہ موجود نہ ہو تو سب سے زیادہ حق قاضی کو ملتا ہے؛ اس لیے کہ وہ تمام لوگوں کا ولی ہوتا ہے اور اس کی ولایت عام ہوتی ہے اور اب اگر قاضی بھی موجود نہ ہو تو محلّے میں جو پنج گانہ نماز پڑھاتا ہے وہ پڑھائے گا؛ لیکن اگر محلّے کے امام سے افضل ولی ہو تو ولی ہی پڑھائے گا اور محلّے کے امام کو اس وجہ سے ولایت ملتی ہے اور نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق دار ہوتا کہ اس مردے نے اپنی زندگی میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے؛ لہٰذا اب مرنے کے بعد بھی وہی اس کی امامت کرے، بعض حضرات نے اس کے اندر یہ قید لگائی ہے کہ زندگی میں وہ اس کے پیچھے پڑھنے پر راضی رہتا رہا ہو، لہٰذا اگر یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ اس امام سے راضی نہیں تھا، تو اس کو حق نہیں ملے گا؛ لیکن علامہ شامی نے یہ قید لگا رکھی ہے کہ یہ ناراضگی کسی وجہِ معقول کی بنا پر ہو، بعض فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ محلّے کے امام سے زیادہ حق جامع مسجد کے امام کو حاصل ہے۔

ثم الولي: یعنی عصبات کے اعتبار سے جو میت کا زیادہ قریبی ہو اس کو حق پہونچے گا؛ لیکن اس کی ولایت میں وہی لوگ شامل ہیں جن کے لیے نمازِ جنازہ پڑھانی درست ہو؛ لہٰذا اس ولایت میں عورت، بچے، پاگل وغیرہ کا اعتبار نہیں کیا جائیگا؛ اس لیے کہ یہ لوگ نمازِ جنازہ پڑھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

لغیرہ: یعنی جو نمازِ جنازہ پڑھا سکتا تھا، اسے اس کا حق پہونچتا تھا؛ مگر اس کے باوجود اس نے دوسرے کو اجازت دے دی کہ تم نماز پڑھاؤ، تو یہ صحیح ہے؛ اس لیے کہ حقدار نے اپنا خلیفہ مقرر کر دیا ہے اور کسی چیز میں اپنے حق کو ساقط کر کے دوسرے کو دیا جا سکتا ہے۔

(ج)"فإن صلّى غيره" کی مکمل طور پر وضاحت:

غیرہ: یعنی جس کو حق نہیں تھا کہ وہ نمازِ جنازہ پڑھاتا، اس نے بلا ولی کی اجازت کے امام کر دی اور ولی نے اس کے پیچھے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تو اب وہ لوٹا سکتا ہے؛ لیکن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اگر ولی نے بھی اس کے پیچھے پڑھ لی تو اب اس وقت کسی کو دوبارہ پڑھنی جائز نہیں؛ اس لیے کہ اجازت ولی کو تھی اور اس نے دوسرے کے پیچھے ادا کر کے اِس بات کو ثابت کر دیا کہ میں راضی ہوں، تو اب فرض ادا ہو گیا اور جنازہ کی نماز میں نفل نہیں؛ لیکن اگر بادشاہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی ہے، تو اب ولی کو حق نہیں پہونچتا کہ وہ اس کو لوٹائے؛ اس لیے کہ بادشاہ کو زیادہ حق ہے اس کی عدمِ موجودگی میں دوسرے لوگ پڑھائیں گے؛ چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کرام نے فوج در فوج جنازہ پڑھی، تو اس کے بعد کسی نے پھر دوبارہ نہیں ادا کی۔ (حاشیہ ہدایہ تصرف) اسی طرح اگر ولی وغیرہ نے نمازِ جنازہ پڑھ لی تو اب بادشاہ اور قاضی کو کو بھی حق ہے کہ وہ نمازِ جنازہ لوٹائیں؛ اس لیے کہ جب ولی اعادہ کر سکتا ہے تو ان لوگوں کو تو ولی سے زیادہ حق ہے؛ لیکن مستصفی میں ہے کہ اعادہ نہیں کر سکتا۔ (شامی بالاختصار)

أحـــق: اس لیے کہ اس وقت قول مفتیٰ بہ کے مطابق وصیت باطل ہو جائے گی؛ لیکن صدر الشہید نے نوادر رستم میں لکھا ہے کہ وصیت جائز ہے اور وہ پڑھا سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح)

محل امتحان نمبر (۴۳)، نور الایضاح: ص (۸۰)

نَـدَبَ زِيَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الْأَصَحِّ وَيَسْتَحِبُّ قِرَاءَةُ يٰسٓ لِمَا وَرَدَ أَنَّهُ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَافِيْهَا حَسَنَاتٌ وَلَايُكْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي الْمُخْتَارِ وَكُرِهَ الْقُعُوْدُ عَلَى الْقُبُوْرِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا وَقَلْعُ الْحَشِيْشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلَابَأْسَ بِقَلْعِ الْيَابِسِ مِنْهُمَا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) پوری عبارت کا بوضاحت مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

صحیح مذہب کے مطابق زیارتِ قبور مردوں اور عورتوں کے لیے مستحب ہے اور سورۂ یٰسین کا پڑھنا مستحب ہے؛ اس لیے کہ وارد ہوا ہے کہ جو قبرستان میں گیا اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ اس دن عذاب میں تخفیف کردے گا اور پڑھنے والے کے لیے اس مقدار میں نیکیاں ملیں گی کہ جتنے مردے اس قبرستان میں مدفون ہیں اور مذہبِ مختار کے بموجب قبر پر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت مکروہ نہیں اور تلاوت نہ کرنی ہو تو بیٹھنا مکروہ ہے اور قبر کو پامال کرنا اور قبر پر سونا اور قبر پر قضائے حاجت کرنا اور قبرستان کی گھاس اور اس کے درختوں کو اُکھاڑنا مکروہ ہے اور سوکھا ہوا گھاس اور سوکھے درخت کے اُکھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) پوری عبارت کا بوضاحت مطلب:

ابھی تک مصنفؒ یہ بیان کر رہے تھے کہ کس طرف دفن کیا جائے، وہ کون کون سی وجوہات ہیں کہ جن کی وجہ سے قبر دوبارہ کھودی جائے گی، اب جبکہ ان تمام چیزوں کو بیان کر چکے تو اب اس کے بعد یہ بیان کر رہے ہیں کہ جب مردے کو دفن کر دیا گیا تو اب کیا کیا جائے، اس کو اب کس طرح ایصالِ ثواب کیا جائے، قبرستان میں کس طرح جایا جائے۔

زیارتھا: زیارتِ قبول کا اصل منشاء یہ ہے کہ موت کی یادگاری ہو اور دنیا کی بے ثباتی کا تصور دل میں قائم ہو، مُردوں کے لیے دعاء کی جائے اور ان کی موجودہ اور گزشتہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حالت سے عبرت پکڑی جائے جیسے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فإنھا مذکرۃ للآخرۃ. (ترجمہ) میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا، اب حکم یہ ہے کہ تم زیارت کر سکتے ہو؛ اس لیے کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ اب قبروں پر جانے کا مقصد یہ ہو اور اسپر عمل ہو تو یہ صرف جائز نہیں؛ بلکہ مسنون ہے، اور بظاہر یہی حکمت ہے کہ عیدین اور جمعہ کے دن جو شرعی اعتبار سے مسرت کے دن ہیں ان میں زیارتِ قبور مسنون ہے، تاکہ مسرت کیساتھ موت اور آخرت کو یاد دلاتی رہے؛ لیکن عصر حاضر میں زیارتِ قبور کا مقصد الگ ہے اور اس کے برعکس ہے یعنی قبروں سے حاجات طلب کرنا، اہلِ قبور کو راضی کرنا، قبروں کا بوسہ دینا، سجدہ کرنا، قوالی سننا، یا مردوں کو یاد کر کے رونا، اس طرح کی باتوں کو زیارتِ قبور کا مقصد مان لیا گیا ہے اور یہی وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ابتدائے اسلام میں زیارتِ قبور سے ممانعت کردی گئی تھی؛ چنانچہ حدیثِ مذکور سے ہمیں دونوں سبق حاصل ہوتے ہیں یعنی اگر وجوہات ممانعت موجود ہوں تو اس وقت زیارتِ قبور ممنوع ہوگا اور اگر وجوہات جواز موجود ہوں تو جائز اور مستحب ہوگا، ترمذی شریف میں ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہ المساجد والسرج یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اور ان پر جو قبروں پر مساجد بناتے ہیں اور چراغ رکھتے ہیں۔ چونکہ اس قسم کی چیزیں عورتوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں؛ لہٰذا دوسری حدیث میں بھی ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوّارات القبور یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ماخوذ از ایضاح الاصباح)

النساء: جس طرح مردوں کے لیے زیارتِ قبور جائز ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی جائز ہے؛ لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بعض مصالح کی بنا پر اس کے کرنے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سے منع کر دیا جاتا ہے، اسی طرح عورتوں کا مسئلہ ہے کہ اب ان کو روک دیا گیا ہے، اسی لیے بعض علماء فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لیے زیارتِ قبور حرام ہے؛ لیکن مصنفؒ کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے لیے رخصت ہے؛ بلکہ ان کی عبارت سے تو مستحب کا پتہ چلتا ہے، علماء متاخرین میں سے اکثر کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لیے زیارتِ قبور مکروہِ تحریمی ہے۔

حسنات: عن أنسؓ أنه سأل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسول اللّٰه! أنا نصدق عن موتانا ونحجُّ عنهم وندعوا لهم فهل يصلُ ذالك إليهم فقال نعم أنه ليصل ويفرحون به كما يفرح أحدكم بالطبق إذا أُهدي إليه. (روہ ابوالحفص العبکری) ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں، تو کیا یہ ان تک پہونچتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! بالیقین یہ ان تک پہونچتا ہے اور وہ اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح جب تم میں سے کسی کو ایک طبق ہدیہ کیا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ کی ایک روایت ہے: أنّ النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلم قال من مرّ على القبر فقرأ قل هو اللّٰه أحد إحدىٰ عشرة مرة ثم وهب أجرها للأموات أعطى من الأجر بعد الأموات. (مراقی)

كره القعود على القبر: لأن النبي ﷺ قال لأن يجلس أحدكم على جمر فتحرق ثيابهُ فتخلص إلى جلد بدنه خير له من أن يجلس على القبر. یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کسی انگارے پر بیٹھے گا تو اس وقت صرف اس کا کپڑا جلے گا بدن بچ جائے گا؛ اس لیے اس کے قریب بیٹھنا بہتر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، بمقابل قبر پر بیٹھنے کے، کہ اس میں صرف کپڑا ہی نہیں جلتا؛ بلکہ اس کا بدن بھی جل جائے گا۔ (مراقی الفلاح بتصرف)

الشجر من المقبرة: اس لیے کہ جب تک یہ خشک نہیں ہوتا اس وقت تک ذکر اللہ کرتے رہتے ہیں اور میت کو اس سے انس ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کی وجہ سے رحمتِ خداوندی نازل ہوتی ہے، جس سے مردے کو راحت و آرام ملتا ہے؛ لیکن جب یہ خشک ہو جائیں تو اس سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا؛ اس لیے اس کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مراقی الفلاح)

حل امتحان نمبر (۴۴)، نور الایضاح: ص (۸۱)

اَلْمَقْتُوْلُ مَيِّتٌ بِأَجَلِهٖ عِنْدَنَا أَهْلِ السُّنَّةِ وَالشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهٗ أَهْلُ الْحَرْبِ أَوْأَهْلُ الْبَغْيِ أَوْقُطَّاعُ الطَّرِيْقِ أَوِاللُّصُوْصُ فِيْ مَنْزِلِهٖ لَيْلًا وَلَوْبِمُثَقَّلٍ أَوْوُجِدَ فِي الْمَعْرِكَةِ وَبِهٖ اَثَرٌ أَوْقَتَلَهٗ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمْدًا بِمُحَدَّدٍ وَكَانَ مُسْلِمًا بَالِغًا خَالِيًا عَنْ حَيْضٍ وَ نِفَاسٍ وَجَنَابَةٍ وَلَمْ يَرْتَثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) شہید کی وجہ تسمیہ ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

مقتول ہمارے نزدیک یعنی اہلِ سنت کے نزدیک اپنی موت سے مرتا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے اور شہید وہ ہے جسے اہلِ حرب نے قتل کیا ہے، یا باغیوں نے قتل کیا ہو یا ڈاکوؤں نے قتل کیا ہو، یا چوروں نے رات کو اس کی منزل میں مار ڈالا ہو، اگر چہ کسی بھاری چیز سے مارا ہو یا میدانِ جنگ میں پایا گیا ہو اور اس پر نشانات ہوں یا کسی مسلمان نے ظلماً جان بوجھ کر کسی دھاردار چیز سے مار ڈالا ہو اور وہ مسلمان ہو بالغ ہو حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہو اور جنت ختم ہونے کے بعد وہ پرانا نہ پڑ گیا ہو۔

(ب) مطلب:

ابھی تک مصنفؒ عام مردوں کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے اس کو بیان کر رہے تھے، اب جبکہ اس کو بیان کر چکے تو اب شہداء کے احکامات کو بیان کر رہے ہیں، حالانکہ اس کے اعتبار سے انہیں بھی احکام الجنائز میں بیان کرنا چاہئے تھا؛ لیکن اس کے لیے ایک مستقل باب قائم کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے احکام اور مُردوں کے مقابل میں الگ ہیں؛ اس لیے کہ اور مُردوں کو غسل دیا جاتا ہے اور انھیں کفن دیا جاتا ہے؛ لیکن شہید کو نہ غسل دیا جاتا ہے اور نہ انھیں الگ سے کفن دیا جاتا ہے، اسی طرح اور مُردوں کے مقابل میں ان کا مقام اعلیٰ ہے؛ اس لیے اس کو الگ ایک باب قائم کرکے بیان کیا۔

بأجله: اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مقتول اپنی موت سے مرتا ہے اور قصاص اس وجہ سے لیا جاتا ہے تاکہ اجتماعی امن وامان باقی رہے، جیسا کہ خود خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ لیکن معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ابھی اس کی حیات باقی تھی، اس نے اسے قتل کرکے اسے پہلے ختم کر دیا ورنہ ابھی اس کا رزق باقی تھا۔ (مراقی الفلاح)

شہید کی دو صورتیں ہیں ایک دنیوی احکام دوسری اُخروی لحاظ سے۔ تو اب یہاں دنیوی لحاظ سے جو شہید مانے جاتے ہیں، ان کا تذکرہ ہوگا باقی عند اللہ شہید کون کون

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوگا، اس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اس کے اسباب و وجوہات بھی بہت سے ہیں، جو یہاں ذکر کیے گئے ہیں ان کے اندر ہی منحصر نہیں۔

الحرب: جنگ جس سے بھی ہو خواہ باغیوں سے ہو یا اہلِ حرب سے، ڈاکوؤں سے ہو یا چوروں سے، سب کا حکم یہی ہے۔

بمثقّل: یعنی ان لوگوں نے جس سے اسے مارا ہے اگر چہ وہ دھاردار چیز نہ ہو تب بھی اسے شہید کہا جائے گا، مثلاً اس کے جسم پر کوئی زخم ہو یا اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا ہے یا اس کی ناک پھوٹ گئی ہے، اس طرح کے اثرات اگر اس کے جسم پر موجود ہوں گے تو اب اسے شہید کہا جائے گا، اِس بات کا پتہ نہیں لگایا جائے گا کہ یہ زخم دھاردار چیز سے لگا ہو۔ (مراقی بزیادۃ)

ظلماً: مصنفؒ نے اس قید سے اس طرف اشارہ کردیا کہ اسے قصاص کے طور پر قتل کیا گیا ہے تو وہ شہید نہ ہوگا؛ اس لیے کہ اس میں ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ اس قتل میں محض مال واجب نہ ہوتا ہو؛ اس لیے کہ اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو خطاءً قتل کردیا تو مقتول کو شہید نہیں کہا جائے گا؛ اس لیے کہ اس کے قتل پر قاتل کے اوپر مال واجب ہوتا ہے، اسی طریقہ سے اگر کسی مسلمان نے مارا ہے تو اس میں دھاردار چیز ہونی چاہئے، لہٰذا اگر کسی نے لاٹھی سے مارا اور وہ مرگیا تو اب شہید نہیں کہا جائے گا؛ اس لیے کہ اس میں دھادار چیز نہیں پائی گئی۔

لم یرتث: یہاں اصل لفظ لم یرتث ہے اور یہ ارتثاث سے ماخوذ ہے، ارتثاث کا مادّہ رثّ ہے، رثّ اصل میں ہر پرانی چیز کو کہا جاتا ہے اور ارتثاث کے معنیٰ پُرانا پڑ جانا، اور شہادت میں ارتثاث کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ زخمی ہوجانے کے بعد وہ اتنا زندہ رہا کہ کوئی دنیاوی حکم اس پر نافذ ہو چکا ہو، مثلاً ایک نماز کا وقت اس کے اوپر گزر چکا یا کوئی دنیاوی نفع اسنے حاصل کرلیا، مثلاً دوا پی لی یا وصیت کی یا کافی دیر تک گفتگو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی وغیرہ ایسے شخص کو اصطلاحِ فقہ میں مــرتــث کہا جاتا ہے، ایسا شخص اگرچہ خدا کے نزدیک شہید ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس میدان میں سب سے افضل اور اعلیٰ شہید وہی ہو؛ مگر دنیاوی اعتبار سے اس پر شہید کے احکام نافذ نہ ہوں گے؛ لہٰذا اس کو غسل دیا جائے گا اور باقاعدہ کفن بھی دیا جائے گا۔ (ماخوذ از طحطاوی)

(ج) شہید کی وجہِ تسمیہ:

شہید کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ دنیا ہی میں اس کو جنت الفردوس کی خوش خبری مل جاتی ہے۔

محل امتحان نمبر (۴۵)، نور الایضاح: ص (۸۲)

فَصْلٌ: يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ إِلٰى سِتَّةِ أَقْسَامٍ فَرْضٌ وَوَاجِبٌ وَمَسْنُوْنٌ وَمَنْدُوْبٌ وَنَفْلٌ وَمَكْرُوْهٌ أَمَّا الْفَرْضُ فَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ أَدَاءً وَ قَضَاءً وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْذُوْرِ فِي الْأَظْهَرِ وَأَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ مَاأَفْسَدَهُ مِنْ صَوْمِ نَفْلٍ وَ أَمَّ الْمَسْنُوْنُ فَهُوَ صَوْمُ عَاشُوْرَاءَ مَعَ التَّاسِعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

روزہ چھ قسموں پر منقسم ہوتا ہے: فرض اور واجب اور مسنون اور مندوب اور نفل اور مکروہ۔ فرض روزے تو وہ رمضان کے ہیں ادا ہوں یا قضا ہوں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور کفارات کے روزے اور ظاہر مذہب کے بموجب نذر کے روزے
اور بہرحال واجب روزے تو وہ ہیں کہ جسے نفل روزہ سے توڑ دیا ہو اور
بہرحال سنت روزے تو وہ دسویں تاریخ کیساتھ نویں کا روزہ ہے۔

(ب) مطلب:

ابھی اجمالاً یہ بیان کر رہے تھے کہ روزہ کون کون سے رکھ سکتے ہیں اور اس کے لیے کیا ضروری ہے، اب جب اسے بیان کر چکے تو اب یہاں سے اس کی تفصیل بیان کر رہے ہیں۔

ستة: مصنفؒ نے یہ تعداد تقریباً کی بیان کی ہے انحصار کی نہیں؛ اس لیے روزوں کی کل آٹھ قسمیں ہیں۔

الفرض: یعنی رمضان المبارک کا روزہ رکھنا خواہ وہ ادا ہو مثلاً اگر بیمار نہیں ہے اور مسافر نہیں ہے، عورت حیض و نفاس سے پاک ہے تو اب جو روزہ رکھا جائے گا وہ ادا کہلائے گا اور اگر رمضان کے مہینہ میں کوئی سفر میں تھا اور اس نے حالتِ سفر میں رخصت پر عمل کیا یا کوئی رمضان المبارک میں بیمار تھا اور اس نے روزہ نہیں رکھا اب جبکہ یہ لوگ بعد میں رکھیں گے تو اسے قضا کہا جائے گا تو یہ دونوں روزے فرض ہیں، اسی طرح صومِ کفارہ اور نذر یہ بھی فرض ہیں؛ اس لیے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾ اور کفارے کا روزہ جیسے کفارۂ ظہار، کفارۂ قتلِ خطاء، اور کفارۂ یمین کہ ان سے جو روزے آتے ہیں ان کا رکھنا فرض ہے۔

الواجب: مثلاً ایک آدمی نے نفل روزے رکھے اور اس کے بعد اس کو پورا نہیں کیا؛ بلکہ توڑ دیا تو اس توڑنے کے بعد اس پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرے؛ اس لیے کہ پہلے اس پر واجب نہیں تھا؛ لیکن جب اس نے شروع کر دیا تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہوگا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اوراس نے اپنے ذمہ لازم کرلیا؛ لہٰذا اب توڑنے کے بعد اس کا پورا کرنا واجب ہوگا۔

المسنون: روزے کی تیسری قسم سنت ہے، جیسے کی دسویں محرم الحرام کا روزہ رکھنا؛ لیکن اس کے ساتھ ایک اور ملانا، اس لیے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لئن بقیت إلی قابل لأصومن التاسع. اصل واقعہ یوں پیش آیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ یہود مدینہ دس محرم الحرام کو روزہ رکھتے ہیں، جب آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے بتلایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے اسی دن نجات پائی تھی، تو آپ نیفرمایا کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں؛ لیکن یہود صرف دس کو روزہ رکھتے تھے اور یہود ونصاریٰ کی مخالفت ضروری تھی، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کے ساتھ ایک اور ملا لیا جائے۔

محل امتحان نمبر (۴۶)، نور الایضاح: ص (۸۳)

وَأَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْهًا وَمَكْرُوْهٌ تَحْرِيْمًا أَلْأَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مُنْفَرِدًا عَنِ التَّاسِعِ وَالثَّانِي يَوْمُ الْعِيْدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَكُرِهَ إِفْرَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِفْرَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمِ النَّيْرُوْزِ وَالْمَهْرَجَانِ إِلَّا أَنْ يُّوَافِقَ عَادَتَهُ وَيُكْرَهُ يَوْمُ الْوِصَالِ وَلَوْيَوْمَيْنِ وَهُوَ أَنْ لَايُفْطِرَ بَعْدَ الْغُرُوْبِ أَصْلًا حَتّٰى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْأَمْسِ وَكُرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دورانِ تشریح "یوم النیروز" کی وضاحت کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

اور بہرحال مکروہ تو اس کی دو قسمیں ہیں: مکروہِ تنزیہی اور مکروہِ تحریمی۔ مکروہِ تنزیہی جیسے صرف محرم کی دس کو روزہ رکھنا، اور مکروہِ تحریمی جیسے عیدین اور ایامِ تشریق میں روزہ رکھنا اور صرف جمعہ اور سنیچر کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور نیروز ومہرجان کا روزہ رکھنا مکروہ ہے؛ لیکن جب اس کی عادت ہی پڑ گئی ہو اور صومِ وصال بھی مکروہ ہے، اگرچہ دو ہی دن ہو اور صومِ وصال یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے بعد بالکل افطار نہ کیا جائے، یہاں تک کہ گزرے ہوئے کل کا روزہ آج کے روزے سے مل جائے اور صومِ دہر مکروہ ہے۔

(ب) مطلب:

صوم العیدین: اس لیے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمان نوازی ہوتی ہے، اب ظاہری بات ہے کہ جو اس دن روزہ سے رہے گا وہ اس میں شرکت نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ تو اس کو حکم دیتا ہے کہ اس دن کھاؤ؛ مگر وہ روزہ رکھتا ہے، تو گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض کر رہا ہے؛ اس لیے مکروہِ تحریمی ہے۔

ایام التشریق: علّامہ ابن ہمام نے اپنی کتاب برہان میں اس کی تصریح کی ہے کہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے؛ اس لیے کہ اس پر نہی وارد ہوئی ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جو عیدین میں ہے۔

یوم الجمعة: لقوله صلّى الله عليه وسلم لاتخصوا ليلة الجمعة

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بقیام سنن بین اللیالی ولاتخصوا یوم الجمعة بصیام من بین الأیّام إلا أن یکون في صوم یصومه أحد کم. (مسلم) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کی رات کو قیام اور نوافل کے لیے اور جمعہ کے دن کو روزے کے لیے مخصوص نہ کرو، کہ فقط جمعہ کی رات کو قیام ہو اور باقی راتوں میں نہ ہو یا صرف جمعہ کے دن روزہ ہو باقی دنوں میں نہ ہو اور ہفتہ بھر خالی رہے، یہ اس لیے ہے کہ جب شریعت نے اس کے بارے میں کچھ تصریح نہیں کی تو تم کیوں اسکو خاص کرتے ہو کہ صرف اسی دن روزہ رکھو اور باقی ایام میں وہ فضیلت نہ سمجھو، حالانکہ دن تو تمام کے تمام برابر ہیں۔

یوم السبت: لقوله علیه الصلوٰة والسلام لاتصوموا یوم السبت إلا فیما افترض علیکم فإن لم یجد أحد کم إلا لحاء عنبة أوعود شجرة فلیمضغه. (رواہ احمد) اور اس کے خاص کرنے میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہودی اسی دن عبادت کرتے تھے، دوسرے دن ان کے یہاں فرصت رہتی ہے اور جب ایک مسلم اسی دن کو ایک عبادت یعنی روزہ کے لیے خاص کرے گا تو یہ ان کے ساتھ مشابہت لازم آجائے گی، حالانکہ ان کی مخالفت کرنی چاہئے جیسا کہ معلوم ہو چکا۔

الا أن یوافق: مثلاً ایک شخص اتوار کے دن ہر مہینہ میں روزہ رکھا کرتا تھا اب اتفاق سے ایک مرتبہ اسی دن نیروز ہو گیا یا اسی طرح سے مہرجان ہو گیا تو اب اس صورت میں کراہیت نہیں، یا اسی طرح سے ایک آدمی ہر مہینہ کی ۲۰؍کو روزے رکھا کرتا تھا؛ اس لیے کہ اس کو اسی دن فرصت رہتی ہے، اب اتفاق سے ۲۰؍کو جمعہ پڑ گیا یا سنیچر آگیا تو اس میں بھی کراہت نہیں۔

صوم الدھر: اس لیے کہ برابر روزے رکھنے سے دوسرے کے حقوق ادا نہیں ہو سکتے، حالانکہ اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق بھی ہیں، جن کا ادا کرنا ضروری ہے اور اس طرح روزہ رکھنے سے یہ شخص کمزور ہو جائے گا؛ چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نے اس سے منع فرمایا ہے کہ صومِ دہر نہ رکھا جائے؛ بلکہ ایک دن افطار کیا جائے اور ایک دن روزہ رکھا جائے۔

فائدہ: عورت بلا اپنے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے؛ اس لیے کہ معلوم نہیں اس کو کب جماع کی ضرورت پیش آجائے اور جب اس سے جماع کرے گا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور نفل شروع کرنے کی وجہ سے اس کا پورا کرنا واجب ہوگا؛ لیکن اگر اس کے اوپر قضا روزہ ہے تو اب اس کو اجازت کی ضرورت نہیں؛ اس لیے کہ "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق" اس لیے اس وقت اجازت ضروری نہیں۔ (طحطاوی)

(ج) "یوم النیروز" کی وضاحت:

یوم النیروز: اس کی اصل نوروز تھی، جب یہ کلامِ عرب کے اوزان پر نہیں آرہا تھا؛ لہٰذا اس میں تعلیل کردی اور واؤ کو یا کردیا اور یہ فصلِ ربیع کے آخر میں ہوتا ہے۔ اور مہرجان یہ خریف کے آخری ایام میں ہوتا ہے یہ دونوں دن ایرانیوں کے تہوار تھے، جیسے ہندوؤں کی ہولی دیوالی وغیرہ، ان دنوں کے اندر وہ اس وجہ سے روزے رکھتے تھے کہ ان ہی سے موسم بدلتا تھا اور وہ لوگ اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے تھے؛ اس لیے ان کو منع کردیا گیا۔

محل امتحان نمبر (۴۷)، نور الایضاح: ص (۸۴)

وَاخْتُلِفَ التَّرْجِيحُ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا نَوىٰ وَاجِبًا آخَرَ فِي رَمَضَانَ وَلَايَصِحُّ الْمَنْذُوْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ غَيْرِهِ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيْهِ وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِيْ وَهُوَ مَايُشْتَرَطُ فِيْهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيْتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَقَضَاءُ مَاأَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمِ الْكَفَّارَاتِ بِأَنْوَاعِهَا وَالْمَنْذُورِ الْمُطْلَقِ كَقَوْلِهِ إِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْض فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور مریض جب رمضان میں کسی دوسرے روزے کی نیت کرلے تو ترجیح کے بارے میں اختلاف ہے اور وہ نذر روزہ کہ جس کا زمانہ متعین ہو دوسرے واجب کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا؛ بلکہ اس میں جس واجب کی نیت کی جائے وہی ادا ہوگا۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں تعین کرنا اور رات سے نیت کرنی ضروری ہے اور وہ رمضان کے قضاء روزے ہیں اور نفل سے جس روزہ کو توڑ دیا گیا ہو اور کفارہ کے تمام روزے، مطلق نذر کے روزے مثلاً یہ کہنا کہا گر خدا میرے مریض کو شفا دے دے تو میرے اوپر ایک دن کا روزہ ہے اور وہ شفایاب ہوگیا۔

(ب) مطلب:

اختلف: کچھ علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ رمضان کا روزہ ہوگا جیسا کہ مقیم اور تندرست کا اور دوسرے حضرات کے نزدیک راجح یہ ہے کہ جس روزے کی نیت کرے گا وہ ہوگا؛ البتہ نفل کی نیت ہر ایک کے نزدیک لغو ہے اور اگر اس نے واجب کے بجائے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نفل روزے کی نیت کی ہے، تو اب رمضان ہی کا روزہ ہوگا نفل نہیں ہوگا، اس صورتمیں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صاحبِ ہدایہ اور اکثر علماء بخارا کی یہی رائے ہے کہ وہ چونکہ قادر نہیں ہے اور رمضان کے روزے میں قدرت ضروری ہے؛ اس لیے جب شرط نہیں پائی گئی، تو اب جس کی نیت کرے گا وہی روزہ ہوگا اور فخر الاسلام اور شمس الائمہ کا قول یہ ہے کہ رمضان ہی کا ہوگا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ (مراقی الفلاح)

مـن الـواجـب: جب کسی نے کوئی نذر مانی اور اس کے روزے کو ایک دن کے لیے خاص کر دیا، اب اس نے اس دن روزہ رکھا اور کسی دوسرے واجب کی نیت کر لی، تو اب اس صورت میں یہ نذری روزہ جس کے لیے یہ دن متعین کیا گیا، اس کے ذمہ باقی رہ جائے گا۔ (مراقی الفلاح)

الـقسم الثاني: اب یہاں سے اس قسم کو بیان کر رہے ہیں کہ جس میں تعین یعنی جس کے لیے روزہ رکھا جا رہا ہے، اس کا متعین کرنا ضروری ہے اور اسی طرح جس میں رات ہی سے نیت کرنی لازم ہے، بلا رات ہی سے نیت کیے وہ روزہ صحیح نہیں ہوتا۔

قـضاء رمضان: یعنی کسی نے رمضان کے روزے چھوڑ دیئے تھے یا مریض تھا؛ اس لیے نہیں رکھا تھا یا اسی طرح مسافر تھا اور اس نے رخصت پر عمل کیا تھا، اب جبکہ وہ روزہ کی قضاء کرے گا تو اب ضروری ہے کہ یہ کہے کہ میں رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا ہوں اور اسی طرح نیت رات سے کرنی ضروری ہے ادا کی طرح نصف النہار تک نیت نہیں کر سکتا، اگر چہ یہ اسی کی قضاء ہے۔

مـن الـنـفل: ایک شخص نے بنیت نفل روزہ رکھا اور اس کو پورا نہیں کیا؛ بلکہ افطار سے قبل ہی توڑ دیا تو اب یہ روزہ واجب ہو گیا؛ لیکن جب اس روزہ کی قضا کرے گا تو اب یہ ضروری ہے کہ یہ کہے کہ میں اس نفل روزہ کی قضا کر رہا ہوں، جس کو میں نے توڑ دیا تھا اور اسی طرح رات سے نیت ضروری ہے، اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بـأنواعها: جیسے کفارۂ ظہار، کفارۂ یمین یا کفارۂ قضاء رمضان وغیرہ۔ (مراقی)
ان روزوں میں بھی تعین اور رات سے نیت کا ہونا ضروری ہے۔

المطلق: یعنی کسی نے یہ کہا کہ اگر خدا نے شفا دے دیا تو میں روزہ رکھوں گا؛ اس لیے کہ اس نے دن متعین نہیں کیا، لہٰذا جب روزہ رکھے گا تو یہ کہے گا کہ میں نذر کا روزہ رکھ رہا ہوں۔

فائدہ: زبان سے ان الفاظ کا کہنا ضروری نہیں؛ بلکہ ارادہ کافی ہے، اس کی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

حل امتحان نمبر (۴۸)، نورالایضاح: ص (۸۸)

وَشُرِطَ لِهِلَالِ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ لَفْظُ الشَّهَادَةِ مِنْ حُرَّيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ بِلَا دَعْوَىٰ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ فَلَابُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب بوضاحت کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور جب آسمان پر گرد و غبار ہو تو عید الفطر کے چاند کے لیے لفظ شہادت ضروری ہے، جو دو آزاد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتیں دیں، اس میں دعویٰ شرط نہیں اور اگر آسمان صاف ہو تو رمضان اور عید الفطر کے چاند کے واسطے ایک بڑی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب بوضاحت:

لھلال الفطر: مطلب یہ ہے کہ رمضان کے چاند میں گواہی دینے والوں کے لیے لفظ شہادت ضروری نہیں؛ لیکن جب آسمان پر غبار ہو اور معاملہ عید الفطر کے چاند کا ہو تو اب لفظ شہادت کا کہنا ضروری ہے؛ لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ دعویٰ کریں؛ لیکن یہ کہیں گے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔

حرین: یہ صورت جو یہاں بیان کی گئی ہے، ایسے وقت کی ہے کہ وہاں قاضی اور مفتی موجود ہو، اب اگر ایک جگہ ایسی ہے کہ جہاں نہ قاضی ہے اور نہ مفتی اور نہ حاکم اسلام ہے تو وہاں پر اگر معتبر پابند شرع انسان رمضان کے چاند کی خبر دیدے تو مسلمانوں ک وہاں پر روزہ رکھ لینا چاہئے اور عید کے وقت اگر مطلع صاف نہ ہو تو اب اگر اسی قسم کے دو آدمی خبر دیں تو افطار کر لینا چاہئے۔ (مراقی الفلاح)

ولا یشترط: اگر کوئی شخص، بادشاہ یا حاکم کے پاس شہادت دے رہا تھا اور ایک دوسرے شخص نے حاکم کے پاس خبر سنی اور یہ گواہی دینے والا عادل ہے، تو اب اس پر روزہ رکھنا واجب ہے؛ اس لیے کہ اس نے ایک عادل سے خبر سنی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ حاکم نے اس کی شہادت قبول کی ہو۔ (طحطاوی)

بلا دعویٰ: قاضی کے پاس یعنی جج کی عدالت میں کوئی شہادت اس وقت پیش ہوئی ہے، جبکہ اس سے پہلے کوئی دعویٰ ہوا ہو، اب یہاں پر دعویٰ ہوا نہیں ہے کہ یہ لوگ جا کر شہادت دیں تو اس کی ایک شکل نکالی جا سکتی ہے کہ زید قاضی کے یہاں جا کر یہ دعویٰ کر دے کہ بکر نے میرا قرض ابھی تک ادا نہیں کیا، حالانکہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ چاند کے بعد دے دوں گا اب اس صورت میں چاند بھی ہونا چاہئے اور تمام لوگوں نے چاند کو دیکھا بھی نہیں ہے اور عدالت میں چاند دیکھنے کے شاہد ہونے چاہئیں، جو باضابطہ عدالت میں ہو سکتے ہوں اور یہاں یہی بتایا جا رہا ہے کہ کہ عید یا بقرعید کے چاند کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ثبوت کے لیے اس طرح کے دعویٰ کی ضرورت نہیں؛ بلکہ بلا کسی دعویٰ کے شہادت دیں گے۔

جمع عظیم: اس لیے کہ جب آسمان صاف ہے اس پر کوئی علت نہیں ہے اور تمام جگہ ایسا ہی ہے تو اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دو آدمی دیکھ لیں اور لوگ نہ دیکھ سکیں؛ اس لیے اس میں ایک جماعتِ کثیرہ کی مقدار ضروری ہے؛ اس لیے کہ لوگ دیکھ بھی رہے ہیں اور سب کی آنکھیں بھی صحیح ہیں، اس دیکھنے میں شہری اور دیہاتی کے درمیان ظاہر روایت کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح)

محل امتحان نمبر (۴۹)، نور الایضاح: ص (۹۰)

وَهُوَ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ شَيْئًا مَالَوْ أَكَلَ أَوْشَرِبَ أَوْجَامَعَ نَاسِيًا وَإِنْ كَانَ لِلنَّاسِي قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهُ بِهٖ مَنْ رَآهُ يَأْكُلُ وَكُرِهَ عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ قُوَّةٌ فَالْأَوْلٰى عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) دورانِ تشریح "نَاسِيًا" کی قید کا فائدہ لکھیں۔

(د) "ھو" کی ضمیر کا مرجع لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور وہ چودہ چیزیں ہیں اگر بھول کر کھا لے یا پی لے یا جماع کر لے، اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اگر بھولنے والے کو روزہ رکھنے پر قدرت ہو، تو جو شخص اس کو کھاتے
ہوئے دیکھے اسے یاد دلادے اور یاد نہ دلانا مکروہ ہے، اور اگر اس کے
اندر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

(ب) مطلب:

یہ جان لینا ضروری ہے کہ وہ کون کون سی وجوہات ہیں اور کون کون سے مواقع ہیں کہ جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، عدمِ مفسدات کو مفسدات پر مقدم کیا؛ اس لیے کہ پہلے ثبوت ضروری ہے اور فساد ایک عارض ہے اور یہ چیزیں جو اس میں بیان کر رہے ہیں، بظاہر ان میں بعض صورتیں ایسی ہیں کہ صرف ان کی طرف نظر کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مفسداتِ صوم ہوں گی؛ اس لیے بھی ان کو پہلے بیان کرنا ضروری ہوا۔

اربعة و عشرون: اسی تعداد میں انحصار نہیں یہ تعداد تقریباً چوبیس کی ہے؛ لہٰذا اس سے زائد چیزیں بھی ہو سکتی ہیں۔

مالو اکل: لقوله عليه السلام إذا أكل الصائم ناسياً أوشرب ناسياً فإنما هو رزق ساقه الله إليه فلاقضاء عليه یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کا منشاء یہ ہے کہ اگر روزہ دار بھول کر کھالے یا پی لے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہ رزق بھیج دیا تھا اور اس پر قضا نہیں ہوگا۔

أو جامع: اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں بھول کر جماع کر رہا تھا اب جیسے ہی یاد آیا تو فوراً اپنے ذکر کو نکالے اور اگر کچھ دیر تک روکے رکھا اور فوراً اس سے نہیں نکالا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا؛ اس لیے کہ اب بھول کر نہیں رہا اور جان بوجھ کر جماع کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اگر یاد آجانے کے بعد حرکت تو دی؛ مگر اسے نکالا نہیں یا اس وقت تو نکال لیا، پھر بعد میں داخل کر دیا تو اب اس کو کفارہ بھی دینا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوگا صرف قضاء سے کام نہیں چلے گا اور ایک صورت یہ ہے کہ رات کو جماع کر رہا تھا اب اسے اندیشہ ہوا کہ طلوع فجر ہو جائے گی اور اس نے نکال لیا اور فجر کے بعد منی نکلی تو یہ نہ صورتاً جماع ہے اور نہ معناً لہٰذا اس کے روزے میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔

(مراقی الفلاح بتصرف)

کرہ عدم تذکیرہ: یعنی اگر کسی نے روزہ دار کو دیکھا کہ وہ بھول کر کھا رہا ہے یا پانی پی رہا ہے تو اس کو یاد نہ دلانا مکروہ ہے، اسی کو صاحبِ درمختار اور فتح القدیر نے بیان کیا ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ جو رمضان کے مہینہ میں کسی کو بھول کر کھاتے ہوئے دیکھے تو اسے نہ بتلائے؛ اس لیے کہ اس کھانے کی وجہ سے اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور اگر بھولنے والے کو کہا گیا کہ تو روزہ دار ہے اور اس کو یاد نہ آیا تو مذہب مختار کے مطابق اس کو قضاء کرنی ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

فإن لم یکن له قوة: یعنی اگر بھول کر کھانے والے میں روزہ کی طاقت نہ ہو خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا تو اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ اس کو کھانے اور پینے دیا جائے اور اس کو اس رزق سے روکا نہ جائے جیسا کہ ابھی حدیث شریف سے معلوم ہوا۔

(ج) "نَاسِیًا" کی قید کا فائدہ:

ناسیاً: مصنفؒ یہ عبارت لا کر مخطی کو نکالنا چاہتے ہیں اور مخطی وہ ہے کہ اس کا ارادہ کھانے اور پینے کا نہیں تھا؛ مگر کھا اور پی لیا تو اب اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا، اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(د) "ھو" کی ضمیر کا مرجع:

ھو ضمیر کا مرجع مفسدِ صوم ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۵۰)، نور الایضاح: ص (۹۳)

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَخَمْسُوْنَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أَرُزًّا نِيًّا أَوْ عَجِيْنًا أَوْ دَقِيْقًا أَوْ مِلْحًا كَثِيْرًا دَفْعَةً أَوْ طِيْنًا غَيْرَ إِرْمَنِيٍّ لَمْ يَعْتَدْ أَكْلَهُ أَوْ نَوَاةً أَوْ قُطْنًا أَوْ كَاغَذًا أَوْ سَفَرْجَلًا وَلَمْ يُطْبَخْ أَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً أَوِ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ حَدِيْدًا أَوْ تُرَابًا أَوْ حَجَرًا أَوِ احْتَقَنَ أَوِ اسْتَعَطَ أَوْ أَوْجَرَ بِصَبِّ شَيْءٍ فِيْ حَلْقِهِ عَلَى الْأَصَحِّ أَوْ أَقْطَرَ فِيْ أُذُنِهِ دُهْنًا أَوْ مَاءً فِي الْأَصَحِّ أَوْ دَاوَى جَائِفَةً أَوْ آمَّةً بِدَوَاءٍ وَوَصَلَ إِلَى جَوْفِهِ أَوْ دِمَاغِهِ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ مَطَرٌ أَوْ ثَلْجٌ فِي الْأَصَحِّ وَلَمْ يَبْتَلِعْهُ بِصُنْعِهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب کی وضاحت کریں۔

(ج) دورانِ مطلب "علی الأصح" سے کس کے قول سے احتراز ہے ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور وہ ستاون (۵۷) چیزیں ہیں، جب روزہ دار کچا چاول یا گوندھا ہوا آٹا، یا آٹا یا بہت زیادہ نمک ایک ہی مرتبہ میں کھا جائے یا ارمنی مٹی کے علاوہ جس کے کھانے کی عادت نہ ہو یا گٹھلیاں یا روئی یا کاغذ یا سفر جل اور وہ پکائی ہوئی نہ ہو، یا ہرا اخروٹ یا کنکری یا لوہا یا مٹی یا پتھر نگل جائے، یا حقنہ لے یا ناک میں دوا ڈالے، یا کسی چیز کو حلق میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ڈال کر اندر پہونچائی جائی صحیح مسلک کے بموجب یا کان میں تیل یا پانی ٹپکایا صحیح مذہب میں یا پیٹ کے زخم میں یا ناک کے زخم میں دوا لگائی اور وہ اس کے پیٹ تک یا دماغ تک پہنچ گئی یا اس کے حلق میں بارش یا برف چلی گئی صحیح مذہب کے مطابق، اور اسے اپنے فعل سے نہیں نکلا۔

(ب) مطلب کی وضاحت:

مصنفؒ نے اس سے قبل یہ بیان کیا کہ کب کفارہ ساقط ہو جاتا ہے اور کفارہ میں کیا کیا جاتا ہے، اب اس کے بعد یہ بیان کر رہے ہیں کہ کون کون صورتیں ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء کرنی پڑتی ہے، کفارہ سے بَری ہو جاتا ہے؛ کیونکہ کفارہ کی صورت میں سزا زائد ہوتی ہے؛ اس لیے اسے مقدم کیا اور صرف قضاء کرنے میں سزا کم ہوتی ہے؛ اس لیے اسے بعد میں ذکر کیا۔ واللہ اعلم

هو سبعة و خمسون: اسی میں انحصار نہیں، اس سے زائد چیزیں بھی ہو سکتی ہیں۔ (مراقی)

ارز: اس لیے کہ عادۃً کچا چاول نہیں کھایا جاتا اور اگر پکا ہوا چاول ہوگا تو کفارہ بھی واجب ہوگا اور مصنفؒ اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

عجيناً او دقيقاً: مطلب یہ ہے کہ صرف آٹا ہی ہو؛ اس لیے کہ گوندھا ہوا آٹا یا خشک آٹا انسان نہیں کھاتا؛ لیکن گھی میں ملا ہوا ہو یا اسی طرح شکر ملی ہوئی تھی، اور اس کو کھالیا تو اب صرف قضاء سے کام نہ چلے گا؛ بلکہ اس کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح)

ملحًا کثیراً: کم نمک کا حکم تو گزر گیا، اب اگر کسی نے بہت زیادہ نمک ایک

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مرتبہ میں کھالیا تو چونکہ زیادہ نمک انسان کھانے کا عادی نہیں ہوتا؛ اس لیے صرف قضاء ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا اور کم کی صورت میں کفارہ واجب ہوگا۔

کاغذ: اس لیے کہ یہ بھی انسان عادتاً کھایا نہیں کرتا؛ اس لیے کفارہ واجب نہ ہوگا۔

سفرجل: اس سے مراد وہ پھل ہے جو پکنے سے قبل نہیں کھایا جاتا اور اس کے لغوی معنیٰ ہیں بہی دانہ۔ (مراقی)

جوزة رطبة: اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں لُب نہ ہو۔

حصاة و حديداً: یا اسی طرح سے سونا اور چاندی، رانگا، پیتل وغیرہ۔

احتقن: حقنہ پاخانے کے راستہ سے دوا پہونچانے کو کہا جاتا ہے۔

استعط: اور اگر ناک میں دوا ڈالی جائے تو اس کو سعوط کہا جاتا ہے۔

في الأصح: یعنی ایک قطرہ تیل یا پانی کان میں چلے جانے سے صرف قضاء کرنی ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اس سے بدن کی اصلاح نہیں ہوتی، قاضی خاں نے فرمایا اور اس کی توضیح کمال الدین نے بھی کی ہے اور محیط میں بھی ایسا ہی ہے کہ ایک قطرہ سے دماغ کو نقصان ہوتا ہے، فائدہ نہیں پہونچتا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، نہ تو صورتاً اور نہ معناً۔

أو داوی: جو دوا پیٹ کے زخم پر لگا رہا ہے خواہ وہ خشک ہو یا تر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(ج) ”علی الأصح“ سے کس کے قول سے احتراز ہے؟

علی الأصح: یہ حقنہ اور اس کے مابعد سے متعلق ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول سے احتراز ہے؛ اس لیے کہ ان کے نزدیک کفارہ لازم ہوجاتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حل امتحان نمبر(۵۱)،نور الایضاح:ص(۹۵)

يَجِبُ الْإِمْسَاكُ بَقِيَّةَ الْيَوْمِ عَلٰى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهٗ وَعَلٰى حَائِضٍ وَ نُفَسَاءَ طَهُرَتَا بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَعَلٰى صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ أَسْلَمَ وَعَلَيْهِمُ الْقَضَاءُ إِلَّا الْأَخِيْرَيْنِ.

(الف)عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب)عبارتِ مذکورہ کا مطلب لکھیں۔

جواب

(الف)ترجمہ:

جس نے رمضان شریف کے مہینے میں روزہ کو توڑ دیا یا حیض والی عورت یا نفاس والی عورت طلوعِ فجر کے بعد پاک ہوگئی تو بقیہ دن کھانے سے رُکا رہنا واجب ہے اور اس بچہ پر جو بالغ ہوا ہو اور اس کافر پر جو اسلام لایا اور پہلے والوں پر قضاء ہے؛ مگر بعد والوں پر نہیں۔

(ب)عبارتِ مذکورہ کا مطلب:

مصنفؒ ابھی تک ان احکامات کو بیان فرمارہے تھے جو کفارہ اور قضا کے وقت کیے جاتے ہیں، نیز کب کفارہ واجب ہوتا ہے اور کب قضا اور کب دونوں واجب ہوتے ہیں اور ان کے تفصیلی احکامات بیان کر رہے تھے۔ جب اسے بیان کر چکے اور ان کا مقدم کرنا ضروری تھا، اب اس کے بعد ان احکام کو بیان کر رہے ہیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں اور کیسے کیسے وقت ہیں کہ جب وہ پیش آجاتے ہیں تو اس کے بعد رمضان کے مہینہ میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کھانے سے رُکنا واجب ہوجاتا ہے اور اس میں کون سی ایسی صورت ہے کہ اس میں قضاء ہے۔

فسد: اس کو مطلق ذکر کر کے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر عذر زائل ہوگیا ہو جیسے دشمن سے لڑائی کر رہا تھا؛ لیکن بعد میں لڑائی ختم ہوگئی یا اسی طرح سے تحت بخار تھا اور بعد میں ختم ہوگیا؛ لہٰذا ان لوگوں پر بھی بقیہ دن کھانے پینے سے رُکا رہنا واجب ہے۔

طھرتا: یہ قید اس وجہ سے لگانے کی ضرورت پیش آئی کہ جب یہ بات معلوم ہو کہ حیض اور نفاس ابھی باقی ہے تو اس میں کھانے سے رُکنا اور روزہ رکھنا حرام ہے؛ لیکن مریض جب ٹھیک ہوگیا اور مسافر جب مقیم ہوگیا اور مسافر جب مقیم ہوگیا تو ان لوگوں کے اوپر کھانے سے رُکنا واجب نہیں ہے؛ اس لیے کہ ان کے لیے افطار جائز ہے؛ لیکن یہ لوگ چھپ کر کھائیں علانیہ نہیں۔

الأخیرین: اس لیے کہ جب تک بچہ بالغ نہیں ہوا تھا اور اسی طرح کافر مسلمان نہیں ہوا تھا تو یہ دونوں طلوع فجر کے وقت مخاطب نہیں تھے؛ اس لیے ان پر قضا واجب نہیں؛ لیکن اگر پاگل افاقہ پا گیا تو اب اس پر قضاء واجب ہوگی یا نہ ہوگی اس کے بارے میں اختلاف ہے۔

محل امتحان نمبر (۵۲)، نور الایضاح: ص (۹۸)

هُوَ الْإِقَامَةُ بِنِيَّتِهٖ فِيْ مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَلَايَصِحُّ فِيْ مَسْجِدٍ لَاتُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلِلْمَرْأَةِ الْاِعْتِكَافُ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلٰوةِ فِيْهِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) "ھو" ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

کسی ایسی مسجد میں جس کے اندر بالفعل پانچوں نمازیں ہوتی ہوں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا، تو ایسی مسجد میں کہ جس کے اندر پانچوں نمازیں نہ ہوتی ہوں اعتکاف کرنا مذہبِ مختار کے بموجب صحیح نہیں ہے، اور عورت کے لیے اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا اس کے گھر کی مسجد میں اور گھر کی مسجد وہ جگہ ہے جسے اس نے نماز کے لیے متعین کرلیا ہے۔

(ب) مطلب:

تو اب یہاں سے اعتکاف کے احکام کو بیان کر رہے ہیں، کتاب الصوم میں اس کے بیان کرنے کی مختلف وجہیں ہوسکتی ہیں؛ اس لیے کہ بعض اعتکاف تو ایسے ہیں کہ ان میں روزہ شرط نہیں ہے؛ بلکہ بلا روزہ رکھے اعتکاف کیا جاتا ہے اور اعتکاف صحیح ہوجاتا ہے؛ لیکن ایک مناسبت تو یہ ہے کہ ایک اعتکاف ایسا ہے کہ بلا روزہ کے صحیح نہیں ہوتا؛ مثلاً اگر کسی نے منت مانی تو اب اس پر جو اعتکاف ہوگا وہ بلا روزہ کے صحیح نہیں ہوگا، ایک مناسبت تو یہ ہوگئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے یعنی محلّہ میں سے کسی ایک کا اعتکاف کرنا ضروری ہے ورنہ تمام لوگ تارکِ سنت ہوں گے اور اس کا گناہ ہوگا۔ وہ رمضان المبارک کے دس اخیر دنوں میں ہوتا ہے، لہٰذا جب واجب اور سنت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں روزہ پایا گیا تو اس لیے اس کو کتاب الصوم میں بیان کر دیا اور اسی طرح ایک دوسری مناسبت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ روزہ میں بھی لبث پایا جاتا ہے اور اعتکاف میں بھی اسکے علاوہ بہت سی مناسبتیں ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

الاعتکاف: اس کے لغوی معنیٰ رُکنے، ٹھہرنے اور کسی کام پر مدامت کرنے کے ہیں، اسے اعتکاف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ مسجد میں ٹھہرا جاتا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کو روکا جاتا ہے۔ (مراقی)

بنیّتہ: یعنی صرف مسجد میں ٹھہر جانے سے اعتکاف نہیں ہو جائے گا؛ بلکہ اس ٹھہرنے کے لیے اعتکاف کی نیت ضروری ہے؛ چنانچہ اگر کوئی مسجد میں ایک دن ٹھہرا رہا اور تمام چیزوں سے رُکا رہا تو اسے معتکف نہیں کہا جائے گا؛ اس لیے کہ نیت نہیں پائی گئی۔

في مسجد: یعنی ہر ایک مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہر جانے کی وجہ سے اعتکاف صحیح نہ ہوگا؛ بلکہ جس میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرا رہا ہے وہ مسجد ایسی ہو کہ جس وقت وہ اعتکاف کے لیے اس میں بیٹھ رہا ہے اس وقت اس میں نمازِ پنج گانہ ہوتی ہو؛ اس لیے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حذیفہؓ کا فرمان ہے: **لا اعتکاف إلا في مسجد جماعة**؛ اس لیے کہ جب اس مسجد میں ٹھہرے گا جس میں جماعت ہوتی ہے تو اس میں جماعت کا انتظار اکمل طریقہ پر ہوگا۔

علی المختار: کہہ کر اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں؛ چنانچہ حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ واجب اعتکاف تو اس مسجد کے علاوہ میں صحیح نہ ہوگا کہ جس میں نماز پنج گانہ ہوتی ہو، اگر کوئی ایسی مسجد ہے کہ جس میں نماز پنج وقتہ نہیں ہوتی تو ان کے نزدیک اعتکاف واجب تو صحیح نہ ہوگا؛ لیکن فرماتے ہیں کہ نفلی اعتکاف اس میں جائز ہے۔ (مراقی الفلاح)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

للمرأة الاعتكاف في مسجد بيتها: اب یہاں سے عورت کے احکامات کو بیان کررہے ہیں؛ اس لیے کہ عورت تو مسجد میں جا نہیں سکتی؛ اس لیے اس کے احکامات الگ ہیں، عورت اعتکاف کی نیت سے گھر ہی میں ٹھہرے گی اور گھر کے اس حصہ میں ہی اعتکاف کرے گی جس میں وہ نماز ادا کرتی ہے اور جب وہ اس جگہ اعتکاف کی نیت سے ٹھہر جائے گی تو اب بلا کسی عذر شرعی کے اس جگہ سے ہٹ جانے پر اعتکاف واجب فاسد ہوجائے گا، ہاں! اگر نفل ہے تو اب فاسد ہوجانے کی وجہ سے واجب نہیں ہوگا، صاحبِ نہایہ نے لکھا ہے کہ اگر عورت مسجد میں اعتکاف کرے گی تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر گھر کے اندر کوئی جگہ متعین نہیں ہے تو اب اس کے لیے اعتکاف صحیح نہیں ہوگا۔

فائدہ: اعتکاف کا رکن ٹھہرنا ہے اور اعتکاف کے شرائط میں سے وہ مسجد مخصوص ہے اور اعتکاف کی نیت اور نذر کا اعتکاف ہے تو روزہ بھی شرط ہے اور اعتکاف کی نیت کے صحیح ہونے کے واسطے اس کا مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا شرط ہے، بلا ان چیزوں کے نیت صحیح نہ ہوگی۔

(ج) ''هو'' ضمیر کا مرجع:

''هو'' ضمیر کا مرجع ''الاعتكاف'' ہے۔

محل امتحان نمبر (۵۳)، نور الایضاح: ص (۹۹)

وَالْإِعْتِكَافُ مَشْرُوْعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ أَشْرَفِ الْأَعْمَالِ إِذَا كَانَ عَنِ الْإِخْلَاصِ وَمِنْ مَحَاسِنِهِ أَنَّ فِيْهِ تَفْرِيْغَ الْقَلْبِ مِنْ أُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمَ النَّفْسِ إِلَى الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةَ عِبَادَتِهِ فِيْ بَيْتِهِ وَالتَّحَصُّنَ بِحِصْنِهِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور اعتکاف کا ثبوت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ سے ہے، اور یہ اشرف اعمال میں سے ہے جبکہ یہ اخلاص کے ساتھ ہو اور اس کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دل اُمورِ دنیا سے فارغ ہو جاتا ہے اور نفس مولیٰ کے سپرد ہو جاتا ہے اور اس کی عبادت خود اسی کے گھر میں ہوتی ہے اور خود مولائے کریم کے قلعہ میں بند ہو جاتا ہے۔

(ب) مطلب:

مشروع بالکتاب: اس لیے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ اِس آیت سے اعتکاف کی مشروعیت کتاب اللہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

السنة: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں کی روایت ہے: أن النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم كان يعتكف في العشر الأواخر من رمضان منذ قدم المدينة إلى أن توفاه الله تعالى. لہٰذا اس عمل شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اعتکاف سنت ہے، حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا ہے۔ حضرت امام زہری کا بیان ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اِس بات پر تعجب ہے کہ لوگ کس طرح اعتکاف کو ترک کرتے ہیں، حالانکہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اور فرائض و واجبات

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے علاوہ میں یہ عمل تھا کہ کبھی کبھی ترک بھی فرمادیا کرتے تھے؛ لیکن اعتکاف کو آخری وقت تک ترک نہیں فرمایا۔ (مراقی الفلاح)

التحصن بحصنہ: یعنی مسجد جو اللہ تعالیٰ کا قلعہ ہے اس میں رہ کر عبادت کی جاتی ہے اور ظاہری بات ہے کہ آدمی قلعہ اسی لیے بناتا ہے کہ اس میں رہ کر اپنی حفاظت کرے اور مسجد اللہ تعالیٰ کا قلعہ ہے، جب انسان اس کے اندر رہ کر عبادت کرے گا تو شیطان وغیرہ نہیں آسکیں گے؛ اس لیے کہ جب ایک دنیاوی بادشاہ اس قدر کرتا ہے کہ جب کوئی اس کے قلعہ کے اندر چلا جاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ جو تمام قلعوں کا مالک ہے جب آدمی اپنے آپ کو اس کے قلعہ میں ڈال دے گا تو وہ ضرور بالضرور اس کی مدد کرے گا اور اس کو دشمن سے بچائے گا۔

محل امتحان نمبر (۵۴)، نورالایضاح: ص (۱۰۰)

وَشَرْطُ وُجُوبِ أَدَائِهَا حَوْلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْأَصْلِيِّ وَأَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ مَجَانِسِهِ وَيُزَكَّى بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْأَصْلِيِّ سَوَاءٌ أُسْتُفِيدَ بِتِجَارَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ أَوْغَيْرِهِ وَلَوْعَجَّلَ ذُوْ نِصَابٍ لِسِنِيْنَ صَحَّ وَشَرْطُ صِحَّةِ أَدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارِنَةٌ لِأَدَائِهَا لِلْفَقِيرِ أَوْوَكِيلِهِ أَوْلِعَزْلِ مَاوَجَبَ وَلَوْمُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) زکوٰۃ کی تعریف کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

اور زکوۃ کی ادائیگی کے وجوب کے لیے سال کا گزرنا شرط ہے، نصاب اصلی پر اور جو سال کے درمیان میں بڑھا ہے اسے اس کی جنس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور پورے سال کی زکوۃ دی جائے گی خواہ وہ مالِ تجارت سے حاصل ہوا ہو یا میراث سے یا اس کے علاوہ سے اور اگر صاحبِ نصاب دو سال کی زکوۃ پہلے دے دے تو صحیح ہے اور اس کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے نیت کا فقیر کو دیتے وقت یا اس وکیل کو یا جو مقدار واجب ہوتی ہے اس کے جدا کرنے کے وقت ملا ہونا ضروری ہے۔

(ب) مطلب:

زکوۃ کی ادائیگی کے لیے حولانِ حول شرط ہے؛ اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے: لا زکوۃ في مال حتی یحول علیه الحول اس لیے کہ بڑھوتری کے لیے ایک مدت پوری ہے کہ اتنے دنوں تک مال میں زیادتی ہوتی رہی، چونکہ تجارت وکاروبار وغیرہ میں ایسا ہوتا ہے کہ پہلے نفع ہونے لگتا ہے پھر بعد میں نقصان ہوجاتا ہے، لہٰذا شریعت یہ نہیں چاہتی کہ بس جب آدمی مالدار ہو اس وقت اس سے لے اور غریب کرکے اس کو چھوڑ دے؛ بلکہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ غریبوں کو دے دے اور جب وہ خود غریب ہوگیا تو اب اس کو دینا چاہیے نہ لینا۔

المستفاد: جو مال درمیان سال میں ملا ہے وہ دو حال سے خالی نہیں ہوسکتا، یا تو وہ اس مال کے جنس سے ہوگا جو پہلے سے اس کے پاس موجود تھا یا اس مال کے ہم جنس نہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوگا؛ بلکہ اس مستفاد کی جنس الگ ہوگی، اب ان دوصورتوں میں دو حالت ہوگی: ایک یہ مال جو حاصل ہوا ہے وہ پہلے مال کی وجہ سے ہوگا یا علیحدہ سے پہلے مال سے اس کا تعلق نہ ہوگا، اب یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس مال کے ہم جنس ہے اور اسی کا ثمرہ بھی ہے مثلاً بکری تھی اور اس کو بچہ پیدا ہوگیا اسی طرح ایک صورت اور ہوسکتی ہے کہ پہلے مال کے ہم جنس تو ہو؛ مگر اس کے ثمرہ میں نہ حاصل ہوا ہو؛ بلکہ الگ سے ملا ہو جیسے کسی کے پاس پہلے سے بکریاں موجود تھیں اور اب اس کے بعد اس کو ترکہ وغیرہ میں اور بکریاں مل گئیں، ان دونوں صورتوں میں اس مال مستفاد کو پہلے مال کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اس کی تیسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس مال کے ہم جنس تو نہیں؛ لیکن اسی کا ثمرہ کہا جاسکتا ہو، مثلاً کسی کے پاس بہت ساری گائیں تھیں، اور وہ سب کی سب مرگئیں، اب اس نے ان گایوں کی کھال نکلوالی اور اس کو بیچ کر اسی پیسہ سے تجارت شروع کردی۔ اور اس کی چوتھی صورت یہ ہے کہ نہ تو وہ مال مستفاد اس کے ہم جنس ہے اور نہ اس کا ثمرہ ہے، مثلاً کسی کے پاس پہلے سے مال موجود تھا اور اس کو کسی نے بکریاں ہبہ کردیں اور ان بکریوں کی تعداد نصاف کی مقدار ہے تو اب ان دونوں صورتوں میں اس حاصل شدہ مال کی زکوٰۃ الگ سے ادا کی جائے گی۔

شــرط: یعنی جس وقت مال ادا کیا جائے اور فقیر وغیرہ کو دیا جائے اس وقت یہ نیت ہونی ضروری ہے اور بلا نیت کے زکوٰۃ صحیح نہ ہوگی۔

وکیلہ: یعنی ایک آدمی نے کسی کو اپنا وکیل بنادیا کہ تم یہ زکوٰۃ کا مال لے جاؤ اور اس کے مستحق کو دے دو تو اب اس میں اس وقت نیت ضروری ہے کہ جب وہ مال زکوٰۃ وکیل کے سپرد کردے اس وقت شرط نہیں جبکہ وکیل مستحق کو دے۔

لعزل: یعنی اگر کوئی مال کو نکال کر الگ کررہا ہے، مثلاً بکس وغیرہ میں رکھ رہا ہے تو اس وقت جب الگ کرنے لگے اس وقت نیت کرے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) زکوٰۃ کی تعریف:

زکوٰۃ کہتے ہیں کہ مالِ مخصوص کا مالک بنانا ہے، مخصوص شخص کو اس شرط کے ساتھ کہ اس پر سال گزر جائے۔

حل امتحان نمبر (۵۵)، نور الایضاح: ص (۱۰۲)

وَزَكٰوةُ الدَّيْنِ عَلٰى أَقْسَامٍ فَإِنَّهُ قَوِيٌّ وَوَسَطٌ وَضَعِيفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التِّجَارَةِ إِذَاقَبَضَهُ وَكَانَ عَلٰى مُقِرٍّ وَلَوْمُفْلِسًا أَوْعَلٰى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضٰى وَيَتَرَاخٰى وُجُوبُ الْأَدَاءِ إِلٰى أَنْ يَقْبِضَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَفِيهَا دِرْهَمٌ لِأَنَّ مَادُوْنَ الْخُمُسِ مِنَ النِّصَابِ عَفْوٌ لَازَكٰوةَ فِيْهِ وَكَذَا فِيمَا زَادَ بِحِسَابِهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) قرض متوسط کی تعریف لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور قرض کی زکوٰۃ چند قسموں پر ہے ایک قرض قوی دوسرا قرض متوسط تیسرا قرض ضعیف۔ قرض قوی وہ قرض ہے جو قرض کا بدلہ ہو یا مالِ تجارت کا بدلہ ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ جب اس پر قبضہ کرے تو گزشتہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دنوں کی بھی زکوۃ دے گا، بشرطیکہ وہ ایسے شخص پر ہو جو اس کا اقرار کرتا ہو اگر چہ وہ مفلس ہو یا ایسے انکار کرنے والے پر کہ اس پر بینہ ہو اس قسم کے قرض کی زکوۃ کی ادائیگی کا وجوب چالیس درہم کی وصولیابی تک ملتوی رہے گا اور اس میں ایک درہم ہوگا؛ اس لیے کہ نصاب کے پانچویں حصہ تک زکوۃ معاف ہے اور اسی طرح جو اس میں زیادہ ہوگا اسی حساب سے زکوۃ ہوگی۔

(ب) مطلب:

زکوۃ الدین: اب یہاں سے ایک مسئلہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کا قرض ہے تو اب کیا اس پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ مصنفؒ نے یہ بیان کیا کہ مال مقروض ایک ہی طرح کا نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ تین طرح کا ہوتا ہے، ایک قرض قوی، دوسرا قرض اوسط، تیسرا قرض ضعیف۔

زکّاه لما مضی: قرض قوی کے اندر دو شرطیں ہیں: (۱) قرض دار کو قرض کا اقرار ہو (۲) اگر مدیون منکر ہے؛ لیکن قرض خواہ کے پاس گواہ موجود ہوں اگر قرض دار اقرار کرتا ہے تو اب اگر چہ وہ بھی مفلس ہو جائے تب بھی زکوۃ واجب ہو جائے گی۔

لا زکوٰۃ فیه: اس لیے کہ جب تک پانچواں حصہ وصول نہ ہو جائے اس وقت تک زکوۃ واجب نہ ہوگی، اب یہ سمجھئے کہ اس عبارت کا ظاہر مفہوم کیا ہے، اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ مثلاً ۶۰ درہم وصول ہوئے تو ڈیڑھ درہم اور اگر ستر وصول ہوئے تو پونے دو درہم واجب ہو جائیں گے؛ چنانچہ صاحبین کا مسلک یہی ہے، مگر امام صاحب کے نزدیک چالیس سے کم میں معاف ہے یعنی اس سے کم میں زکوۃ نہیں؛ لہٰذا اس عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ چالیس درہم سے زیادہ پر بھی یہی حکم ہوگا کہ جب مزید چالیس درہم وصول ہو جائیں گے تو ایک درہم زکوۃ واجب ہوگی۔ (طحطاوی)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) قرض متوسط کی تعریف:

قرض متوسط یہ ہے کہ جو تجارت کے بدلہ واجب نہ ہو جیسے: استعمال شدہ کپڑوں کی قیمت اور خدمت کے غلام۔

محل امتحان نمبر (۵۶)، نور الایضاح: ص (۱۰۳)

وَإِذَاقَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لَاتَجِبُ زَكٰوةُ السِّنِيْنَ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَـابِقٍ وَمَفْقُوْدٍ وَمَغْصُوْبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِي الْبَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِي مَفَازَةٍ أَوْدَارٍ عَظِيْمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ مَكَانَهُ وَمَاخُوذٍ مُصَادَرَةً وَمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لَايَعْرِفُهُ وَدَيْنٍ لَابَيِّنَةَ عَلَيْهِ وَلَايُجْزِئُ عَنِ الزَّكٰوةِ دَيْنٌ أُبْرِئُ عَنْهُ فَقِيْرٌ بِنِيَّتِهَا وَصَحَّ دَفْعُ عَرْضٍ وَمَكِيْلٍ وَ مَوْزُوْنٍ عَنْ زَكٰوةِ النَّقْدَيْنِ بِالْقِيْمَةِ وَإِنْ اَدّىٰ مِنْ عَيْنِ النَّقْدَيْنِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزْنُهُمَا أَدَاءً كَمَا اعْتُبِرَ وُجُوْبًا وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوْضِ إِلٰى الثَّمَنَيْنِ وَالذَّهَبِ إِلٰى الْفِضَّةِ قِيْمَةً.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) بوضاحت مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور جب مالِ ضمار پر قبضہ ہو گیا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوگی، اور یہ اس بھاگا ہوا غلام اور گمشدہ مال اور ایسا مغصوب کہ جس پر بینہ نہ ہو، اور اس مال کی طرح ہے جو دریا میں گر گیا ہو اور اس مال کی طرح جو کسی جنگل میں دفن کر دیا گیا ہو یا کسی بڑے گھر میں دبا دیا گیا ہو اور پھر اس کی جگہ بھول گیا ہو یا اس مال کی طرح ہے جو تاوان میں اس سے لیا گیا تھا، اور اس کی طرح ہے کہ جس کے پاس رکھ دیا اور اس کو پہچانتا نہیں اور اس قرض کی طرح ہے کہ جس پر کوئی گواہ نہیں ہے اور کافی نہیں ہے وہ قرض کہ جس سے فقیر کو بری کر دیا گیا ہو اس کی نیت سے اور صحیح ہے عرض اور مکیل اور موزون کا دینا دونقدوں کے بدلے قیمت کے برابر، اور اگر خالص نقدین سے ادا کرتا ہے تو اس میں ان دونوں کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی طرح ادائے زکوٰۃ میں بھی وزن کا اعتبار کیا جائے گا جس طرح وجوب زکوٰۃ میں ان کا اعتبار ہے اور عروض کی قیمت کو ہر دو ثمن اور سونے کی قیمت چاندی کے ساتھ شامل کر دی جائے گی۔

(ب) بوضاحت مطلب:

مال الضمار: اس سے ہر وہ مال مراد ہے کہ جس کی وصولیابی دشوار ہو یہ دشواری جس طریقے سے بھی ہو۔ (طحطاوی)

ھو کآبق: اب یہاں سے مالِ مغصوب کی مثال دے رہے ہیں کہ خواہ وہ اس طور سے ہو کہ غلام خرید کر لایا تھا یا جانور اور وہ بھاگ گیا یا اسی طرح سے اس کے پاس مال تو موجود تھا اور وہ مقدارِ نصاب بھی تھا؛ لیکن وہ گم ہو گیا یا اسی طرح اس کے پاس جو کچھ تھا اس کو کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس کوئی شہادت دینے والا بھی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

موجود نہیں ہے کہ اس پر جا کر شہادت دے دے کہ یہ اس کا مال تھا اور اس نے غصب کرلیا ہے یا اسی طرح دریا میں سفر کر رہا تھا اور اس کا مال دریا میں گر گیا یا اسی طرح سے اس نے جنگل و بیابان میں یا کسی بڑے مکان میں دفن کر دیا اور اب اس کو جگہ بھی معلوم نہیں ہے کہ کہاں دفن کیا تھا؛ لیکن اگر چھوٹا مکان ہوگا تو اس کا یہ حکم نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اس کو کھودا جا سکتا ہے۔

ماخوذ مصادرة: ایک آدمی پر حاکم نے کسی طرح کا جرمانہ لگا دیا اور پھر اپیل کے بعد اس کو واپس کر دیا یا اسی طرح بدمعاشوں نے کسی عزیز کو اغوا کر کے اس کی رقم لے لی پھر بعد میں اس کو واپس کر دیا تو جس عرصہ تک اس کے پاس سے وہ مال چلا گیا تھا اس وقت تک کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ اس لیے کہ اُسے اُمید نہیں تھی کہ وہ واپس کر دے گا۔

دین ابرئ عنه: یعنی جس وقت قرض دے رہا تھا اس وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں تھی، بعد میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ بلکہ پھر دوبارہ ادا کرنی ہوگی؛ اس لیے کہ نیت کا ملا ہونا ضروری ہے۔

عین النقدین: یعنی اگر سونے کی زکوٰۃ دے رہا ہے تو سونے کا اعتبار کیا جائے گا، یا اگر چاندی کی زکوٰۃ دے رہا تھا تو اب چاندی کے وزن کا اعتبار ہوگا۔

محل امتحان نمبر (۵۷)، نور الایضاح: ص (۱۰۸)

وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِي الْحَوْلِ إِنْ كَمُلَ فِي طَرَفَيْهِ فَإِنْ تَمَلَّكَ عَرْضًا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَايُسَاوِي نِصَابًا وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ بَلَغَتْ قِيمَتُهُ نِصَابًا فِي آخِرِ الْحَوْلِ لَاتَجِبُ زَكوٰتُهُ لِذَالِكَ الْحَوْلِ. وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالًا وَنِصَابُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الْفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِيْ كُلُّ عَشَرَةٍ مِنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ وَمَازَادَ عَلٰى نِصَابٍ وَ بَلَغَ خُمْسًا زَكَّاهُ بِحِسَابِهٖ وَمَاغَلَبَ عَلَى الْغِشِّ فَكَالْخَالِصِ مِنَ النَّقْدَيْنِ وَلَازَكٰوةَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّآلِيْ إِلَّا أَنْ يَتَمَلَّكَهَا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ كَسَائِرِ الْعُرُوْضِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اگر سال کے دونوں جانب نصاب پورا ہوا ہو تو درمیان سال میں نصاف کے کم ہونے سے کچھ نقصان نہیں ہوتا اگر کوئی شخص کسی مال پر بہ نیت تجارت مالک ہوا اور نصاب کی مقدار نہیں تھا اور اس کے پاس اور مال نہیں تھا، پھر اس مال کی مقدار اخیر سال میں نصاب کی مقدار ہو گیا تو اب اس سال کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اور سونے کا نصاب ۲۰ مثقال ہے اور چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے ان درہموں میں سے کہ جس کے ہر دس درہم سات مثقال کے ہوں اور جو نصاب کے پانچویں حصہ کے برابر ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ اسی کے حساب سے دی جائے گی اور جو کھوٹے پر غالب ہو تو اس کو سونے اور چاندی کے خالص کی طرح مانا جائے گا۔ اور جواہر و موتیوں میں زکوٰۃ نہیں؛ مگر جبکہ تجارت کی نیت سے اس کا مالک ہو جائے جیسا کہ دوسرے سامانوں میں ہوتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

نقصان النصاب: یعنی ایک آدمی شروع سال میں اس مقدار کا مالک تھا، کہ وہ نصابِ زکوٰۃ کے مقدار تھا اور درمیان سال میں اس کے اندر کمی آگئی؛ لیکن سال کے ختم ہونے سے قبل وہ پھر نصاب کا مالک ہوگیا تو اب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ اس لیے کہ وجوب اور حولانِ حول میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے کہ دونوں طرف برابر ہو۔

لایساوي نصاباً: اب یہاں سے دوسری شق بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی کے پاس جس وقت اس نے تجارت شروع کی تھی نصاب کی مقدار مال نہیں تھا؛ لیکن آخر سال میں اس کے پاس نصاب کی مقدار مال ہوگیا تو اب اس پر اس سال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ اس لیے کہ سال کے شروع میں وہ نصابِ زکوٰۃ کا مالک نہیں تھا۔

نصاب الذهب عشرون مثقالًا: سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے، اور چاندی کا نصاب دوسو درہم کے وزن کے برابر ہے، جو ہندوستان کے وزن کے اعتبار سے ۵۲/تولہ ہوتا ہے، اب زکوٰۃ ادا کرنے میں اگر چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دی جارہی ہے تو وزن کے لحاظ سے چالیسواں حصہ دیا جائے گا، اب اگر کسی کے پاس سو تولہ چاندی ہے تو اس کی زکوٰۃ میں ڈھائی تولہ چاندی دی جائے گی، جیسا کہ ابھی اس سے قبل لکھا جاچکا ہے۔

فائدہ: ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے، اس حساب سے بیس مثقال کے نوّے ماشہ یعنی ساڑھے سات تولے ہوئے۔

الدراهم: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں تین طرح کے درہم رائج تھے، ایک تو وہ تھا جو ایک مثقال کے برابر ہوتا تھا، دوسرا ایک درہم وہ تھا جو ایک نصف مثقال کے برابر ہوتا تھا، اور تیسری قسم وہ دراہم تھے کہ دس درہم چھ مثقال کے برابر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں بھی یہی رائج رہے؛ لیکن حضرت عمرؓ نے جب زمامِ حکومت سنبھالی تو اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کس کو مقدارِ زکوٰۃ کہا جائے، اس وقت ان تینوں کے درمیان تناسبت نکالا گیا یعنی تینوں قسم کے درہم دس دس کا وزن ۲۱ مثقال کا ہوتا تھا ان کو تین پر تقسیم کردیا گیا، اب اس کے بعد ایک ایسی قسم نکل گئی جس کے دس درہم سات مثقال کے برابر ہونے لگے اور اسی کو اصطلاحِ فقہاء میں ''سبعہ'' کہا جاتا ہے۔

علی الغش: یعنی اگر کوئی سامان تیار کیا گیا اور اس میں کسی اور چیز کی آمیزش ہے تو اب یہ دیکھا جائے گا کہ کون سی چیز زائد ہے اگر سونا اور چاندی زائد ہے تو اسی کا حکم ہوگا اور اگر دھات زائد ہے تو اب اسی کا حکم ہوگا، غرضیکہ زیادتی کا اعتبار کیا جائے گا۔

محل امتحان نمبر (۵۸)، نورالایضاح: ص (۱۱۵)

هُوَ الْفَقِيْرُ وَهُوَ مَنْ يَّمْلِكُ مَالَايَبْلُغُ نِصَابًا وَلَاقِيْمَتَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ وَلَوْصَحِيْحًا مُكْتَسِبًا، وَالْمِسْكِيْنُ وَهُوَ مَنْ لَاشَيْءَ لَهُ، وَالْمُكَاتَبُ وَالْمَدْيُوْنُ الَّذِيْ لَايَمْلِكُ نِصَابًا وَلَاقِيْمَتَهُ فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهٖ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ أوِالْحَاجِّ، وَابْنُ السَّبِيْلِ وَهُوَ مَنْ لَهُ مَالٌ فِيْ وَطَنِهٖ وَلَيْسَ مَعَهُ مَالٌ وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا يُعْطٰى قَدْرَ مَايَسَعُهُ وَأَعْوَانَهُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) ''ھو'' ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب

(الف) ترجمہ:

وہ فقیر ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ ایسے مال کا مالک ہو جو نصاب کی مقدار کو نہ پہنچے اور جو مال بھی ہو اس کی قیمت نصاب کی مقدار کو نہ پہنچے، اگر چہ وہ تندرست کمانے والا ہو۔ اور مسکین اور وہ ایسا شخص ہے کہ جس کے پاس مال بھی نہ ہو، اور مکاتب اور مدیون کہ جو نصاب کی مقدار کا مالک نہ ہو اور اس کے پاس اس قدر قیمت ہو کہ جو قرض سے زائد ہو، اور فی سبیل اللہ یعنی وہ شخص جو غازیوں یا حاجیوں سے الگ رہ گیا ہو، اور ابن سبیل وہ ایسا شخص ہے کہ اس کے وطن میں اس کے پاس مال موجود ہے؛ لیکن اس کے ساتھ مال نہیں ہے اور عاملِ زکوۃ اس کو اس کی اور اس کے مددگاروں کے لیے کافی ہو۔

(ب) مطلب:

مصنفؒ ابھی تک یہ بیان فرما رہے تھے کہ کن لوگوں پر اور کب زکوۃ واجب ہوتی ہے، جب اسے بیان کر چکے تو اب یہاں سے یہ بیان کرنا چاہ رہے ہیں کہ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ زکوۃ کیا ہے اور کس پر ہے، تو اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ کس کو دیا جائے اور کس کو نہیں، اسی کو یہاں سے بیان کر رہے ہیں۔ قرآن پاک نے جن لوگوں کو زکوۃ دی جائے، ان لوگوں کو بیان کر دیا ہے؛ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (پارہ:۱۰، سورۂ توبہ)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الفقیر: مصارفِ زکوٰۃ میں سب سے پہلے فقیر ہے۔ مصنفؒ نے فقیر کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کے پاس مال ہو؛ لیکن بعض حضرات نے اس کے خلاف تعریف کی ہے۔

المسکین: مسکین وہ جس کے پاس مال نہ ہو، بعض حضرات نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ جس کے پاس ایک وقت کھانے کا ہو اور دوسرے وقت کے لیے نہ ہو۔

المکاتب: ایسا غلام جس نے اپنے آقا سے یہ طے کر لیا ہو کہ میں اتنا مال دے دوں گا اس کے بعد آزاد ہو جاؤں گا تو اس کی بھی مدد کرنی چاہیے۔

المدیون: یعنی ایک شخص قرض دار ہے اور اس کے پاس اس مقدار میں مال نہ ہو تو اسے زکوٰۃ کا مال دیا جا سکتا ہے۔

فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ: مثلاً ایک قافلہ جا رہا تھا یا ایک لشکر جا رہا تھا ایک آدمی اس سے جدا ہو گیا تو اسے فی سبیل اللہ کہا جائے گا۔

ابن السبیل: وہ شخص ہے کہ اس کے پاس اس وقت تو مال نہیں ہے؛ لیکن گھر میں اس کے پاس مال موجود ہے، تو اس حالت میں اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ چونکہ مالدار ہے؛ اس لیے زکوٰۃ نہ دی جائے؛ کیونکہ کلامِ پاک میں صراحت کر دی گئی ہے۔

والعامل علیها: یعنی جو زکوٰۃ کو وصول کر رہا ہے اس کو صرف اس مقدار میں دی جائے گی کہ جو اس کے ساتھیوں کے لیے کافی ہو۔

(ج) ”ھو“ ضمیر کا مرجع:

”ھو“ ضمیر کا مرجع مصرفِ زکوٰۃ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محل امتحان نمبر (۵۹)، نور الایضاح: ص (۱۱۹)

تَجِبُ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ أَوْقِيمَتِهٖ وَإِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٌ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَحَوَائِجِ عِيَالِهٖ وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيْرُ وَهِيَ مَسْكَنُهٗ وَأَثَاثُهٗ وَثِيَابُهٗ وَفَرَسُهٗ وَسِلَاحُهٗ وَعَبِيْدُهٗ لِلْخِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَأَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ وَإِنْ كَانُوْا أَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهُمْ مِنْ مَّالِهِمْ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب اِس طرح بیان کریں کہ عبارت کا ہر ہر جزء واضح ہو جائے۔

جواب

(الف) ترجمہ:

صدقۂ فطر آزاد مسلمان جو نصاب کا مالک ہو یا اس کی قیمت کا اس پر واجب ہوتا ہے اگر چہ اس پر سال نہ گزرا ہو، عید الفطر کے دن طلوع آفتاب کے وقت واجب ہوتا ہے، اگر چہ وہ مالِ تجارت کے لیے نہ ہو قرض اور اس کی ضرورتِ اصلیہ اور اہل وعیال کی ضرورت سے زائد ہو اور اس میں اعتبار کافی کا ہوگا فرض کر لینے کا نہیں اور وہ اس کے رہنے کا گھر اور اس کا سامان اور اس کے کپڑے اور اس کے گھوڑے اور اس کے اسلحے اور خدمت کا غلام لازمی ہے تو اس کو اپنی طرف سے نکالے گا اور چھوٹے لڑکوں محتاجوں کی طرف سے اور اگر وہ غنی ہوں تو ان کے مال سے نکالے گا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب کی اچھی طرح وضاحت:

مصنفؒ ابھی تک عام زکوٰۃ کو بیان کر رہے تھے کہ اس پر جب حولانِ حول ہوجائے اور وہ تمام شرائط موجود ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے، اس میں کسی مہینہ کی شرط نہیں ہے؛ چونکہ وہ عام ہے؛ اس لیے اسے پہلے بیان کیا اور اس کے بعد اب ایک خاص قسم کو بیان کر رہے ہیں، بعض حضرات نے اس کو کتاب الصوم میں بیان کیا ہے اور ان کے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کے مہینہ میں واجب ہوتا ہے؛ اس لیے اس کو کتاب الصوم میں بیان کیا؛ لیکن جن لوگوں نے کتاب الزکوٰۃ میں بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بھی ایک طرح کی مالی عبادت ہے؛ اس لیے کتاب الزکوٰۃ سے مناسبت ہے نیز جو شرطیں زکوٰۃ کے وجوب کے واسطے ہیں وہی اس میں بھی داخل ہیں؛ اس لیے اس کو اس میں بیان کیا، تاکہ ان شرائط کو بار بار ذکر نہ کرنا پڑے۔

تجب علٰی حر مسلم: لقوله عليه السلام في خطبته أدوا عن كل مسلم حر و عبد صغير و كبير نصف صاع من بر أو صاعا من شعير.

حریت کی قید اس وجہ سے لگائی تاکہ تملیک صحیح ہوجائے اور اس قید سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ غلام پر واجب نہیں ہے اور مسلمان کی قید اس وجہ سے ہے کہ یہ ایک عبادت ہے اور کافر کے اوپر بحالتِ کفر عبادت نہیں ہوتی؛ لہٰذا اس قید سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کافر پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔

مالک لنصاب: نصاب کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک وہ کہ جس میں نماز شرط ہے، زکوٰۃ اور مال نامی کا تعلق اسی قسم کے نصاب سے ہوتا ہے (۲) وہ نصاب جس کی وجہ سے چار حکم ثابت ہوجائیں (۱) زکوٰۃ لینا حرام ہوجائے (۲) وجوب قربانی (۳) صدقۂ فطر واجب ہوجائے (۴) قریبی رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوجائے۔ اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس میں تجارت کی وجہ سے نمو اور حولانِ حول ضروری نہیں۔ (طحطاوی بزیادۃ) قسمِ اوّل اور دوم کے نصاب کی مقدار دوسو درہم چاندی یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی قیمت کی چیزیں ہیں اور تیسری قسم کے نصاب کی مقدار بعض علماء کے نزدیک تو یہ ہے کہ اس کے پاس ایک دن کی روزی ہو اور بعض علماء نے ۵۰/درہم بیان فرمائی ہے یعنی نصابِ زکوٰۃ کی چوتھائی چاندی سونا یا اس کی قیمت کی چیزیں اگر اس کی ملک میں ہیں تو اس کے لیے سوال کرنا حرام ہے۔

عندطلوع الفجر: اب یہاں سے وجوب کا اوّل وقت بیان فرمارہے ہیں کہ یہ صدقۂ فطر واجب کب ہوتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اس سے پہلے مرگیا، یا اسی طرح ایک شخص طلوعِ فجر کے بعد مشرف باسلام ہوا یا اسی طرح کوئی عید کے دن طلوعِ فجر کے بعد پیدا ہوا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا؛ البتہ اگر کسی نے رمضان کے مہینہ میں ادا کردیا تو جائز ہے۔

الکفایۃ: اُصولِ فقہ کے اعتبار سے بعض عبادتوں میں صرف امکان شرط ہوتا ہے مثلاً زکوٰۃ کے نصاب میں نمو اور افزائش مال کا امکان شرط ہے، یعنی یہ کہ سونا چاندی ہو یا دیگر سامان ہو تو اس میں تجارت کی نیت ہو اس میں ضروری نہیں کہ فی الواقع زیادتی ہو، یا مثلاً سفر میں فرض کرلیا گیا ہے کہ تکلیف ضروری ہے یہ ضروری نہیں کہ حقیقت میں تکلیف ہو، راحت و آرام سے سفر کرنے والا بھی اسی طرح قصر کرے گا اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کا اختیار رکھے گا اور بعض اُمور میں قدرتِ میسرہ شرط ہے یعنی یہ کہ اس وقت اس کے پاس وہ سہولت موجود ہو یہاں امکان کافی نہیں، اسی اُصول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہاں پر بھی یہ شرط ہے کہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بال بچوں کی ضرورت کے لیے کافی ہورہا ہو، صرف کافی ہوسکنے کا امکان کافی نہیں۔ (ماخوذ)

عن نفسہ: لحدیث ابن عمرؓ قال فرض رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وسلم زکوٰۃ الفطر علی الذکر والأنثی یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو ہر مذکر ومؤنث پر فرض قرار دیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اغنیاء: مثلاً ان کو کسی نے وصیت کردی تھی کہ میرے مال سے اس مقدار میں ان کو دے دیا جائے، تو اب اس صورت میں ان کے مال سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔

محل امتحان نمبر (۶۰)، نور الایضاح: ص (۱۲۰)

وَلَاتَجِبُ عَلَى الْجَدِّ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاُخْتِيرَ أَنَّ الْجَدَّ كَالْأَبِ عِنْدَ فَقْدِهٖ أَوْفَقْرِهٖ وَعَنْ مَمَالِيكِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهٖ وَأُمِّ وَلَدِهٖ وَلَوْكُفَّارًا لَاعَنْ مُكَاتَبِهٖ وَلَاعَنْ وَلَدِهِ الْكَبِيرِ وَزَوْجَتِهٖ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَآبِقٍ إِلَّا بَعْدَ عَوْدِهٖ وَكَذَا الْمَغْصُوبُ وَالْمَأْسُورُ وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْدَقِيقِهٖ أَوْسَوِيقِهٖ أَوْصَاعُ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْشَعِيرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِي.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عبارت کا مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور ظاہر روایت کے مطابق پوتوں کا صدقۂ فطر دادا پر واجب نہیں ہوتا اور اختیار یہ کیا گیا ہے کہ باپ کے نہ ہونے کے وقت دادا باپ کی طرح ہے یا باپ کے غریب ہو جانے کے وقت اور اپنے خدمت کے غلاموں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور مدبرہ اور اُمِّ ولد کی طرف سے فطرہ نکالنا ہوگا اگر چہ یہ کافر ہی کیوں نہ ہوں مگر جبکہ مکاتب ہو، نہ بڑے لوگوں کی طرف سے نہ اپنی بیوی کی جانب سے نہ اس غلام کی جانب سے جو مشترک ہو نہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے؛ مگر جب کہ لوٹ آیا ہو یہی حکم چھپے ہوئے غلام اور قیدی غلام کا ہے، اور یہ صدقۂ فطر نصف صاع گیہوں میں سے یا اس کے آٹے میں سے یا اس کے ستو میں سے یا ایک صاع چھوہارے اور کشمش یا جو میں سے اور یہ آٹھ رطل عراقی ہے۔

(ب) مطلب:

في ظاهر الرواية: یعنی ظاہر روایت میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر باپ نہ ہو اور پوتے چھوٹے ہوں تو اس صورت میں اس کا صدقہ فطر دادا پر واجب نہ ہوگا؛ اس لیے کہ دادا کی ولایت مطلق نہیں ہوتی۔

اختير: لیکن مختار مذہب یہ ہے کہ دادا مثل باپ کے ہے خواہ باپ موجود ہی نہ ہو یا اسی طرح سے باپ تو ہو؛ لیکن وہ غریب ہو ہر صورت میں باپ کا قائم مقام اور اس کے مثل دادا کو مانا جاتا ہے۔

للخدمة: یہ قید لگا کر اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر غلام تجارت کے لیے ہے تو اس کا یہ حکم نہیں ہے؛ لیکن اگر چہ غلام مدیون ہو، مستاجر ہو، یا مرہون ہو، ہر ایک کے ہونے کے وقت مولا پر صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

مدبرہ: اس غلام کو کہا جاتا ہے جس کو اس کے مولا نا نے یہ کہہ دیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد یا اسی طرح فلاں کام کے ہو جانے کے بعد تو آزاد ہے تو اس کا صدقۂ فطر بھی مولا نا کے اوپر ہے، اور اس کو ادا کرنا واجب ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اُمّ ولدہ: جس سے مولا کے صحبت کے بعد اولاد پیدا ہوگئی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ مولا کے مرنے کے بعد یہ باندی خود آزاد ہو جائے گی۔

ثمانیۃ ارطال: علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ ایک رطل ایک سو پانچ درہم کا ہوتا ہے اور آٹھ رطل ایک ہزار چالیس درہم کا، اور جبکہ ایک درہم تقریباً ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے تو ایک ہزار چالیس درہم تقریباً تین سو تین تولے کے ہوں گے۔ (طحطاوی) لیکن شیخ مخدوم ہاشم بن عبدالغفور سندھی کی تحقیق یہ ہے کہ ایک صاع ایک سو سترہ تولہ کا ہوتا ہے اور حضرت العلامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے؛ لیکن صدقۂ فطر اگر زیادہ دے دیا جائے تو بہتر یہی ہے۔

حل امتحان نمبر (۶۱)، نورالایضاح: ص (۱۲۵)

هُوَ زِيَارَةُ بِقَاعٍ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوصٍ فِي اَشْهُرِهٖ وَهِيَ شَوَّالٌ وَ ذُوالْقَعْدَةِ وَعَشَرُ ذِي الْحِجَّةِ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ وَشُرُوْطُ فَرْضِيَّتِهٖ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ اَلْاِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْبِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسَطٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

حج چند مخصوص جگہوں کی زیارت کرنی ہے، فعل مخصوص کے ساتھ، حج

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے مہینوں میں، اور حج کا مہینہ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں، علی الفور ایک مرتبہ فرض ہے صحیح مذہب کے مطابق حج فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، صحیح مذہب کے مطابق، مسلمان ہونا، عاقل ہونا، اور بالغ ہونا اور آزاد ہونا اور وقت کا ہونا اور متوسط توشہ پر قادر ہونا اگر چہ مکہ تک ہی ہو۔

(ب) مطلب:

مصنفؒ ابھی اسلام کے تینوں احکام کو بیان کر رہے تھے، جب ان کو بیان کر چکے اور ان کے احکامات کو ذکر کر چکے تو اب یہاں سے کتاب الحج کو شروع کر رہے ہیں، حج اسلام کا ایک رکن ہے اس کی فرضیت قرآن پاک سے ثابت ہے؛ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ حج کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

مصنفؒ نے اس کو چند وجوں سے مؤخر کیا، اوّل حدیث پاک کی اتباع کے لیے؛ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بني الإسلام علی خمس إلخ میں سب سے بعد میں حج کو ذکر کیا ہے؛ اس لیے مصنفؒ نے کمالِ اتباع میں مؤخر کیا، ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہوتا ہے، برخلاف دوسری عبادتوں کے کہ بعض تو دن رات میں پانچ مرتبہ بعض سال میں ایک مرتبہ نیز حج میں مالی اور بدنی عبادت دونوں شامل ہیں؛ اس لیے دونوں کو ذکر کرنے کے بعد اس کے مجموعہ کو بیان کر رہے ہیں۔

فائدہ: حج کرنے والے کے لیے زیادہ مناسب ہے کہ اگر اس کے والدین باحیات ہوں تو ان سے اجازت لے؛ لیکن اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت تھی اور اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے باوجود اس نے اجازت طلب نہیں کی تو یہ گنہگار ہوگا اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ مکروہ ہیا ور دادا اور دادی جس وقت کہ باپ نہ ہو ان سے اجازت حاصل کی جائے گی اور باپ کو اس بات کی اجازت حاصل ہوگی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہے اگر چہ بالغ ہو اس کو نکلنے سے منع کر دے یہاں تک کہ اسے داڑھی نکل جائے؛ اس لیے کہ یہ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے مشابہ ہوتے ہیں اور لڑکیوں کے بالمقابل اس میں فتنہ زیادہ ہے اور اگر حج کرنے والا قرض دار ہو تو اس سے اجازت حاصل کر لینی بہتر ہے، اسی طرح ارادہ کے بعد استغفار زائد کرنا ضروری ہے۔ (حاشیہ شیخ الادبؒ)

بقاع مخصوص: بادشاہوں اور سلاطین کے یہاں حاضر ہونے اور شرفِ ملاقات پانے کے لیے کچھ احکامات اور آداب ہوتے ہیں، مخصوص لباس ہوتا ہے، سلام کرنے اور نذرانہ پیش کرانے کے قواعد ہوتے ہیں، بیٹھنے اور اُٹھنے اور گفتگو کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے، یہ نہیں کہ آپ اپنے گھر میں شب خوانی کے لباس میں ملبوس ہیں اور اگر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا تو اسی لباس میں آپ چلے جائیں؛ لہٰذا احرام کا باندھنا رب البیت کی بارگاہ جلال کے لیے مخصوص فعل اور لباس ہے اور یہ بھی ایک خاص مہینہ میں کہ شوال سے لے کر دس ذی الحجہ تک حج کیا جا سکتا ہے؛ اس لیے بادشاہوں سے ملاقات کرنے کے چند مخصوص اوقات ہوتے ہیں۔

علی الفور: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس سال حج فرض ہوتا ہے اسی سال ادا کیا جانا چاہئے، اگر اس سال ادا نہ کیا اور دوسرے سال کیا تب بھی قضاء نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اس کی مدت تمام عمر تک ہے؛ لہٰذا جب بھی ادا کرے گا ادا ہو جائے گا؛ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس تاخیر کی وجہ سے گنہگار ضرور ہوگا؛ اس لیے کہ ایک فرض تھا جسے وہ اسی وقت ادا کر سکتا تھا؛ لیکن قدرت کے باوجود ایک فرض کو مؤخر کیا۔

في الأصح: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کب واجب ہوتا ہے؟ امام

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ علی الفور واجب ہوتا ہے اور امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک علی التراخی واجب ہوتا ہے۔ امام اعظمؒ سے کسی نے اس کے بارے میں سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس مال ہے اور اس نے ابھی تک نکاح بھی نہیں کیا ہے تو کیا وہ اب پہلے نکاح کرے یا پہلے حج کرے؟ تو آپؒ نے جواب دیا کہ پہلے حج کرے۔ (حاشیہ ہدایہ)

الإسلام: اس قید سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ مسلمان ہونا فرضیت حج کے لیے ضروری ہے؛ لہٰذا اس کے علاوہ جو لوگ بھی ہیں ان پر حج فرض نہیں؛ لہٰذا اس سے ایک بات اور معلوم ہوگئی کہ اگر کافر مالدار تھا اور وہ اسلام لے آیا اور اس کے بعد غریب ہوگیا تو اس مالداری کی وجہ سے اس پر واجب نہ ہوگا، برخلاف اس صورت کہ ایک مسلمان مالدار تھا اس پر حج فرض ہو چکا تھا اور اس نے حج نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ غریب ہوگیا تو اب اس کے ذمہ حج باقی رہے گا۔ (طحطاوی)

العقل: اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ بچے اور مجنون پر حج فرض نہیں۔

الحرية: لقوله عليه السلام أيما عبد حج عشر حجج ثم اعتق فعليه حجة الإسلام اور اس کے اندر مدبر، ماذو، مکاتب وغیرہ سب داخل ہیں، کسی پر بھی حج فرض نہیں۔

البلوغ: لقوله عليه الصلوٰة والسلام أيما صبي حج عشر حجج ثم بالغ فعليه حجة الإسلام اس لیے کہ حج فرض ہے اور نابالغ پر اسلام نے کسی چیز کو واجب وفرض نہیں کیا ہے؛ بلکہ صرف اپنے والدین کے تابع ہوتے ہیں۔

الوقت: یعنی عرفات میں قیام کرنے اور طوافِ زیارت کا وقت جو ۹ ذی الحجہ کے دوپہر سے ۱۰ ذی الحجہ تک ہوتا ہے اور اس کے یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ اتنا وقت ملے کہ وہ حج کے موقعہ پر پہونچ سکے، یہ مختلف مقامات کے لحاظ سے مختلف ہوگا، پس اگر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یکم ذی الحجہ کو مصارف وغیرہ کے جملہ شرائط مہیا ہو گئے؛ مگر وہ مکہ معظمہ نہیں پہونچ سکا تو اس پر اس سال حج فرض نہیں ہے اگر وہ بالفرض وفات بھی پاجائے تو اس کی وجہ سے وہ گناہ گار نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اسے وقت نہیں ملا۔ واللہ اعلم بالصواب

القدرۃ: یعنی جن چیزوں کی انسان کو ضرورت ہو، ان کا مہیا ہونا ضروری ہے، اگر وہ چیزیں نہ ہوں گی تو اس پر حج فرض نہ ہوگا، اب یہ چیزیں ہر آدمی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں؛ لہٰذا ہر آدمی کو اس کی ضرورت کے مطابق سامان ہونا ضروری ہوگا۔

محل امتحان نمبر (۶۲)، نور الایضاح: ص (۱۲۶)

وَيَصِحُّ أَدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحُرِّ الْإِحْرَامُ وَالْإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الْوُقُوْفُ مُحْرِمًا بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلٰى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الْجِمَاعِ قَبْلَهُ مُحْرِمًا وَالرُّكْنُ الثَّانِي هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ مَابَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

(ج) ساتھ ساتھ طواف کی شرعی تعریف بھی تحریر کریں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور حج فرض کا ادا کرنا چار چیزوں کی وجہ سے صحیح ہے، جبکہ یہ آزاد میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

موجود ہوں احرام اور اسلام اور یہ دونوں شرط ہیں، پھر اس کے بعد دونوں رکنوں کا ادا کرنا اور وہ دونوں حالتِ احرام میں عرفات کیا اندر ایک لحظہ کے لیے نویں ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے یوم النحر کی صبح صادق کے وقت تک ٹھہر جانا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ حالتِ احرام میں جماع نہ کیا ہو اور دوسرا رکن طوافِ افاضہ کا اکثر حصہ اُس کے وقت کیا جائے اور وہ یوم النحر کی طلوعِ فجر کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

(ب) مطلب:

یصح أداء الفرض: یعنی فریضۂ حج اس وقت ادا ہوگا جبکہ اس کے اندر یہ چار چیزیں موجود ہوں گی، اگر اس کے اندر چار چیزیں جو مصنف نے بیان کی ہیں موجود نہ ہوں گی تو اس کا ادا کرنا درست نہ ہوگا۔

الإحرام: حج عشق و سرمستی اور بندگی و نیازمندی کی ایک عبادت ہے جس میں حاجی کا سوز و گداز قلبی شورش و وارفتگی اور خلوص و دردمندی اس کی سب سے بڑی دولت ہے، اللہ رب العزت حج میں آنے والے مسلمانوں کی رئیسانہ لباس اور اعلیٰ درجہ کے پوشاکوں اور امیرانہ ٹھاٹ باٹ میں نہیں دیکھنا چاہتا ہے؛ بلکہ وہ پسند فرماتا ہے کہ عشاق کے گروہ کے گروہ امن دریدہ، چاک گریباں، سر برہنہ، چہروں پر عشقِ الٰہی کا نور، زبانیں ذکرِ خدا سے تر، دل و دماغ ایک ہی فکر میں مصروف یہ گروہ کے گروہ صرف اس کے بن کر اس کے بندے اس کے عاشق اور اس کے فدائی بن کر دربارِ خداوندی میں حاضر ہوں، ان وارفتہ دل عشاق کے دامن میں ایک بھی تار نہ ہو شاعر نے اس وارفتگی دل عشاق کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

از گریباں چند تارے ماندہ است
اے جنوں دستے کہ کارے ماندہ است

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

احرام کا باندھنا حج کی تیاری ہے۔

عدم الجماع: اگر اس نے جماع کرلیا تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور اب وہ اس سال حج کے اور تمام کام کرے گا؛ لیکن دوسرے سال پھر حج کرنا ضروری ہوگا؛ اس لیے کہ جماع کی وجہ سے اس کا حج فاسد ہو گیا تھا، اب اس بارے میں اختلاف ہے کہ دوسرے سال بیوی کو لائے یا نہ لائے، اس میں تفصیل ہے، جو بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

اکثر: جس کی مقدار چار ہے اور باقی تین واجب ہے، لہٰذا اگر یہ ترک ہوگیا تو اس کو دم کے ساتھ پورا کرنا ممکن ہے، اس کی وجہ سے حج فاسد نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

الإفاضة: طوافِ افاضہ کا آخری وقت ساری عمر ہے؛ لیکن واجب یہ ہے کہ ایامِ نحر میں ۱۰، ۱۱، ۱۲ر تاریخ میں کرلیا جائے، اگر ان دنوں سے تاخیر کی تو دم لازم آئے گا۔

(ج) طواف کی شرعی تعریف:

طواف: طواف کے معنیٰ مطلقاً گھومنے کے آتے ہیں؛ لیکن اصطلاحِ شرع میں طواف خانہ کعبہ کے اردگرد سات مرتبہ چکر لگانے کو کہا جاتا ہے اور ایک مرتبہ گھومنے کو شوط کہا جاتا ہے۔

محل امتحان نمبر (۶۳)، نور الایضاح: ص (۱۲۸)

وَمِنَ السُّنَّةِ هَدْيُ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ وَالْأَكْلُ مِنْهُ وَمِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَمِنَ السُّنَّةِ الْخُطْبَةُ يَوْمَ النَّحْرِ مِثْلَ الْأُولَى يُعَلِّمُ فِيهَا بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكِ وَهِيَ ثَالِثَةُ خُطَبِ الْحَجِّ وَتَعْجِيلُ النَّفْرِ إِذَا أَرَادَهُ مِنْ مِنًى قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ وَإِنْ أَقَامَ بِهَا حَتّٰى غَرَبَتِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ فَلَاشَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ أَسَاءَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) مطلب لکھیں۔

جواب

(الف) ترجمہ:

اور من جملہ سنن میں سے ایک سنت یہ بھی ہے کہ مفرد بالحج قربانی کرے اور اس میں سے کھائے اور نفلی قربانی سے کھائے اور متعہ کی قربانی اور قران کی قربانی میں سے کھانا جائز ہے اس کے علاوہ میں سے نہیں اور سنت میں سے یہ بھی ہے کہ یوم النحر کو خطبہ دے، پہلے کی طرح اور اس میں بقیہ مناسکِ حج کو بتلائے اور حج کے درمیان کا تیسرا خطبہ ہے اور بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروبِ آفتاب سے قبل کوچ کرنے کا ارادہ کرے اور اگر وہاں پر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ غروب آفتاب ہو گیا تو اس ٹھہرنے کی وجہ سے اس پر کچھ نہ ہوگا، ہاں یہ بُرا کرنے والا سمجھا جائے گا۔

(ب) مطلب:

هدی المفرد: حج افراد اس کو کہا جاتا ہے کہ میقات سے حج کے اخیر تک کے لیے احرام باندھا جائے اور اس میں حاجی کے لیے ضروری ہے کہ میقات سے احرام باندھے اور اس میں عمرہ شامل نہیں ہوگا۔

یہ دیکھئے کہ مصنف کیا بیان کرنا چاہ رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حج افراد کرنے والوں کے لیے ایک سنت یہ بھی ہے کہ وہ قربانی کرے اور اس کا گوشت کھائے۔

فقط: یہ لفظ فقط لا کر اس طرف اشارہ کرنا چاہ رہے ہیں کہ قران اور تمتع کے علاوہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں مثلاً جو جانور خطا یا جنایت وغیرہ کے سلسلہ میں واجب ہوتے ہیں ان میں سے کھانا جائز نہیں ہے۔

الخطبة: یعنی قربانی کے دن خطبہ کا دینا بھی سنت ہے اور اس میں باقی احکامات حج بتلائے جائیں گے اور حج کے درمیان میں جو خطبہ ہوتا ہے وہ یہ تیسرا خطبہ ہے دو کا بیان اس سے قبل ہو چکا ہے۔

تعجیل النفر: نون کے فتحہ کے ساتھ اور فاء کے سکون کے ساتھ اور اس کے معنیٰ لوٹنے کے ہیں یعنی منیٰ سے غروبِ آفتاب سے قبل لوٹ آنا سنت ہے اور اگر غروب آفتات تک وہیں ہی ٹھہرا رہا اور وہاں سے کوٹ نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس ٹھہرنے کی وجہ سے اس پر کوئی تاوان نہ ہوگا، ہاں! یہ بات ضرور ہے کہ یہ خلافِ ادب ہے۔ پہلے دن کو یوم النحر کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ لوگ اس میں قربانی کرتے ہیں اور دوسرے دن کو یوم النفر کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ لوگ اس دن کو کوچ کرتے ہیں، اور تیسرے دن کو نفرِ اوّل اور چوتھے دن کو نفر ثانی اور چوتھا دن وہ ۱۳/ ذی الحجہ ہے۔ (جوہرہ بتصرف)

عربی درسی کتابوں کے چند عربی، اردو نوٹ

- فیض القاری — اردو نوٹ — صحیح البخاری
- الحل الرضی — اردو نوٹ — جامع الترمذی
- الحل المفهم — اردو نوٹ — الصحیح لمسلم
- امداد الطحاوی — اردو نوٹ — طحاوی
- الحل المنضود — اردو نوٹ — سنن ابی داود
- مصباح الساری — اردو نوٹ — صحیح البخاری
- کفایۃ الحاجۃ — لحل — اسئلۃ سنن ابن ماجۃ
- تحفۃ الاجودین — لحل — مشکلات الموطین
- لمعات النکات — اردو نوٹ — مشکوۃ المصابیح
- تنظیم الدرایۃ — اردو نوٹ — الهدایۃ سوم
- عمدۃ البدایۃ — اردو نوٹ — الهدایۃ آخرین
- الکفایۃ — عربی نوٹ — الهدایۃ چہارم
- تحفۃ الراجی — اردو نوٹ — السراجی فی المیراث
- الحل المیراث — اردو نوٹ — السراجی فی المیراث
- سراجی کا آسان حل — اردو
- الفرائد — اردو نوٹ — شرح العقائد
- مبادئ الکلام — عربی نوٹ — شرح العقائد
- اشرف الکمالین — اردو نوٹ — تفسیر الجلالین
- عمدۃ الفکر — اردو نوٹ — نخبۃ الفکر
- التقریر الکافی — اردو نوٹ — تفسیر البیضاوی
- معین المتنبی — اردو نوٹ — دیوان المتنبی
- معین المیبذی — اردو نوٹ — المیبذی
- معین الحسامی — لحل — اسئلۃ الحسامی
- مصباح السعایۃ — اردو نوٹ — الهدایۃ دوم
- تحسین المعانی — اردو نوٹ — مختصر المعانی
- عمدۃ البدایۃ — اردو نوٹ — الهدایۃ اول
- عمدۃ البدایۃ — اردو نوٹ — الهدایۃ دوم
- معین العلوم — اردو نوٹ — سلم العلوم
- تحسین الوقایۃ — اردو نوٹ — شرح الوقایۃ اول
- تحسین الوقایۃ — اردو نوٹ — شرح الوقایۃ دوم
- العیون الجاریۃ — اردو نوٹ — المقامات الحریریۃ
- تحسین الحواشی — اردو نوٹ — اصول الشاشی
- معین القدوری — اردو نوٹ — مختصر القدوری
- شافعۃ — اردو نوٹ — کافیہ
- مهمات النحو — اردو نوٹ — هدایۃ النحو

اشرفی

اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی

ASHRAFI BOOK DEPOT

Deoband, Distt. Sahranpur (U.P.) Pin-247554, INDIA
Mobile: 09358001571, Whatsapp: 09810383186
email: ashrafibooks@gmail.com

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa